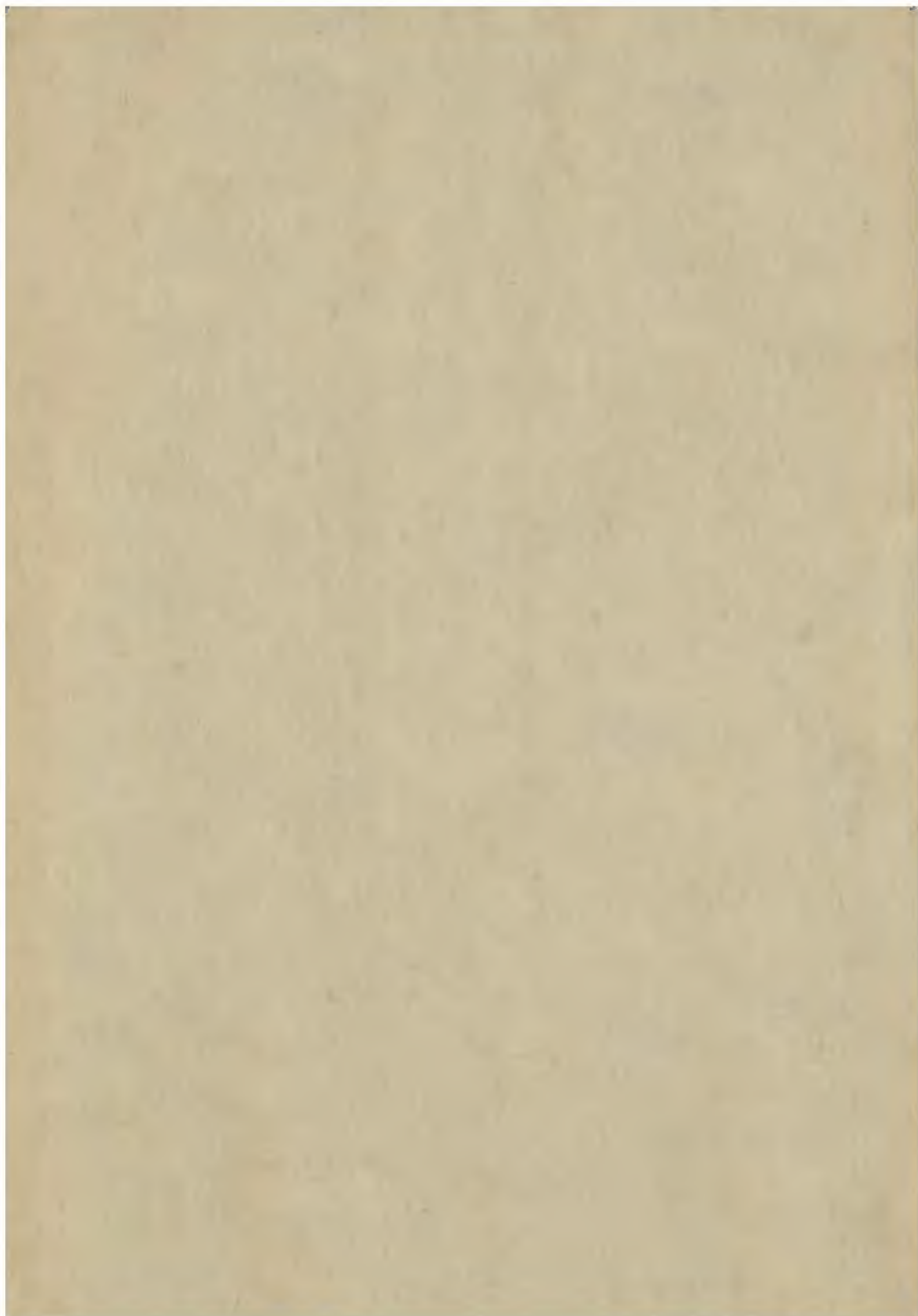


ارشادات جناب

مُترجمه
مُفتی غلام جعفر بنی-آ

ذخیره کتب:- محمد احمد ترازوی



ارشادات جناب

مترجمه
مفتی غلام جعفر بنی-آ

کتابت املا

بار سوم ————— قیمت تین روپے

ناشر

ادبستان - بیرون موحیدوارہ - لاہور

ذخیرہ کتب :- محمد احمد ترازوی

کراچی پبلشنگ پریس لاہور میں یا بہ تمام ملک محمد رفیق نذر و پبلشر جیکر ادبستان لاہور سے شائع ہوئی

فہرست

۹	تقریر بہ اجلاس مرکزی بحیثیت اسمبلی ۷ فروری ۱۹۳۵ء
۴۱	تقریر بہ اجلاس مسلم یونیورسٹی یونین ۵ فروری ۱۹۳۸ء
۵۵	تقریر بہ اجلاس مرکزی بحیثیت اسمبلی ۲۳ اگست ۱۹۳۸ء
۷۷	تقریر بہ اجلاس مرکزی بحیثیت اسمبلی ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء
۸۵	تقریر بہ اجلاس اینٹگلو عربک کالج دہلی امور لانا شوکت علی مرحوم کی تصدیق کی نقاب کشائی کے موقع پر
۹۱	تقریر بہ اجلاس کونسل آل انڈیا مسلم لیگ ۲۵ فروری ۱۹۴۰ء
۹۷	تقریر بہ اجلاس مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۶ مارچ ۱۹۴۰ء
۱۰۷	تقریر بہ اجلاس سٹوڈنٹس یونین عربک کالج دہلی نومبر ۱۹۴۰ء
۱۱۳	تقریر بہ اجلاس مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن دہلی نومبر ۱۹۴۰ء
۱۱۹	تقریر بہ اجلاس مرکزی بحیثیت اسمبلی ۱۹ نومبر ۱۹۴۰ء
۱۵۳	تقریر بہ اجلاس مسلم سٹوڈنٹس یونین احمد آباد ۲۸ دسمبر ۱۹۴۰ء
۱۵۷	تقریر بہ اجلاس مسلم یونیورسٹی یونین علی گڑھ ۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء
۱۶۷	تقریر بہ اجلاس مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کانپور ۳۰ مارچ ۱۹۴۱ء
۱۷۱	تقریر بہ اجلاس ادراک منڈا جنوبی ہند جون ۱۹۴۱ء
۱۷۵	تقریر بہ اجلاس مسلم لیگ ریاست ہیسور جون ۱۹۴۱ء
۱۷۹	تقریر بہ اجلاس مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۲ نومبر ۱۹۴۱ء

- تقریر بہ اجلاس یوم پاکستان اردو پارک دہلی - ۲۳ مارچ ۱۹۳۲ء ۱۹۱
- تقریر بہ اجلاس پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس لائل پور - ۱۸ نومبر ۱۹۳۲ء ۱۹۹
- تقریر بہ اجلاس پریس کانفرنس نئی دہلی - ۱۳ ستمبر ۱۹۳۲ء ۲۰۷
- تقریر بہ اجلاس سٹوڈنٹس کونین مسلم یونیورسٹی علی گڑھ - ۲ نومبر ۱۹۳۲ء ۲۱۷
- تقریر بہ اجلاس کونسل آل انڈیا مسلم لیگ دہلی - ۹ نومبر ۱۹۳۲ء ۲۲۳
- تقریر بہ اجلاس مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بمبئی - ۲۳ جنوری ۱۹۳۳ء ۲۲۳
- تقریر بہ اجلاس مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان - اکتوبر ۱۹۳۵ء ۲۵۱
- تقریر بہ اجلاس سرحد پراونشل مسلم لیگ پشاور - ۳۱ نومبر ۱۹۳۵ء ۲۵۵
- تقریر بہ اجلاس مبین کیمبر آف کامرس بمبئی - ۲۱ دسمبر ۱۹۳۵ء ۲۵۹
- تقریر بہ اجلاس حبیبیہ ہال لاہور - ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء ۲۶۳
- تقریر بہ اجلاس مرکزی لیجسلیٹو اسمبلی - ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء ۲۶۹
- تقریر بہ اجلاس کنونشن رکن ہند ممبران اسمبلی مسلم لیگ دہلی - ۸ مارچ ۱۹۳۶ء ۲۷۳
- تقریر بہ اجلاس کونسل آل انڈیا مسلم لیگ بمبئی - ۲۷ جولائی ۱۹۳۶ء { ۲۸۱
(اختتامی تقریر)
- تقریر بہ اجلاس کونسل آل انڈیا مسلم لیگ بمبئی - ۲۹ جولائی ۱۹۳۶ء { ۲۸۹
(اختتامی تقریر)
- تقریر بہ اجلاس سلور جوبلی جامعہ ملیہ دہلی - ۱۸ نومبر ۱۹۳۶ء ۲۹۵
- تقریر بہ اجلاس پریس کانفرنس کراچی - ۲۵ نومبر ۱۹۳۶ء ۲۹۹

میں بالکل "ادبستان" کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ترجمہ ارشاد
 جناح کے لئے قرعہ فال بنام من دیوانہ زوند کا مصداق مجھے قرار دیا۔ میں نے
 ترجمہ کا حق کہاں تک ادا کیا ہے؟ اور کس حد تک کامیاب ہوا؟ اس کا فیصلہ
 قارئین کرام کریں گے۔ آغاز ترجمہ سے پہلے تمام تقریریں پڑھ جانے کے بعد
 میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ:-

قائد اعظم — مسلم لیگ — پاکستان
 مترادف و ہم معنی الفاظ ہیں۔ قائد اعظم کے دم سے حیات مسلم لیگ وابستہ ہے اور
 مسلم لیگ کی تنظیم و عمل پر تعمیر پاکستان کا انحصار ہے یہی وجہ ہے کہ اسلامیات
 ہند کے دلوں سے یہ صدا بلند ہوئی ہے۔ زندہ باد قائد اعظم، زندہ باد پاکستان
 زندہ باد مسلم لیگ۔

مغربیوں کا اعتقاد ہے کہ عمل سیاسیات کو دیانتداری سے کچھ بہت
 سروکار نہیں، یا شاید طلق نہیں۔ ہندو اس امر پر اصرار کرتے ہیں کہ مذہب

اور سیاسیات کو ایک دوسرے سے جدا رکھنا لازم ہے۔ لیکن اسلام حکم دیتا ہے۔ کہ ہر ایک وقت دونوں سے عمدہ برا ہوتا فرض ہے۔ ارشاد است جناح کے حقائق و معارف میں نمایاں ترین یہی ہے۔ اور اسلامیان ہند کی طرف سے اسی پر عامل ہونے کا دعویٰ اور وعدہ قائد اعظم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلامیان ہند دیانت سے گمانہ کے پاسدار ہیں۔ اور ہمیشہ ہوں گے۔ یعنی شخصی دیانت، قومی دیانت، بین الاقوامی دیانت، انہوں نے اپنی تقاریر کے فاتحانہ دورہ میں بار بار اس امر کو سرگرمی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اور برطانویوں، ہندوؤں اور دیگر ہندوؤں کو بتایا ہے۔ کہ مسلمانوں کا مطالبہ پاکستان عین دیانت پر مبنی ہے۔ مگر افسوس کہ مخالفین پاکستان کو بین الاقوامی دیانت سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ ہے وہ مرکزی نقطہ جس کے گرد مسلمانوں کی تمام کوششیں محیط ہیں۔ اور جن کو روز بروز بنانے کے لئے قائد اعظم نے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے۔ تاکہ ہم منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔

قائد اعظم کی تقریریں کا یہ مجموعہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسے تسلیم سیاسیات کے نصاب میں داخل کیا جائے۔ ارباب دانش بشمول اہل ہنودان کے مطالعہ کے بعد جب غور کریں گے تو یقین ہے۔ اس رائے کی تائید کریں گے۔ کیونکہ دیانتدارانہ سیاسیات عملی کے انکشاف اور ترقی و تشریح کی یہ غالباً پہلی مثال ہے۔ — اور ایک اور اکیلی۔

قدیم یونان اور رومہ الکبریٰ کی تہذیبی تمدن سے لیکر آج تک اکثریتوں اور اقلیتوں کا جھگڑا ہر زمان و مکان میں چلا آیا ہے۔ اور تاریخ یہ سبق سکھاتی ہے

کہ اس کا منصفانہ فیصلہ ہمیشہ کامرانی کا حامل ثابت ہوا اور اہل فوقیت کا ناروا رویہ
 اس کے خلاف — تاریخ اسلام شاہد ہے۔ کہ جب اور جہاں مسلمان اکثریتوں
 کو غیر مسلم اقلیتوں سے واسطہ پڑا، آخر الذکر کے حقوق کی کامل حفاظت کی گئی۔
 قائم اعظم اور مسلمان اسی حقیقت پر پاکستان میں عمل کر میں گئے۔ یہی ہے وہ
 بین الاقوامی دیانت جس کی طرف میں نے بھی اشارہ کیا۔ اور یہی وہ منطقی نتیجہ
 جو اجتماع مذہب و سیاست کے حصول سے لامحالہ نکلتا ہے، اور جس پر عامل
 ہونے کے مسلمان پابند ہیں۔ بلکہ آئین پاکستان کے نفاذ کے وقت عامۃ المسلمین
 صرف ان مسلمانوں کو اپنا نمائندہ بنا کر مجلس قانون ساز میں بھیجیں گے جو پہلے
 اس امر کا اقرار صلح کر لیں گے کہ ہم شرع اسلام کے قائم کردہ آئین سلطنت
 سے سرموا انحراف نہ کریں گے۔ گویا وجود پاکستان کی نوعیت اور جبلت
 میں اقلیتوں کے ساتھ شیوہ انصاف کے طریق راستبازی شامل ہوں گے۔
 چنانچہ ہم ہندوستان میں مسلمانوں کی اقلیت کے ساتھ منصفانہ سلوک
 کے متوقع ہوں گے۔ اس مسلم اقلیت کو اگر ہندو پرغمال تصور کریں تو ہمیں اعتراض
 نہیں بلکہ ہمارے یہ مسلمان بھائی تو ابھی سے اس امر کے لئے تیار ہیں کہ اگر ہم
 اچھا سلوک نہ ہوا تو بلا سے نہ ہو۔ مگر آپ اکثریت کے مسلم صوبوں میں پاکستان
 ضرور قائم کریں، ان حقائق کے متعلق قائم اعظم کے ارشادات ہندوؤں کے
 لئے نہایت درجہ غور طلب ہیں، میری رائے میں شاید مسلمانوں سے بھی بڑھ کر
 ہندوؤں کے لئے اس کتاب کا مطالعہ لازم ہے۔ اس لئے کہ اگر ہندوؤں نے
 مسلمانوں کا یہ مطالبہ خوشی خاطر سے مان لیا۔ تو ہندوستان کے دونوں اہم ترین

مسئلے بخیر و خوبی حل ہو جائیں گے۔ یعنی ہندو اور مسلم کا نفاق حرف غلط کی طرح مٹ جائے گا اور ہندوستان کی سیاسی آزادی کی راہ نکل آئے گی۔
 قائد اعظم نے ان تقریروں میں مسلمان نوجوانوں کو نصیحتیں مخاطب کیا اور راہ عمل کی طرف بلا یا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلم لیگ کی قیادت میں معاشری، تعلیمی اور اقتصادی ترقی کے لئے انتہائی کوشش کی جائے اور اس طرح مسلمانوں کو وہ قوت حاصل ہو کہ اپنا مطالبہ منوانے میں کامیاب ہو سکیں۔ قوت کے سامنے سب تسلیم کر تے ہیں۔ اور پھر قوت بھی وہ قوت جس کی بنیادیں صداقت اور انصاف پر ہوں۔ مجھے اس دیباچہ میں نہ تو تقریروں کا خلاصہ لکھنا مقصود تھا، نہ ان پر تبصرہ کرنا۔ مگر میں نے یہ قطعاً ضروری سمجھا کہ دو ایک نسبتاً اہم نکات پیش کر دوں، اور جہاں تک عجم سے ممکن ہے ارشادات جناح کے مطالعہ پر شبان اسلام کو آگاہ کر دوں۔ کیونکہ انہی کے ہاتھوں میں آئندہ عمان حکومت پاکستان ہوگی۔ اور اس وقت بھی جب کہ اسلامیان کہیں سال اس کی تعمیر میں مشغول ہیں۔ نوجوانوں کی امداد ناگزیر ہے۔

مبارک ہوئی وہ ہستیاں — یارداغیا روونوں کی ہستیاں، جو قائد اعظم کے بیان کردہ اصولوں کو جز جان بنائیں گی۔ اور موجودہ شور و شر کے مٹانے کے لئے تعمیر پاکستان میں مدد دیں گی۔

قائدِ عظم

کے واقف و جواہر آہستہ آہستہ ہندوستان میں آئینی اصلاحات کے متعلق
نچوس لکھ کہ بار میان ریٹانید کی رپورٹ پر مرکزی جیلنگھامہ میں
۷ فروری ۱۹۵۳ء کو شرفیابی!

سیاسی پس منظر:-

ہندوستان کے نئے صدر بڈا بینی احمد دت کی تجویز پر لکسمبر کے لئے تین بار روڈ ٹریل کانفرنس ڈول میز کانفرنس کے بعد اس اند میں ہوئے۔ کانفرنس کی بحث و تئیں کے بعد حکومت بریٹن نے ایک بیان شائع کیا۔ ورس میں اپنی شجاریز کی تشریح کر دی۔ اس کے بعد پارلیمنٹ میں بڈا بینی کے دور احوال و بدراء امر کے چند ممبروں نے ایک سٹرک مجلس تقرر کی کسی نہ مزید بحث کا کام مت سہرہ پایا۔ اس مجلس میں طویل بحث ہوئی۔ بڈا بینی کے نوٹوں اور غلط فہمیاں اور غلط فہمیاں کے مائندوں کی شہادتیں کی گئیں۔ پھر شہادتوں پر بھی حرج کی خوب راز دی گئی۔ انجام کار مجلس نے اپنی سفارشات پر مشتمل ایک رپورٹ شائع کر دی۔

ہندوستان کے اس بیان کے بعد سفارتی مائت مذکورہ پر بحث

اور ہمارے اس کی دعوت دی گئی۔ مجالس مشترکہ پارلیمنٹ کی رہنمائی
میں تین امور نہایت اہم تھے۔ ایک یہ کہ مرکزی حکومت مند
اجتماعی انیڈرل، ہوا اور اس میں پڑنے والی ٹھوس اور ریاستیں
دونوں شامل ہوں۔ دوسرے یہ کہ صوبوں کی صوبائی حکومت
خود اختیاری ہوا اور مل ٹوٹنے والی دی جائے۔ تیسرے یہ کہ فرقہ
وہ ریفیو حقوق کا تصور قائم رہے۔ چھٹس تھا اس تقسیم کی
تفصیل میں لکھ دی کہ مختلف فرمیں در فرقوں کو مرکزی اور
صوبائی مجالس میں اس سلسلہ میں یہ امور دریا پا چکے۔

چوبیس۔ جو رہنما ہندوؤں کی مرکزی جمعی میں مشورے
کو جس نے ایک قرارداد کی منظورت ہندوؤں کی جمعی میں ہوا
کہ انھوں نے اس کی گئی۔ اس میں یہ لکھا گیا تھا کہ ہندوؤں
نے اپنی جمعی کی ترقی کی۔

پندرہویں۔ خوف تروید یا باکھاس ہے کہ اس میں ہوں
رہے ہوا اور اس میں واقع ہندوؤں کے حقوق پر ہندی اور مسلمان
دونوں نے ایک پیڈٹ لکھا ہے کہ فرقہ کے لیڈروں کی حیثیت میں
پیش کرتے ہیں۔ ہر سال ہندوؤں کی حالت نہایت خراب ہے۔
کہ ہر شخص کی حالت نہیں ہے۔ فرقہ میں ہیں۔ کہ اس قدر کہ
اسی دنیا میں ہوں ہے کہ نہ ہونا چاہیے۔

سفر ہندوستان میں اس کے تعلق میں ہوں کہ نہ ایک

صورت حال مختصر یہ تھی :-

۱۔ مرکزی حکومت کے لئے مجوزہ اصلاحات ترقی کی طرف قدم نہیں اٹھاتیں۔ بلکہ ملک کو لٹے پاؤں چلنے پڑے گا۔ ان کا امتیاز ترقی میں تنزل ہے ان میں نقص و نقصان کا عنصر غالب ہے۔
۲۔ اگرچہ مجوزہ صوبائی حکومت خود انتظامی میں بہت سے قابل اعرض امور موجود ہیں۔ مگر بحیثیت مجموعی اسے ترقی یافتہ تجویز کہا جاسکتا ہے۔ اور صوبوں کو سسٹم کے قانون حکومت ہند سے بڑھ کر اختیارات دئے گئے ہیں۔

۳۔ فرقہ دارانہ فیصلہ اس وقت تک ضرور قائم رکھا جانا چاہئے جبکہ ہندوستان کے مختلف فرقے برہمنی و داری اور تامل تصدیق کے ساتھ ایک فیصلہ اپنے لئے خود کریں۔ اور ایک دوسرے کی رضامندی و رغبت کے ساتھ اپنے حقوق بھی طح واضح کریں۔

مسٹر جناح نے اس بحث کے دوران میں دین پر ثابت کر دیا کہ وہ معرکہ ہائے سیاست کے وقت اشتد کستی اور سپہ سالاری بدیع ہر کابل کے سرمایہ دار ہیں۔ اور کارزار سیاست میں غضب کے فن کار۔ پھر ظفیر کہ دوست دشمن دونوں کے اس کمال کا متراف کرتے ہیں۔

مسٹر جناح کی ترمیم تین اجزاء پر مشتمل تھی۔ پہلے یہ کہ موجودہ فرقہ دارانہ فیصلہ اس وقت تک قابل قبول رہے۔ جبکہ تمام فرقے

بہت سی مجھوتہ کر کے ایک نئے نقطہ پر پڑھا مند مول۔ ترجمہ کا یہ
 حتمہ حکومت بند کے ممبروں کی، اُمداد و رکاوٹوں کی فیہر بندی
 کے ساتھ منظور کیا گیا۔

مسٹر جناح کی یہ سازش کہ مجوزہ صومالی حکومت خود اختیاری
 ناقص اور غیر عملی نش ہے۔ نیز یہ کہ مجوزہ مرکزی آئین قواعد میں
 قبول ہے۔ ورس سے تجویز آئین جدید سے خارج کر دینا چاہیے۔
 منظوری کی اس وقت تک مگر میں نے مسٹر جناح کی تائید کی۔

ساری جو منتظر تھے کہ ہو کہ دنیا سے نکلے کہ یہ ممبر کی منظوری
 مسٹر جناح کی ذاتی نمائندگی کے برابر ہے۔ اور وہ پارلیمانی مباحثات
 و سیاسی ذہن و مذاہن میں دوسرے ممبروں کے بلند ترین مرتبہ میں
 میں سر دفتر کی جگہ رہنے کے متعلق ہیں۔ یہ فیصلہ فرمیں کہ ہو کہ
 میں اس کے لئے سبقت میں ممبروں میں سے ایک سرکردہ
 ممبروں میں سے ہیں آئین جدید کی شدہ ترین ممبروں میں
 کی تھی۔ جب تک یہ ممبروں میں سے ہیں، یہی چاہئے کہ اس طرح مسٹر
 جناح نے کرنا چاہئے۔ یہی چاہئے کہ اس طرح مسٹر
 کے لئے اس طرح ہے کہ جب چاہئے ہیں۔

یہ جناح کی سازش ہے کہ اس طرح ہے کہ اس طرح ہے کہ
 جس کے لئے اس طرح ہے کہ اس طرح ہے کہ اس طرح ہے کہ
 اس طرح ہے کہ اس طرح ہے کہ اس طرح ہے کہ اس طرح ہے کہ

در صحیح ۔ کی غلط کیفیت دنیا کے سامنے پیش کی گئی ۔ بہت دن نہیں گزرے کہ اپنی ۲ فروری کی شامت میں "سلیٹسمین" جیسے رتبہ اور ذہر کے اخبار نے بھری نسبت لکھی : کانگرس پارٹی جس کے ہم خیال و بیروعت لوگ ہیں ، کو حرکت میں لانوالی سب سے بڑی چیز نسلی منافرت ہے ۔
 اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان لوگوں کو ہمیشہ مسٹر جناح جیسے مہین کار ہے ، شہر میں دقت برپا ہو رہی تھی ، ملتے رہیں گے : جناب والا ! ہیں سلیٹسمین کے اس بیان کو پوری نوبت کے ساتھ روکتا ہوں ۔
 میں عرب مخالف کثرت ستوں سے آرازیں آیں — ٹیفٹسٹینے (۱)

میرے دل میں کسی شے کے لئے کوئی جگہ نفرت کے لئے نہیں (سلیٹسمین)۔
 (۱) مسٹر یعقوب ۔ شرم شرم ۔ اس اخبار کو شرم آنی چاہیے ۔
 مسٹر جناح :۔ اس کے بعد اخبار مذکور یوں لکھتا ہے : "مسٹر جناح جو آواز کار ہیں گول میز کانفرنس کے ایک سرگرم رکن تھے ، وغیرہ ۔
 جناب والا ! میں تسلیم کرتا ہوں کہ شروع میں واقعی میں ایک گروم جوش رکھتا تھا ۔ بلکہ اب کی اجازت سے میں یہاں تک ہوں گا کہ سب نمبروں میں پیش پیش تھا ۔ مگر ۔ جی و ضحیٰ ہو کہ مرکز میں اجتماعی حکومت کے سہ پہر ہی سرگرم ہو گئے تھے ۔ جو دنیا میں ۔ نیز خیال غلط ہو یا درست مگر مرد قہر ہے کہ یہی خود چاہی کہ اس کے سبب شامت کا ابھی آغاز ہی ہو تھا کہ یہ سب میں اسکی کامیابی سے منفعی نہایت پر ہو گئے تھے ۔
 میں جانتا تھا ۔ اس نحو پر یہ سبب اس کی بے گارود مرد و سائیں کی

جائزہ کے ترقیات کی تسفی نہ کر سکے گا۔

جناب والا! خبر مذکور آگے چل کر مہری نسبت لکھتا ہے کہ "مسٹر جناح کو اس تجویز سے اس لئے اطمینان حاصل نہیں ہوا کہ انہیں گول میز کانفرنس کے آخری اجلاس میں شمولیت کی دعوت نہیں دی گئی۔"

بہت سے مہر: "شرم - شرم!"
مسٹر جناح: مجھے کانفرنس میں شامل ہونے کی دعوت نہ دینے کی اصلی وجہ یہ تھی کہ میں شروع سے ہی اس تجویز کی تعمیل کا سخت اور شدید مخالف ہوں۔ جو یہ غور تھی وہ یہ وجہ ہرگز ہرگز نہ تھی کہ میں گول میز کانفرنس کے تیسرے اجلاس میں شمولیت کی دعوت نہ دینے کے سبب سے تجویز کا حق غف ہو گیا۔

جناب والا! اس قسم کا جھوٹ ہونا۔ اس طرح اشارہ کیا کہ یہ مجھ پر زعم تھا۔ اور ایسے غلط خیالات کا اثر رکھنا کہ ایسی خبر کے تناظر میں انہیں نہیں بشریک وہ احباب بدست کا متفق ہو۔

مہر تہ می کر یک - مہر سبباً معزز مقرر تھے خبر کے تناظر میں
کہ ہرگز نہیں سمجھتے۔ بات یہ ہے کہ وہ اس وقت نہ روکتے کہ تہ مہری
لڑتے دیکھتے تھے میں سبباً خبر کے تناظر سے کوئی واسطہ نہیں۔
میں اپنے وقت کو نہیں دیتا ہوں کہ کانفرنس جو ہوں نے پڑا کرنا ہے
میں سے بات مہری نہ کر سکے نہ ہی نہیں۔ میں نے کوئی چیز نہیں
تھا کہ میں نے کوئی سمجھنا ہو سبب۔ درحقیقت میں نے بہت کچھ

کہ میں نے اس کی نسبت اپنے معزز دوست کی زبانی سنا۔
 سر محمد یعقوبؒ: ”مگر اب قیاس غالب ہے کہ جناب مہوم ممبر صاحب
 (سر مہری کریم) مسٹر جناح کے ان خیالات کی ضرورتاً تائید کریں گے جن کا
 اظہار وہ اخبار کے متعلق کر رہے ہیں۔“

مسٹر جناح:۔ جناب والا! بہتر یہی ہے کہ میں نے جو کچھ کہا۔
 اسی پر استفا کروں۔ میں ایک لمحہ کے لئے بھی معزز مہوم ممبر صاحب کو بدف
 ملاست نہیں بناتا۔ یہی نہیں بلکہ میں مضمون نگار کے عداوت سی انگریز
 کو بھی اس نکتہ چینی کاٹ نہ قرار نہیں دیتا۔ جو میں نے اختصار کے متعلق
 روارٹھی۔

سر مہری کریم: مجھے اس کے متعلق کوئی علم نہیں۔
 مسٹر جناح: میں سر دست اس کے متعلق اور کچھ نہیں کہوں گا۔
 جناب والا! اب میں نفس بحث کو لیتا ہوں۔ سب سے پہلے میں ان رپور
 اپنے خیالات کا اظہار کروں گا جو میرے معزز دوست و رازب مخالف کے
 لیڈر مسٹر ڈیسا کی تے پیش کریں۔

جناب والا! میں ان کی تائید کرنے سے قاصر ہوں۔ کیونکہ وہ قرارداد
 کو قطعی طور پر خارج ز عمل بتاتے ہیں۔ اور اسے قابل رد قرار دیتے ہیں۔ میر
 خیال ہے کہ میں نے ان کا مذاق ٹھیک سمجھا۔ وہ کہتے ہیں مجلس شکر کہ بارہین
 برطانیہ کی زبردست رپورٹ اور سفارشات کو بین دھڑا کر کسی قسم کا تائید نہیں
 قانون وضع نہ ہونا چاہیے۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ اگر ہم مسٹر ڈیسا کی

راستہ قبول کر لیں تو سارا جھگڑا ہی پاک ہوا جگہ وہ خود مانیں گے کہ کوئی بات ہی باقی نہ رہی۔ انتہا یہ کہ فرقہ دارانہ فیصلہ کے متعلق ان کو غیر بیداری کا بھی کوئی موقع موجود نہ رہے گا۔ چنانچہ میں ان سے یہ حقیقت ہوئی کہ جب آپ نے جلدیہ بین کی تجویز کو سر سے پاؤں تک کلی طور پر رد کر دیا تو پھر فرقہ دارانہ فیصلہ کے متعلق آپ کی غیہ جا بیداری یوں نہ رہے معنی سمجھی جو ہے؟

جناب وہ۔ میں مسٹر ڈی بی کی برائے قبول نہیں کر سکتا۔ انہوں نے تجویز کو قطعاً رد کر دی مگر اس کا کوئی بدلہ پیش نہ کیا۔ بدن تو میرے پاس بھی کوئی نہیں کیوں ان کی ترمیم کی تاہم یہی سی طرہ ممکن نہیں۔ کیونکہ جو ٹھوس حوالہ انہوں نے اختیار کیا ہے کلام نفی "کے بربر ہے۔ اس میں ثابت کا نام و نشان تک نہیں۔

جناب وہ الہ اس نفی اس نکار کے پیش نظر میں اپنی ترمیم کی تحریک کرتے رہیں جو ہوں۔ میری ترمیم فرقہ دارانہ فیصلہ کو تسلیم کرتی ہے۔ مگر کب تک؟ بدرجہہ کہ صرف اس وقت تک جب کہ اس فرقہ باہمی خود و ملحق سے یہ فیصلہ برپا ہو جائے۔ اب غور طلب مر یہ ہے کہ پورے مذہب کو جو فرقہ دارانہ فیصلہ کو تسلیم نہیں سمجھتے۔ مگر اس میں مذہبی خدمت میں مشغول ہوں کہ یہ مسئلہ بدستور بھی اس فیصلہ پر مبنی ہے۔ شیعہ شیعہ کیونکہ یہ فیصلہ ان کے تہذیبی بات و بیان کا بہت ہی نسبت اور ہمیں تو میں اپنی ذہنی طور پر اس سے خارج نہیں ہوں میری ذمہ داری کی نشانی اس وقت ہوگی جب کہ ہم لوگ فرقہ دارانہ

فیصلہ کی تحقیق خود کریں گے۔

ایک نمبر :- (ملحق کے لہجہ میں) شکریہ، مہربانی،
دیگر آوازیں :- (بطور تحسین) سنئے، سنئے۔

مسٹر جناح - محض شکریہ بے کار۔ بندہ فوڑا میری بات پر غور
کیجئے۔ سوال یہ ہے کہ میں فرقہ راولا نہ فیصلہ کو ناپسند کیوں کرتا ہوں؟ میں اس
کے متعلق واقعات دہرانہ نہیں چاہتا۔ مگر ایسی خدمت میں ضروریہ پیش
کروں گا کہ میں اس فیصلہ کو اس سے قبول کرتا ہوں کہ باہمی سمجھوتے کے سے
جہاں تک ہم سے بن پڑا ہم نے یا۔ مگر کوئی متنی و فیصلہ نہ کرے گا۔ اس کا نتیجہ
یہی ہو سکتا ہے کہ خواہ مجھے یہ فیصلہ پسند ہو یا نہ پسند کرے اسے ماننے کے
چارہ کار نہیں۔ وجہ یہ کہ اس کے بغیر کوئی جدید اصول وضع کرنا ممکن نہیں ہے۔
(اس کا یہی شستوں سے آوازیں سنئے، سنئے)۔

پس بس کہتا ہوں کہ رپورٹ کو یا مکمل رد کرے کے زبانی رد کر دینی
فرما کر پیش کرنے سے باز آئیے۔ اب ان باتوں کا وقت نہیں۔ سرزست
اور کم سے کم عارضی طور پر اس فیصلہ کو جوہر کا توں دینے دیجئے۔

نہیں ان امور میں حزب مخالف کے معزز لیڈر کی دلی سے تائید کرتا
ہوں کہ ہمیں مذہب کو سیاست میں محض ہونے کی اجازت نہیں چاہیے۔
اسی طرح نسل کے مسئلہ کو بھی سیاست سے الگ رکھنا لازم ہے۔ اور اس
کے علاوہ زبان کا سوال بھی چنداں اہم نہیں۔ مگر میں کہوں گا کہ اگر ان امور
پر ایک ایک کر کے اور ایک ایک توجہ ڈالیں۔ اور یہ سیاست سے نکل

عیدِ حد کی لازم قرار دینے تو ایک بات ہے واقعی۔ کیسے تینہ تہ ہے۔
 کہ مذہب کا معاملہ نہ داؤدِ خدا کے، ہمیں ایک ذاتی حق سے متعلق ہے۔
 کام میں اپنے معتز و دوست ایک باہمی لچرچا، مومن کہ آہنِ جبر و کسبیل
 محض مذہب فقط نہیں یا مرنے والے اس سے غرض ہے کہ نہیں۔ مناسب و لا
 نہیں دراصل یہ قیعدہ صعب ہے کہ ہوا پر نہ کھنکھاتا ہے، ایک ہوا سے ہے۔
 و اس کو قیادتوں سے نہ کھنکھاتا ہے۔

[illegible]

جواب والا امیر سے معزز دوست نے دوران بحث میں ایک بات بولا
 کا یہ حصہ۔ ق پیش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تحصیل پہلے اور تقسیم پچھے یعنی
 پہلے اصل نوکر لیں پھر تقسیم بھی ہو جائیگی۔ میں نہایت دبا سے عرض
 کروں کہ ان کے میں میں بہت بڑی منطقی غلطی ہے۔ یہ تحصیل اور
 تقسیم کا سوال نہیں۔ یہ کسی رائے کا تقسیم نہیں کہ پہلے اس پر تو فیصلہ ہونا
 چاہیے۔ یہ کوئی کاروبار نہیں کہ ہمت کر کے پہلے کچھ منافع حاصل کریں اور
 پھر جو کچھ باقی رہے اسے بار بار تقسیم کر لیں۔ میں بانٹ نہیں دیتا کہتا ہوں
 کہ گھر ہم ان کے اس ادعا کو غیر منجملہ درست بھی مان لیں تو ان کے پاس
 اس بات کا کیا جواب ہے کہ ہر ماہ کا مذہبی تہ مناسبت کا برت رکھ اور تمام
 ہمدردی لبروں کے آؤں در رضا و رغبت کے ساتھ اس معاہدہ پر
 کو جو چیزیں ان کے مذہب اور فہم کے ضمن میں ہندوؤں کی پابندی
 کے تحت سے معلق تھا۔

سنیئے! سنیئے!

تو وہ دیکھیں نہ ہاگیا کہ دیکھئے پہلے اصل نوکر لیں پھر تقسیم کریں گے (سنیئے!)
 سنیئے! بڑی سب سے ہمت نہ کریں! سنیئے! وہ جانتے تھے کہ یہ لوگ
 ہندوؤں کی اصل سے تھے۔ واقعی یہ پانچ چھ کروڑ انسان ہندوؤں میں ہیں
 جس میں میں ہندوؤں کا مذہب کو سچا سمجھتا ہوں۔ اور ان کی تائید کرنا ہونا
 میں نے انگلستان میں نہایت گاندھی سے انتہائی عجروا کو مار کے رہتا تھا کہ
 ہندوؤں کو جو ترقی دے سکے میں ان سے مت چھینئے۔ مگر ہندوؤں نے

یعنی تیری ہمارے کیا۔ مگر ہمیں یہ نہ بتایا کہ میری ترمیم کن دجہ سے بری ہے۔
 اور ان کی ذلیل اور ہنسناک قسم کی باتوں کا شوق ہے؟
 - میں سرکار میں سارے جیسے تین بجے جاؤں گا۔

میں نے کہا - غور سے! بہت آپ کا دوست، گمان میں ہے آپ
 کو یہ بات بھی معلوم ہو رہی ہے۔ اگر آپ کو اس میں سوتے اور اپنے جواب
 کی بجائے اس طرح وقت ڈھونڈتے تو ایک بات تھی، میرا مطلب یہ ہے کہ
 دوست بننا ایک قدم دل سے اور کچھ طور پر یکساں وقت پیش کر دے۔ اور
 یہ بات یہ تھی۔ لیکن میری ترمیم میں یہ بات ہے، کہوں تو ذلیل سے۔
 - یہ بات یہ تھی سے ہمید بتایا جا رہا ہے۔

میں نے سرکار میں نے دل سے کہہ دیا ہے۔

میں نے کہا - نہیں آپ نے نہ جان نہیں کیا کہ آپ کا دعویٰ ہی ہے تاہم
 میں نے سرکار میں کی ترمیم کا سبب جو مذکور کر رہا ہے، یعنی یہ کہ مجوز آئین میں
 موزون - دو حالتوں میں اس کی ترمیم کی ضرورت ہے اور جو یہ کہ چاہیے
 ہو اس سے یہ معنی ہو گئے کہ ترمیم کے عمارت کی بنیاد کھار دی۔ اور دیکھ
 میں نے اس قدم سے اندازہ کیا ہے کہ صرف یہ کام باقی رہا کہ اس کے روزوں
 کے ساتھ۔ اور دیکھ یہ دل میں اگر آپ کا یہ خیال ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ
 بے شک اس کی ترمیم کا مطالبہ بھی کیا ہے یا نہیں؟ حقیقت یہ ہے
 کہ یہ ترمیم بحث نہ ہی بنیاد سے تعلق ہے نہ کسی مندرجہ سے۔ یہ محض آپ کی
 ذاتی رائے ہے۔ جاہل دریا گماناں بچوں کو تھکے۔ بندہ قہقہہ

اس عمارت میں کسی منزل یا بالائے منزل کا وجود موجود نہیں اور یہ
 بنیاد بھی واضح کرتا ہوں ہم کیا کر رہے ہیں۔ یہی کہ ایک آئینی تجویز کی
 تشریح میں صرف ہیں جو چاہتے تو سولوں پر عادی ہو کر مرکز میں حکومت
 کر سکتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی فراموش نہیں کیا کہ کوئی نہیں
 مجھے یہ بھی دیکھ رہی ہے کہ اگر میری ترمیم منظور ہوگی تو ساری تجویز
 و خارش رہا سگے۔ مگر یہ مفاد نہیں ہے تجویز میں یا ہوز و قاتان خود یا کراچی؟
 نہ کہ پارلیمنٹ میں یہ خود کیا کہتی ہے یہ کہتی ہے کہ سب سے پہلے شوبانی
 حکومت خود اقتدار میں اپنی واپس توڑی و تجویز میں ہائی کورٹ کی یعنی اس
 وقت حکومتوں کو اپنے ہاں رہا۔ اس کے بعد بہت جلد فریڈیشن جیٹو
 حکومت کو ختم کر دینا ہوگی۔ بہر حال سب کے اس وقت ہم جتنے مدت واپس
 ہاں کر رہے ہیں۔ حکومت اس کے ساتھ نہیں تو عجب نہیں خود پورٹا
 اس کے پیشرو اس میں تیش و ہمت ہے۔ میں نے سب کے لئے یہی حکومت
 فریقہ کی کہ یہ عمل و خفا کے بعد بھی اجنبی حکومت کے قیام کے
 قتل و کشت ہو رہی ہے۔ ان کے لئے وہ درشتی ہو رہی ہے۔
 کراچی میں ہے۔ وہ یہی ہے۔ بہت سی زندگی کا حال کا نام نہ رہا ہے۔ پھر
 ان کی موت ہے۔ شرمندہ ہے۔ بہت سی زندگی کا نام نہ رہا ہے۔
 سے زیادہ ہے۔ منہ پرانے تشریح پرانی کے لئے یہی ہے۔
 کہتے ہیں۔

ناچار ممبر مسیحیہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔

حکومت میں تبدیلیاں کرنے اور دلائل جہد کے شامل ہونے سے پہلے
 جدید صوبائی حکومتیں وجود میں لائی جائیں۔ مگر خود مختار صوبوں کا
 معرض وجود میں آنا مرکز میں کامل اجتماعی حکومت قائم کرنے کی جانب
 پہل قدم ہوگا جس کے لئے "قانون آئین" دفعات وضع کریگا۔ اور
 ملک معتمد کی حکومت نے بیان کیا ہے کہ اگر ہمارے قبو سے باہر رہا ہے
 ایسے پیدا ہو گئے جو اس پروگرام کے عمل میں رکاوٹیں پیدا کریں تو
 کامل صورت حال پر زور نو غور کیا جائے گا۔ پس "قانون آئین" میں
 بعض دفعات وضع کی جائیگی۔ اور یہ اس مدت پر جاری ہوں گی جو
 فیڈریشن کے مکمل قیام اور صوبائی حکومت اختیاری کے مابین حاصل
 ہوگی۔۔۔ اس مقصد کے لئے ان عارضی انتظامات کی نوعیت کی
 تشریح ان تجاویز کے سیراگراف ۲۰۲ میں کی دی گئی ہے۔

مسودہ قانون کے اس اندراج کے پیش نظر رہنا چاہیے کہ مرکز میں
 اجتماعی حکومت کا وجود پھر بھی معطل ہی رہا۔ چنانچہ یہ پارلیمان کے ہر دو
 ایوان کی ذمہ داری ہے۔ اور چند شرائط کا پورا کرنا بھی ضروری ہوگا۔ اس کے
 متعلق میں آپ کو یہ جواب دیتا ہوں۔ مہربانی فرما کر اس تجویز پر عمل کرنے
 سے باز نہ آئیے۔ یاد رکھیے کہ میں تجویز فیڈریشن ہی کے متعلق کہہ رہا
 ہوں اور اسرا اور نا کید کے ساتھ کہ اسے روک دیجئے۔ نہیں ان حالات یعنی
 رد کاوٹوں کا انتظام نہیں کرنا چاہتا جو فیڈریشن کی راہ میں رکاوٹ ہوگی۔
 میری قوت فیصلہ یہی ہے کہ وہ حالات ابھی سے پیدا ہو رہے ہیں۔ جبکہ

ہو چکے ہیں۔ اور سنیئے وہ حالات یہ ہیں۔ میں نے آپ کی تجویز کا مدعا لکھا
 ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ کامل طور پر کرم غور وہ ہے جس کی بنیاد ہی
 بنامودہ اور بری ہے۔ اور قطعاً ناقابل قبول ایک آواز۔ یوں؟ مجھے یہ کہا
 جاتا ہے کہ مسودہ قانون تمام وکلاء نرک کر دیا جائیگا میں اس سوال کا جواب
 طلب کرتے ہوئے آپ کو یہ بتانا ہوں کہ میں مرکز کے متعلق ساری تجویز کا
 یوں غافل ہوں۔ میرا جواب یہ ہے کہ حسب صدر کو فطلب کرتے ہوئے :-

جناب والا! پہلے تو آپ اپنے ہی الفاظ پر غور کیجئے۔ اس حیثیت میں
 نہیں کہ آپ اس ایون کے صدر ہیں بلکہ اس حیثیت میں کہ اس علی صدر
 ہیں۔ ایک بہت بڑے لیڈر ہیں اور اسمبلی میں انڈیپنڈنٹ پارٹی (آر پارٹی)
 کے بھی لیڈر۔ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ تجویز کا کل مورد فلافسٹیشن و معارف
 ہے۔ مصنوعی ہے اور اس کی مثال دنیا بھر کے سی آئی میں نہیں ملے گی۔ میں
 میں انسانانہ تر ہوں۔ یہ تجویز ان تمام بنیادی و مذہبی عناصر و نگران انمولی
 و رشتہ داروں سے معرا ہے۔ جو فیڈریشن کے مابین زمین و مایہ پوری
 ہیں۔ میری دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ تجویز وہاں ہند کی شمولیت کے لئے
 ہی نہ لگا بیش مرقی ہے۔ اور ان کو شمولیت سے پہلے تعلق امور پر وجود میں
 لائے ہر قسم ہے۔ جو بنگالے شہر میں نوی ہند کے غرض باہر ترین و بد
 اوہین کے متعلق ہیں۔ یہ یہی سبب ہے کہ یہاں سے کہہ سکتے ہیں کہ یہاں ہند
 کے فائدہ ہوں مگر میں ان کے فائدہ نہیں ہوں۔ میں ان شخص کا بھی
 مدعا نہیں۔ میں بڑا نوی ہند کا ایک ہوں مگر اس کے یہ مدعی نہیں کہ

ہیں۔ لیکن ہند سے یہ تعلق رہنا چاہتا ہوں۔ میں اس امر کا اظہار بار بار
 کر چکا ہوں کہ میں ایک آل انڈیا فیڈریشن (کل ہند کی اجتماعی حکومت) کی
 مخالفت نہیں کرتا۔ اور آئریل ممبیر حالات داخلہ (ہوم ممبر) بجا طور پر کہہ چکے
 ہیں کہ خود ہماق گاندھی بھی آل انڈیا فیڈریشن کے مخالف نہیں ہیں۔ ان
 خدائق سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ جب میں یہ کہوں کہ میں تو فیڈریشن کے خلاف
 نہیں ہوں تو اس سے یہ طلب نہیں کہ آپ مجھے کسی ایسی تجویز کو قبول کرنے
 پر مجبور کریں جو آپ نے اختراع کی ہو خواہ کتنی ہی بُری اور ناقابل قبول کیوں
 نہ ہو۔ کہا یہ۔ جسے آپ کی دلیل اصل معادہ یہ نہیں ہے کہ ہم آل انڈیا فیڈریشن
 کے خلاف ہیں بلکہ اس قسم کی فیڈریشن کے خلاف ہیں۔ میں اس الزام
 میں مصروف طور سے یہ کہتا رہتا ہوں کہ میں آل انڈیا فیڈریشن کے لئے کسی
 تجویز پر جو جو دود تجویز کی بدل ہو غور کرنے سے انکار نہیں کرتا۔ البتہ یہ بدل
 برہنہ نوی ہند کے اعراس میں اس قدر حق میں ہونا چاہیے۔ اور اگر میری تفسیر ہو
 جائے کہ اس کو قبول کر لینا اچھا ہے تو مجھ سمجھتا رہتی ہوگی۔ میں اس حقیقت
 سے آگاہ ہوں کہ اس ناممکن العمل شرائط کے تحت نظر جن پروالیان ہند نے
 انہی نمونیت کا انحصار قرار دیا ہے۔ یہ بات ناممکن ہے کہ ہم فیڈریشن کے
 اس کے شایان شان کوئی فیڈریشن مرتب کر سکیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ
 اس تجویز پر بحث سے بچنا بے فائدہ ہے۔ ہم چار سال نو یہ کام کرتے رہے
 ہیں۔ ایک طرف تو والیان ہند نے اپنی آخری شرط، لازمی شرط، (الٹی میٹم)
 بطور فیصلہ حتمی تبادلی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں" پھر دوسری

طرف برطانوی حکومت نے اپنے تحفظات کے متعلق فیصلہ صادر کر دیا ہے۔
 جب تک دیوار نواد کہیے۔ بھارے لئے اس کے قبول کرنا ضروری ہے۔
 میں ان دونوں کے درمیان ہوں۔ آپ اسے قبول کرنا چاہتے ہیں یا نہیں
 فیڈریشن پر تے ہیں۔ اس تجویز کو اس نظر سے دیکھنا تو طریقہ صرف نہیں
 اس سے میں مجبور ہوں کہ تجویز کو ناقابل قبول ٹھہراؤں۔ رہے آنرہل ہوم نمبر
 صاحب انہوں نے اپنی نیک نیتی کے متعلق جو کہہ کیا۔ مجھے اس سے ایسا
 ایک لمحہ پر قہقہہ ہے۔ میں انکی ایسا کی قدر نہ ہوں اور جانتا ہوں کہ اس جذبہ
 مذاقت انہوں نے اپنی میں ان سب امور کے لئے ان کا شکر گزار ہوں۔ میں
 جانتا ہوں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کی سچی پی نہیں رکھتے ہیں۔ انہوں نے
 کہا ہے کہ اس تجویز کو قبول کر دیا جائے تو اس سے قبل میں دیکھوں گا۔ یہ بھی کہا
 کہ جب نواد تھا تو حضرت موسیٰ پر کیا لڑی؟ وہ نصرت میں ہی رہے۔
 اس پر میں یہ چاہتا ہوں کہ کیا یہاں تو رہے؟ کیا اب اس سے توجہ دینی
 میں گئے ہیں؟ جناب! حضرت موسیٰ اچھی انداز سے میں ہی ہیں۔
 نرمل مسٹر کو ایک۔ میرا مطلب یہ تھا کہ (ارکین حکومت) نے
 نہیں بلکہ کارکن بارن نے ہی کچھ دیا۔

مسٹر جناح جب یہ کہتے ہیں کہ حکومت کا مطلب نہیں
 ہو کہ گورنر سے ہندو کی فائدہ ہے تو وہ بھی کہتے ہیں کہ جب
 مقصد اس کے خلاف ہو تو وہ کہتے ہیں کہ گورنر والے محض ہوتے ہوئے
 وہ وہ ہیں۔ درحقیقت میں ان کی اقلیت ہے۔ انہیں وہ تاہم برعکس

کیا۔ ہے؟ یہ سب لوگ مسلمان میروں اور باقی سارے اہل ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
 کہاں ہیں؟ (ہم سب کیا کہیں اور کیا ہیں؟) یہ دیں جو آپ دے رہے ہیں
 از انصاف ہے۔ ہمارے ملک کے چند آدمیوں کے بیانات کو لینا۔ اسے
 اس جدید آئین کے جبراً عائد کرنے کی بنا اور دلیل ٹھہرانا پھر ہمیں کہنا کہ تمہیں
 اسے قبول کرنا چاہیے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ کیا میں اس کے جواب میں ایسی ہی
 طریق اختیار نہیں کر سکتا اور نہیں کہہ سکتا کہ آپ فرانس، سوئٹزرلینڈ، نارویج،
 سربیا، یوگوسلاویا اور سرسینچینڈ کرڈک اور اسی طرح کے دوسرے انگریزوں
 کے بیانات پر بھی غور کیجئے۔ اگر میں انہیں کو زیرِ نظر رکھ کر جواب دوں تو کیا
 میرا یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ میں انگریزوں کو دھکے دے کر ہندوستان سے
 نکال دوں گا۔ کسی قسم کی سجدت کی گنجائش ہی نہیں؟ اب سوال یہ ہے کہ
 میں نے ایسی بات کہی؟ نہیں۔ مگر برطانوی حکومت سمجھے کہ وہ ہم پر ایک
 ایسا آئین جبراً عائد کرنے کا عزم رکھتی ہے جس کی نسبت وہ بھی جانتی ہے
 وہ میں بھی کہہ چکا ہوں کہ وہ مروجہ آئین سے بدتر ہے۔ ہماری رضا کے خلاف یہ
 یہ آئین ہم پر ٹھونسنا جارہا ہے؟ یہ ٹھیک نہیں کہ بعض ایک پارٹی کے قون
 دفع کو نیا بنایا جائے۔ اور ہندوستان کے راجہ، انصافی کا سلوک کیا
 جائے۔ یہ ہمیش ایک جہاں ہے۔ میں نے اس مسئلہ کا مطالعہ کامل ذمہ داری
 و انتہائی احتیاط کے ساتھ کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ آئین
 قریبی طور پر فرمان کرتا ہے۔ اس سیاسی نشوونما کو اور اس تمام جدوجہد کو
 پوینڈیشہ پچاس سال میں ایک ذمہ دار نمائندگی کے اصول پر قائم کی ہوئی

حکومت حاصل کرنے کے لئے برطانوی ہند نے کسی سوچے سے انھیں
 نمونہ شورہ نہیں لیا کیا۔ نہ رٹا سندی حاصل کی گئی نہ یہ پوچھا گیا کہ آپ جو
 کہ مرکزی اجتماع (فیڈریشن) میں شامل ہونے والی اکائیاں ہیں کیا اس میں
 شامل ہونا چاہتی ہیں؟ اور ان شرائط پر جن کا فیصلہ حکومت برطانویہ اور رٹا
 ہند نے کیا ہے؟ میرا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ ناقابل عمل ہے۔ یہ زمین
 کسی بھی قسمی و تشفی نہیں کرتا۔ اور زمین کچھنے کسی کے بھی کم سے کم سدا
 نہیں رہتا۔ اگر اس پر عمل کیا گیا تو بل شبہ تکنی اور بغض و عناد کا باعث ہوگا۔
 ورنہ نہ مرکزی فیڈرل مجلس قانون ساز میں تنازعات پیدا ہو کر رہیں گی۔
 میں دیکھتا ہوں کہ یہ وہ دوسروں کی تعلیمات پر مشتمل ہے۔
 شہر میں۔ میں ان سے یہ پہل کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ یہ سب وہ زمین
 جو اسے مرکزی حکومت کے لئے تجویز کی؟ آپ فیڈریشن میں اس شہر پر
 رٹا ہونے کے لئے تیار ہیں؟ کیا اس شرط پر کہ بہت چھ بھم شامل ہوتے ہیں۔
 بنیادی مرکزی مجلس زمین ساز و حقیقی طور پر اور نہایت ہی محسوس حد تک زمین
 بنانا ہوگا۔ مگر تب اسے ترکہ جوڑنا ہیں اس زمین پر؟ وہ جو دستیاب
 نہیں؟ خوب سمجھ لیجئے کہ اس میں نو ٹھ نو سے فیصدی تخفیف ہیں اور نہ
 فیصدی زمین داری۔ بننا سہارا! میں دیکھتا ہوں کہ ہندوستان میں زمین
 کے اس مسئلہ پر غور کریں۔

ساتھ ساتھ گورنمنٹ انڈیا نوٹس حکومت اور رٹا ہند کے ہند
 میں زمین میں قانون کی خدمت و فحش کو نہیں دیتا۔ میں دو تقریریں کرتا

اب سنئے کہ نزل شخصہ حزب مخالف کے امید وہی کام کر رہے ہیں جو
 مسٹر چرچل دے رہے ہیں۔ یعنی جدید آئینی تجاویز کا قلع قمع کرنا۔ غالباً میری نسبت
 یہ بھی کہ جائے گا۔ ہاں ضرور کہا جائے گا کہ یہ شخص آئین جدید کو توڑ کر رہا ہے۔
 مسٹر کریک۔ آپ سی کام میں مشغول ہیں۔
 مسٹر جناح۔ میں آنکھیں کھول کر سوچ سمجھ کر یہ کام کر رہا ہوں۔
 سرزری پندرانا قندہ سرکار اسکرینی ریزناور۔ یہ وقت ممکن ہے کہ آپ
 اپنی بات سے پھر جائیں۔ مگر مسٹر چرچل نہیں بدلیں گے۔
 مسٹر جناح۔ مجھے اس مرتبہ کوئی غرض نہیں کہ حزب مسلمانیوں
 بن جائیں۔ یہ میں اپنے چاہنے والا ہوں۔ میرا مقصد اس بہتر موقع پر اس بزرگ
 وقت میں اشارے سے یہ جو میں کا مل ذمہ داری اور نہایت وقت کے
 ساتھ اور بڑے غور و فکر سے سنا کر رہا ہوں۔ مجھے مہربانیوں میں دیکھتی
 سے بھی محنت نہیں کہ ساری تجویز ترک اور ختم کر دی جائے۔ وہ اس کے
 مفقود رہے ہیں۔ قبضہ خود حکومت بننا آسان نہیں۔ وہ دو دو تہہ بلین و
 دھوکے کو نہ کہ تمہارے ہیں بگاڑ رہے۔ میں ان سے کوئی تیل نہیں کرنا چاہتا۔
 جنوں ہوم ممبر خرمی فیصلہ۔ زمین بڑا نیہ کے ہاتھ ہیں یہ حکومت ہند
 اور شاہین ہند کی ختمی کچھ نہیں چاہتا۔ میرا کام ہے زمین کی کابھی
 ورجہ دے کہ ہے۔ اگر وہ اس پر عمل نہ کرے گی تو اس کے بعد عوام کی ذمہ داری
 خود ہوگی۔ اس لئے ہوم ممبر کے سامنے کہ جواب میں کہ مسٹر چرچل کے
 قندہ پور کر رہا ہوں یہ کہوں گے کہ آپ میرا مطلب سمجھنا چاہتے ہیں

اور میری رائے کی غلط ترجمانی دنیا کے سامنے لانے کے خواہشمند ہیں تو آپ
 کا اختیار ہے۔ میں آپ کو نہیں روکتا مگر اصل بات یہ ہے کہ میں اور بیت
 ہم خیال لوگ مسٹر چو چل سے متفق نہیں ہیں۔ مسٹر چو چل مطلق نہیں چاہتے
 کہ مرکزی حکومت کی حالت بہتر بنائی جائے۔ مگر مجوزہ آئین کو مرکز کے لئے غیر
 موزون قرار دیتے ہیں اور اس لئے اس امر کا مطالبہ کرتے ہیں کہ اہل ہند کے
 ساتھ مشورہ کرتے ہوئے اس سارے معاملہ پر نظر ثانی کی جائے اور ہمارے ملک
 میں ذمہ دار حکومت قائم کی جائے (بند دوا میں دیر تک غور ہائے تحسین یہ ہے
 اصلی فرق اس لئے ہمارا مطلب دیدہ و دانستہ غلط بیان کرنا حاصل ہے۔
 جناب دلا! مجوزہ مرکزی آئین عہد شکنی کے برابر ہے۔ اس سنجیدہ و
 پرمعوس اعلان کی نفی کرتا ہے۔ جو وائسرائے لارڈ ارون نے کیا۔ جس کا نام
 آج نارڈ ویل ٹیس ہے معلوم ہوتا ہے کہ بقول مسٹر شاستری انہوں نے
 کی تبدیلی کے ساتھ اپنی رائے بھی بدل دی ہے (مقہمہ اعلان مذکورہ) لارڈ
 ملٹن نے تھا اور ملک معظمہ کی حکومت کی طرف سے ان الفاظ میں کہا گیا تھا کہ
 "ملک معظمہ کی حکومت وہ سجاوہ پارلیمنٹ میں پیش کرے گی جن کو زیادہ سے
 زیادہ شدہ رضا مندی حاصل ہوئے ہیں پوچھتا ہوں کہ صدق دل سے بتائیے
 کہ کیا ان تجاویز کو اس مندی کی زیادہ سے زیادہ مشترکہ رضا مندی حاصل ہوں
 گے؟ یہ ممکن ہے کہ ان کو پارلیمنٹ بڑا نیو کی رضا مندی پسند پارٹی کی زیادہ سے
 زیادہ رضا مندی حاصل ہوئی ہو۔ مگر اعلان مذکور کے الفاظ یہ تو نہ تھے۔ اس
 سہ میں کہوں گا کہ جس رضا مندی سے منشا تھی مطلق حاصل نہ ہوں۔

کے علاوہ مباحثات کی یہ ساری چیزوں میں ہیں تب تک یہ ساری باتیں
 ایک برابر حصہ دار بن جائیں گے۔ مگر ان میں اس لفظ کا استعمال ترک کر
 دیں گے۔ جناب والہ! کیا یہ سب برابر کی حصہ داری جو پیش کی جا رہی ہے
 برطانیہ کے ساتھ ہو رہی ہے۔ یہ میری حصہ داری ہے۔ "اور" لفظ دوسرے کے معنی یہ
 ہے کہ رہے ہیں کہ "اس لیے" ہم تمہیں برابر کا حصہ دار بنا رہے ہیں۔ مگر یہ
 کیا دہی ہوگا جس کا ہر حصہ دیں۔ بیشک اس میں اور باقی چیزیں بھی شامل
 ہوں گی۔ بشرطیکہ تم جو کچھ چاہو میں دے دوں گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم
 کرو، اسی کا نام لیں اور ڈیڑھ ہی ہے۔

جناب والہ! میں آئیڈیہ میں جی جانتا تھا۔ ورنہ میرے قبضے میں
 وقت سے جی بڑھ کر ہے۔ کہ آں اندیڈیڈیشن کے قیام کی قرب دور آئیے
 سے اس فیسریہ ہے کہ برطانیہ کے ہائے جوئے جدیدہ بین میں مرکزی
 حکومت کو ذمہ داری نہ دی جائے کہ غلط رستے پر ڈال دے گئے۔ ہر شخص نے
 جو کچھ چاہے، حب ہوش ہے فوراً دیکھ لیا ہوگا۔ کچھ عرصہ بعد اس میں
 آئے کہ وہ سچیز جو ہمارے مسائل کو حل کریں گے اور جسے ہمیں نہ پہنچنے کا وعدہ
 کیا ہے۔ اس مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ اول تو آگے بڑھ کر اس میں ہمیں
 مجبوراً کچھ چیزیں ملتی ہیں۔ سب سے پہلے تو مجوزہ امور سے ایک بدینیت
 خلیفہ نہ جائے گا۔ یعنی صورتی خود مختاری، فیڈرل ایڈم اور مرکزی
 نظام کی یہ باتیں ہیں۔ ایک دوسرے پر منحصر کر رہی ہیں۔ اور مرکزی
 ذمہ داری سے یہ بغیر ہمارے کہ سب سے پہلے اگر آپ ان تجویز کو فیڈرل

نام کے قبول نہیں کرتے تو صوبائی خود مختاری سے ہاتھ اٹھائیے۔ اور جب
 یہ نہیں تو مرکزی ذمہ داری کیسی؟ چنانچہ سارا معاملہ یہیں ختم کر دیا جائیگا۔
 میں اس اعلان کو بہت ہموں کہ میری تیسری ترمیم کا دعویٰ بالکل غلط ہے
 اور خود وہ میں تنجہ ویز کو رد کرتا ہوں اور ملک معظم کی حکومت سے مطالبہ کرتا
 ہوں کہ بل بند رہے اور دیکھا جائے اور اس سے معاملہ پر نظر ثانی کی جائے۔
 میرے دوست مسٹر موڈی نے کہا ہے کہ جس تفتیش و تبدل کے ہم خواہشمند ہیں
 اسے بھی یہاں کیوں نہیں کیا جائے؟ میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ
 بد شہر یہ یوان میری ترمیم کو رد کر چکا کیونکہ یہ حقیقت ضبط تحریر میں آچکی ہے کہ
 جب پہلی گول میز کانفرنس میں ہم نے بعض مشورے دیئے اور تجویزیں پیش کیں
 تو یہ سینیٹ کی پورٹ پر پہنچے ہوئے تھے ہم نے اہم ترین سفارشات اور تجاویز میں
 میں سے اکثر دہرائے تھے و مسترد کر دیئے۔ اس کے بعد دوسری گول میز کانفرنس میں
 ہم نے ایک بار پھر مشورے اور تجویزیں پیش کیں۔ مگر یہ کانفرنس نتائج کے
 تقابلاً پہلی سے بدتر ثابت ہوئی۔ مزید برآں یہ اہم ترین بات کہی گئی۔
 کہ ہندوستان ہوں کی تجاویز اور مشورے ان کے لئے تو مفید ہوں گے مگر میرا
 ملک غیر مفید۔ چنانچہ ہماری تجاویز کو بے اثر کرنے کے لئے خاص تعفلات ایجنڈے
 کے لئے۔ اب تیسری گول میز کانفرنس کی سیٹی۔ یہ پہلی دو دنوں سے بدتر
 ہے۔ اس کے بعد پارلیمانی مجلس مشترکہ کمیٹی آئی۔ میں اس بندہ دستاویز
 کی سبب دو دن میں شرمیک ہوئے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ دعویٰ نہیں کرتا
 کہ وہ متجان و متن نہ تھے۔ یہ لوگ جن سے میں کتنا ہی انصاف نہ کروں

کہوں میری نظروں میں بہت قابل احترام ہیں۔ انہوں نے انتہائی کوشش کی اور جوں مسٹر شاستری یہ لوگ میرے دوست مسٹر موڈی کی مثال نہ صرف علاج و خوش فکر تھے بلکہ حکومت کے ساتھ تعاون کے مرض مزمنہ کے شکار۔ ان کو بالوسی کے باوجود بہ امید تھی کہ ہم اہل برطانیہ اور برطانیہ کی نصف مہاجر سے پہل کر سکیں گے اور کامیاب ہو سکیں گے۔ چنانچہ وہ امید کرتے چسے گئے۔ تا آنکہ ناکام ہوئے اب انہوں نے ایک یادداشت مرتب کی۔ اور اس میں دو ہندو مسلمان، پارسی اور دوسرے سب جو اعتدال پسند کی میں اپنا تعلق نہ رکھتے تھے سب شامل ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ کم سے کم ہماری ان معمولی سی تبدیلیوں کو بروئے کار لایا جائے۔

جناب ولایت اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ یادداشت کہاں ہے؟ راجی کو دے دیں۔ پس میری رائے میں ہماری وضعداری کا تشناہ یہ ہے کہ ہم سب یہ مددگار ہونے کے باوجود بڑھتے چلے جائیں۔ ہم یہ سچو بڑھ چکے ہیں اور ہم اسے منظور نہ کریں گے۔ میں مزید نہیں دھمکاؤں میں پھنساؤ۔ اپنی قطعی رائے کا اظہار نہ صرف طور پر کرتا ہوں میں دھمکی دی جاتی ہے کہ کیا آپ ہمیشہ اندھیرے میں ہی رہنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ ہمیشہ ہی قسم کے یلین کے بغیر گزارنا پسند کرتے ہیں؟ میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ یہ دھمکیاں مجھے نہ پریشان کر سکتی ہیں، نہ ٹھہرا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس تو اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔

جناب والا! مجھے امید ہے کہ اب ایوان اس حقیقت کو تسلیم کریگا۔
 کہ میں افکار نہ مند نہیں کر رہا اور نہ دوسروں کو مجبور کر رہا ہوں کہ وہ میری
 رائے سے اتفاق کریں۔ الغرض ان واقعات کے پیش نظر ہمیں لازم ہے کہ
 کہ اپنی رائے کے انہار میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ رکھیں۔ یہ
 تحفظات ان کی نسبت آفریں ممبروں نے کہہ دیے کہ یہ استعمال میں نہ
 لائے جائیں گے۔ میرے پاس وزیر ہند کی تقریر موجود ہے۔ میں اس
 میں سے اقتباسات پیش نہیں کرتا۔ مگر انہوں نے کہا ہے کہ تحفظات
 استعمال میں لائے جائیں گے۔ یہی نہیں بلکہ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں۔
 — ”خوب یاد رکھیے: ہمارے پشت پر تمام ملازمین شاہی ہیں اور
 انہیں کمرہ ساری فوج بھی ہوگی۔ یہ تحفظات برابر استعمال کے جائیں گے۔
 پھر مجھے بہ کتنے سے کیا حاصل کہ ان کا استعمال نہ ہوگا۔“

جناب والا! سر جوزف جیو کی اپیل — ان کی ذاتی اپیل بھی
 قابل غور ہے۔ میں ان کی دل سے قدر کرتا ہوں اور ان کی رائے کا احترام
 نہیں نہ فرمایا کہ اس تجویز سے امکانی ذمہ حاصل کیجئے، مگر جب انہوں
 نے اپنی تائید میں برہم کشن جیسے عظیم الشان اور بلند قدر محنت و وطن کے
 خیالات پیش کئے تو میں کہہ اٹھا: ”یہی ہے شیطان کتاب مقدس کے اقوال
 کے ساتھ: ”میں پوچھتا ہوں“ کیا اس قسم کی صورت حال واقعات
 سے جو ہمیں درپیش ہیں۔ لیکن بھی دوچار تھا؟“

جناب والا! مجھے اپنی تیسری تقریر کے منفعت پس اتنا ہی کہنا تھا۔

میری دوسری ترجمہ شوبانی حکومت خود اختیاری سے متعلق ہے۔ معزز
 رئیسین یہ رہے اس راجن کوٹکو پسندیدگی سے دیکھیں گے کہ میں اس پر
 بحث کرنے کے دوران میں کسی قسم کے نہ اور یہ ضمنی لواحق سے ناظر
 نہیں ہوں گا۔ ورنہ میں یقیناً حزب مخالف کے لیڈر سے اتفاق کرتا اور
 کہ شوبانی خود مختاری بھی منظور کرنے کے قابل نہیں ہے، میں رستی
 بہ خوب غلطی پر مگر بلا تال کوں لگا کر میرے نزدیک محبوبوں کے تجویز
 زیر بحث ہیں جو شہر موجودہ شوبانی اختیارات سے بڑھ کر قابل تامل
 ہے۔ یہ ترقی کیا ہے؟ دل کے ساتھ دستوں کی ترقی اور اسے
 دہندگان کی تعداد میں اتنا اضافہ۔ یہ چیز برہم گاہ میں کی تیار ہوئی
 ہے۔ یہی تو اسے میں نے ترقی اختیار کیا ہے۔ دوسرے شوبانی مبالغہ
 قانون ساز کے تمام بزرگوار تین سب تقرب ہوں گے۔ یہ بھی ترقی ہے۔ محبوب
 میں کا جتنے کم مست کے تمام وزیرین ہی اتنی سب کرد و مہیروں میں سے لے
 رہے ہیں۔ ورنہ تینہ کوئیس کے سامنے جواب دہ رہا گیا ہے۔ ہم خود
 جس بھی اس کے دستانوں کے۔ منہ جواب دہ ہوگی۔ یہ طریقہ کار ہیں
 ترقی ہے۔ مگر چند قابل غور نئی امور ہیں جو ہیں۔ مندرجہ پیش وصولوں
 میں ہر سے ہون کی خیر اور گورنر کے اختیار سے میرے خیال میں
 یہ کے آئے ہیں ایڈر ہر کاری کر دہ مہر حرمہ سے میں حکومت کی
 وہ ترقی اور ہر ہر ت میں پیش پیش ہے۔ یہ کہہ میں غلطی کی
 نہیں ہے نہ گورنر کے خاص ذمہ داری سے بحث کی ہے۔ بلکہ مراد تہ

یہ سب کچھ تیری ترسیم گورنر کی خاص ذمہ داری پر محصور نہیں ہے بلکہ مزید
 براں بعض نہایت وجہ قابل اعتراض امور سے متعلق ہے۔ بالخصوص
 دوسرے یوان کی تخلیق اور خاص ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے
 گورنر کے اختیارات۔ میں گورنر کی خاص ذمہ داری سے متعلق اختیارات
 اور پھر ان اختیارات کے مابین جو اسے اپنے کامینڈ و ذرا کے فیصلہ کے
 خلاف عامل ہونے کی اجازت دیتے ہیں کوئی فرق یا تمیز نہیں پیش کرتا۔
 میرے نزدیک وہ قواعد بھی قابل اعتراض ہیں جو پولیس اور محکمہ تفتیش
 خفیہ (سی۔ آئی۔ ڈی) سے متعلق ہیں۔ یہ ہیں وہ امور جن کی بنا پر مجوزہ
 مرکز کی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے مابین تین سو وار کھتا ہوں۔ اور میں
 ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں صوبائی تجویز کے یہاں تک خلاف ہوں کہ اسے
 بھی نامعلوم کرتا ہوں۔ الغرض میں کہتا ہوں کہ ہماری سفارش کے مطابق
 تبدیلیاں کی جائیں۔ اور اگر یہ تبدیلیاں کی گئیں تو.....
 مسٹر ایس ستیہ مورتی۔ کیا اس کا امکان ہے؟ آپ کو کوئی تلافی
 موقع ملنے کی امید ہے۔

مسٹر جناح۔ میں اتفاقات پر اسٹھار نہیں رکھتا۔ میں اس وقت
 قمر بازی نہیں کر رہا۔

مسٹر ایس ستیہ مورتی۔ آپ کر رہے ہیں۔

مسٹر جناح۔ نہیں ہرگز نہیں۔ میں صرف اظہار رائے کر رہا ہوں۔
 میں یہاں کوئی کھیل نہیں چیل رہا جس میں کسی شخص کا حصول منافع

کا شرمندہ احسان جو جہاں تک میری قوت فیصلہ سے ممکن ہے میری اپنی
 رائے کا اظہار و یا نت کے ساتھ اور بد رُور رعایت کر رہا ہوں اور حقائق
 و معارف کے عین مطابق، اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ تبدیلیاں کیجئے۔
 میر خیال ہے کہ حزب مخالف کے آئینہ بل لیڈر کی رائے میں میری ترمیم
 کا مدد بھی نامنظوری ہے۔

مسٹر ایس ستیہ مورتی: بیٹھے بیٹھے یوں کے لیڈر بھی یہ کہہ رہا
 مسٹر جناح: کیا آپ کو کچھ کہنا ہے؟
 (مسٹر جناح میڈ جانے میں مسٹر ستیہ مورتی کوئی جواب نہیں دیتے۔ چپڑ
 جناح غریب دھاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں) جب حزب مخالف کے لیڈر نے
 یہ کہا کہ میری ترمیم میں قسطنطنیہ نامنظوری کی رائے دہی ہے تو ان کا
 مقصد یہ و محض نفوذی تھا۔ ان کا خیال ایک حد تک تو ضرور درست ہے۔
 مگر اس حد تک؟ سنئے: وہ نہ ان پر لکھنا کہ وہ غلط کر کے کہتے ہیں کہ
 آپ نے ایک چٹائی کی ہے، مگر جہاں تک شعبہ دخل ہے میں اس پر
 لکھ نہیں دیتا یا ہوتا، یہ اس قدر بری ہے کہ مجھے اس سے اتنی نفرت
 ہے کہ میں اس پر اس کے حق پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں۔
 مسٹر ڈی بی بی: لیڈر حزب مخالف، میں نے اس پر غور کیا تو ڈال
 ماریل نفرت پایا۔

مسٹر جناح: ہاں تو وہ کہتے ہیں کہ وہ اس پر غور کرنا چاہتے ہیں کہ
 اس پر غور کرنے سے اس سے چھٹی پائی۔ مگر جناب والہ! میں اس کے مقدمہ

میں یہ کہتا ہوں کہ میں نے اس کا امتحان کیا ہے اور جہاں تک صوبوں کو
 دخل ہے یہ بڑی ہے۔ مگر مرکزی تجویز قطعی طور پر اور بنیادی لحاظ سے
 ہی بڑی ہے۔ پھر بھی میں معاملہ کو یہیں ختم نہیں کرتا بلکہ تجویز کا بدل اپنی
 تجویز پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ میرا فرض ہے نیز یہ کہ میں قطعی نامنویزی نہ کرنا
 سمجھتا ہوں اب آپ مجھ سے پوچھیں گے کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ یہ جواب
 یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ہمیشہ کیلئے نظامت میں رہنا نہیں چاہتے اس لئے
 وہ کہتے ہیں کہ "یہ سب آپ کی تجویز کا بدل میری طرف سے" قصہ مختصر یہ کہ
 صوبائی تجویز میں تغیر و تبدل کی بجائے مرکزی تجویز کو قطعاً ترک کر ڈالنے اور اہل
 ہند کے راستے و مشورہ کے ساتھ ساری صورت حالات پر نظر ثانی فرمائیے وہ
 اس میں آپ کا منشا یہ ہو کہ برطانوی ہند میں کامل ذمہ دارانہ حکومت کا
 قیام وجود میں آئے۔ جناب والا! میں خاتمہ کلام کرتا ہوں۔

(نعرہ تحسین)

قائد اعظم

کی وہ تقریر جو آپ نے مسلم یونیورسٹی پٹنہ کے جہانگیر
۵ فروری ۱۹۴۷ء میں ارشاد فرمائی۔

نگار سے قائم رکھو کیونکہ ہم باہمی رضامندی سے اس کا کوئی بدل مرتب نہیں
 کر سکے۔ آؤ ہم مل کر اس اہم ترین کام کی طرف توجہ دیں! مگر کسی نے بری
 بات نہ سنی۔ اور جب میں تخلیق اتحاد کے لئے ہر ممکن وسیلے سے کام لے رہا
 اور نہ کام ہو چکا تو اب یہ معلوم کرنے لگا کہ اصل صورت حالات کا تقاضا یہ ہے
 میں نے دیکھا کہ ادھر تو آئین جدید کی آمد آمد ہے اور ادھر سلسلہ ۹۲ء سے
 تک ہم کچھ نہیں کر سکے اس پر مجھے نو میدی ویاس نے مبارک کر دیا اور میں نے
 یہیں سلسلہ ۹۲ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس منعقد کیا۔ یہاں ہم نے فیصلہ
 کیا کہ ہماری اتحادیات میں ایک فریق منقسم ہونا چاہیے۔ ہر طرف سے ہمارے
 مخالفت ہونے لگی۔ کانگریس نے مخالفت کی۔ انتہا یہ کہ بہت سے مسلمان
 بھی ہماری مخالفت سے باز نہ آئے۔ ہماری بنیادی اور اولین بڑی منظر
 جماعتیں موجود نہ تھیں۔ لیگ کے وسائل ناکافی تھے۔ مگر انتخابی لڑائی میں
 ورکس محمول حرکت کا میاب ہوئے۔ اس کے باوجود ہماری اپنی کثرت
 کے بعض صوبوں کی مجالس قانون ساز میں مسلم لیگ پارٹی نہ تھی۔ بہر حال ہم
 نے اپنے عمل کے طفیل جس کا امتیاز عزم راسخ، و راستہ عدل تھا اور جسے ہم
 اپنا سلسلہ ۹۲ء سے اختیار کر رکھا تھا بہت کچھ حاصل کر لیا۔ سے حیرت
 انگیز نہیں تو بجا ہے۔ (تقریر تھیں)

اسیے! ہم اپنی حالت کا ایک بار پھر اندازہ کریں۔ پیپہ دتتری صاحب
 کو لیتے۔ اس کے مختاران کا کہتے ہیں کہ تدبیر رواج کے مطابق سداور
 ہم ایک حق حاصل کر چکے ہیں۔ اور اگر جناح نام والا یہ شخص داخل اندازہ نہ

یہ لوگ ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ مسلمان ان کے قبضہ سے نکل گئے ہیں سین اختیارات بھی ایک حد تک فرقہ اکثریت کے ہاتھ میں چلے گئے ہیں۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ برطانوی حکومت مسلمانوں کی امداد کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ ان کو بھیڑیوں کے آگے ڈال رہی ہے۔ بہر حال اس وقت تک جو کچھ ہوا ہے برا نہیں۔ میں خوش ہوں کہ مسلم لیگ نے مسلمانوں کو ایک بہت بڑی حد تک برطانوی حکومت کے پنجہ سے پھڑپھا رہا ہے۔ لیکن اب ایک اور طاقت میدان میں آئی ہے۔ جو برطانوی حکومت کے جانشین ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ آپ اسے چاہے جس نام سے پکاریں مگر اصل یہ ہے کہ یہ حکومت ہندو ہے۔ یہ لوگ ہندو ہیں۔ رہنہ و راج طلب کرتے ہیں۔

سیاست کی زبان کا امتیاز ہے۔ نرم گفتاری مگر غدار گوئی۔ اس لئے میں یہ بھی ساری بولی میں بات چیت کرتا ہوں۔ کانگریس کے حوجہ کا خدا یہ ہے۔ مسٹر لیگ خوشامدوں پر شتمل ہے۔ یہ ایک رجعت پسند نہیں ہے۔ در ٹھونڈوں کی شہنشاہی مصلحت کی مدد و معاون ہے۔ ان انڈیائی لیگ قبل از مس فرزدی جاتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ لیگ سے کیا یہ مس ف یہ کہ ٹھونڈوں کے پیش نظر صوبائی زمین سے اس کی حیثیت اور قدرت کے حق استفادہ ہونے کا فیصلہ کیا۔ اس کے برعکس کانگریس کا باقاعدہ حق جبر و جبر میں پارہ کو دیا جائے گا۔ کانگریس نے لیگ کو صبر آزما نہ رہا۔ حالانکہ لیگ سے پورے زور شور سے فوقی پروگرام اختیار کیا تھا۔ یہ دوسرا شکر کرتے

تھے کہ سوشل کونگرس کے طور پر مسلمانوں کی نمائندہ جماعت بنائیں۔ کانگریس
 نے اپنے انتخابیات میں میرے مدعا کو دیدہ و دانستہ غلط طور پر پیش کیا۔ اور
 مجھے براہِ مکرہ کانگریسی کہتے تھے کہ جناح سچا بہرہ تو ہو مگر اس کے رفق
 کا یہ حکومت کے خوشامدی اور تاج و تاجان و تاجیم میں جو اسے مل جائیں گے۔
 مزید برآں جب کبھی محاسب کا موقع آتا مسلمانوں کو نظر انداز کرنے کے لئے
 کوئی نہ کوئی سبب درست بنایا جاتا تھا۔ کانگریس نے ہمارے نو جوانوں کے
 دلوں کو سرزد کیا۔ وہ فریب خوردہ ہو گئے۔ کانگریس ہی کا
 تاج و تاجیم و تاج و تاجیم اور اس کی مستی نے بلا میں اسی کے ماحول
 دور ہو گئے۔ کانگریس کا اصل راز یہ تھا کہ جب نہ برطانوی حکومت سے بعض
 مہمیں حاصل ہوتی ہیں وہ نام نہاد ہوتی۔ بایں ہمہ وہ اسی آئین کو
 عمل میں لاتی۔ یہ وہ اس سے فائدہ اٹھاتی رہی ہے جسے تباہ کرنے کا
 دعویٰ اس نے ہندو جوش و خروش سے کیا۔ کانگریس نے مسلمانوں
 کے ساتھ ہی طرح طرح کے احمقانہ قول و قرار رکھے تھے۔ ایک صوبے کے
 کانگریسی وزیر نے کہا کہ اگر کسی مسجد کو ایک اینٹ
 کو بھی اس نے چھیڑا تو اپنی جان اڑا دوں گا۔ یہ جذبیہ جملہ شریفانہ تھا۔ اسی
 مدعی کے صوبے یعنی بہار میں حقیقت حال کیسی رہی؟ مروجہ اور متروک طریق
 انتخاب متروک ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پچھلے پنجاب میں ایک مسلمان بھی
 کامیاب نہ ہو سکا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں کے اظہار پر
 غصہ نہیں کر سکتے۔ یہ سب کی دیکھنا کا دستور ہے کہ اگر آپ ملاحظہ فرمائیں۔

توپ کے لئے قیمت، دوستی اور پاس خاطر بھی کچھ ہوگا۔ ورنہ نہیں۔
 لوگ جانتے ہیں کہ آپ کی کمزوریوں سے کس طرح فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔
 دین بھی کیسے کہ آپکی قوتوں سے کیونکر کام لیا جاسکتا ہے؟

جب کوئی شخص آپ کو کہے کہ دیکھیے! ہندوستان میں افلاس کس
 قدر شدید ہے اور قہ مستی کیسی ہمدیت ناک۔ یہ پہلے سے دلخوش اور
 وزیر و شرف حالت کو دور کریں۔ جب یہ نہ ہو تو اور چیزوں سے یہ حال
 کا درس کی جبر و جبر کا منشا میں ہے کہ کامل آزادی حاصل کی جائے۔ اور
 ایک شہنشاہ کیولنٹ، اور اکثر کی حکومت قائم کی جائے۔ بعض اقتصادی
 مسئلہ ہی نہ سند ہے جس سے ہم دوچار ہیں۔ ایسی باتیں سن کر آپ کی رہا
 ہندوئی قینا حرکت میں آئے گی۔ بعض اوقات خود میرا دل ہل گیا۔ آخر میں
 ہائوس وٹوں نے ن: ٹول کا دھول ہمارے کانوں میں خوب مٹا۔

آپ ہمارے خیال ہے کہ آپ ایک حبش قوم بلانوی حکومت درمندان
 سہارا دیں اور سربراہانوں کا قلع قمع کر سکیں گے تو کوئی اور پرنسپل
 و سٹے جو مٹی میں ہمدیت کے غلام ہیں امرتیت کا نمل و دھنل کا باعث شہر کی
 درمیان تحریکات ہوئیں۔ یہی کیفیت مل کے ہندو شہنشاہ کی تھی۔ پس یہ
 میں خاندانی کا سبب کیا چیز ہے؟ یہی فریاد طلب، یہی مسئلہ ہم پر جب
 ہائوس کے پرنسپل سے یہ سبب کیا ہے؟ یہاں اپنا حیرت انگیز پروگرام
 ہر ایک میں سے تو انہوں نے جو باریک بینی نے ہندی کے اندر اندر
 ہندو میں یہ فائدہ فرمایا کہ جب ہم خلیا راستہ برق پیش ہو جائیں گے تو

جس طرح سے بھی ہو سکے گا ہم آئین کو تباہ کر کے رہیں گے۔ مگر میرا سوچ یہ ہے کہ یہ جو نام نہاد اختیارات آپ کو اس وقت حاصل ہیں صرف ان کو ہی آپ کب تک سنبھال سکیں گے؟

ہم ہندوستان بھول کو مدت سے یہ سبق پڑھایا جا رہا ہے کہ برطانوی پارلیمانی جمہوریت بہترین طریقہ حکومت ہے۔ چنانچہ ہم پر عائد شدہ آئین میں دیکھ کر برطانوی نمونے پر مرتب کیا گیا ہے۔ مگر سیاسی لحاظ سے اہل برصغیر اور ہندوستان میں ایک خاص فرق عظیم ہے۔ برطانیہ میں اکثریت اور قسیت کی پریشیاں ہمیشہ بدل سکتی ہیں بلکہ ان کی شکل و صورت میں غیر متبدل کڑی رکھی ہے اس کے دن ایک پارٹی کے تھوڑے باہمت اراکین کسی دوسری پارٹی میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے اگر کچھ قدامت پسندوں کی حکومت شروع آتی ہے۔ تو اگلے دن لیبرل ممبرین کی اور میسر سے روز خراب اعمال یعنی مزور کی۔ مگر ہندوستان پر یہ بات صدق نہیں آسکتی۔ یہاں ہندوؤں کی مستقل اکثریت موجود ہے اور باقی لوگ چند اقلیتوں میں منقسم ہیں۔ لوگ قیامت تک اکثریت حاصل نہیں کر سکتے۔ اکثریت اگرچہ ہے تو یہ مرقت کر سکتی ہے کہ ہے آپ پر غیر فرقہ داری کا سرنامہ (لیبل) چسپان کرے۔ مگر حقیقت میں اس وقت اور اس کا عمل دونوں ہندوستان ہی پاسے جاتے ہیں۔ قایتوں کو میدان ہو سکتی ہے تو صرف اس طرح کہ اپنی تنظیم کریں۔ اور اپنے حقوق و مفاد کی حق کے لئے اختیارات کا ایک مقرر حصہ قبضے میں لائیں۔ ہندوستان کے لئے نوڈ آئین اس قسم کے اختیار کے بغیر کامیابی کے ساتھ عمل پذیر نہیں ہو سکتا۔

میری اہل آپ سے یہ ہے۔ لیگ کے بیٹے اور پرانیے اگر سنا
 جس میں متحد و متفق ہوں گے تو آپ کی اقمید و رائد سے ہمیں پہچے بھگوتہ
 برہمنے گا۔ انفاق یا بھی سے آپ اپنا مطالبہ آندہ سب سے سیر کرنا
 سکیں گے۔ آپ کے صف چند مہینوں کے کام اور محنت سے یہ ایک کام
 بن بند کے طراف و اکناف میں گونجنے لگا ہے۔ سب اس سے آواز
 ہے میں۔ جن بچہ لکھوں مسلمان لیگ میں شامل ہو رہے ہیں۔ وہ لوگ بھی
 جو کہ اسے خلافت میں جلد ہی محسوس کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا ہونا
 ہے اس کے سے کوئی چارہ کا نہیں۔ ماموں اس کے کہ لیگ میں سارا
 ہوں اور اس طرف سب کے سب مسلمانوں کی آواز ایک اور طرف ایک ہو۔
 (انقرہ تحسین)

لیگ نے مسلمانوں کو ان کے رجعت پسند عناصر سے رہائی دلائی ہے
 اور ہی اسے کی تحقیق کر دی ہے کہ وہ لوگ جو خود غرضی سے اپنی ذاتی
 غرض کے پیچھے بڑے ہوتے تھے قومی غرض میں۔ لیگ نے آپ کو مولویوں
 اور مدرس کے کارو غرض سے بھی رہا کر دیا ہے۔ یہیں مولویوں کی جانب
 میں حیثیت بیک وقت اشارہ نہیں کر رہا۔ ان میں بعض خاص ہیں۔ اور
 نہیں دیکھیں۔ مگر ان کا ایک طبقہ واقعی برا ہے۔ میں فوجیوں سے اہل کرا
 نہیں کہ برطانوی حکومت، کانگریس، رجعت پسند مسلمان اور مولویوں
 جموں سے رہتی یا نہ کہ بعد اب آپ فوجی امانت کو قید و بند سے
 چھڑیں۔ یہ آئندہ ضروری ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ ہم ان کو

کی نقائی کریں اور یہودیگیاں اور خرابیاں اختیار کریں۔ ہرگز نہیں۔ ہر
مقصد یہ ہے کہ ہماری مستورات ہماری زندگی میں نہ صرف معاشرتی بلکہ
سی سی خانہ سے بھی حصہ لیں۔ (نعرہ تحسین)

ایک کے مختاران کار اور عہدے دار ایسے اچھے نہیں جیسے کہ ہرنے
چاہئیں اور ہو سکتے ہیں۔ میں کسی کو مورد الزام نہیں ٹھہراتا۔ یہ منہ نہ فلان
منہ نہ فلان اچھا اور فلان بُرا ہے کاروبار بے مصرف ہے۔ اگر آپ واقعی گرم خوش
میں تو لیک میں شامل ہو جائیے اور اصلاح کیجئے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ میری تائید کریں گے کہ کانگریس کی حکمت
عملی سلسلوں میں تقسیم و تفریق پیدا کرنا ہے۔ یہ وہی پرانی برطانوی تدبیر
ذکر کیب ہے۔ کانگریس والے اپنے آقاؤں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔
میری مر بات کو دل میں بندھ دیتے کہ اگر آپ مسلمانوں کے، میں کہل
انغور پیدا نہ کریں گے۔ چاہے اس کی قیمت کتنی بھی اور جیسی ہی کیوں نہ
دین پڑے تو مسلمان تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ ہمیں اپنا بڑا ہونہ گھڑنا
چاہیے۔ اگر آپ کارکنان لیگ کی مدد کریں تو ہم یہ بڑی بات فخر و
طور پر بنا سکیں گے۔

جناب، صدر! آپ نے مجھے ایک عظیم رفق ان پیغام امیدوار
ہے۔ ہاں قدم اڑھائیے! قدم، پھر دنیا میں کوئی طاقت آپ کی رقتہ
عالم نہ ہو سکے گی۔ میں اپنے سامنے سپاہیوں کی بھرتی کے بیٹے ہیں
مدد دیتے ہوں۔ لاکھوں مسلمان آل انڈیا مسلم لیگ کے لاکھوں کو کیا

نہ اس کے احترام و وقار کا پھیرا اٹھانے کی خاطر و شش مہینوں
 کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ایک کاروبار اور کارکن سپاہی تیار کرنے کے
 لئے مہینہ ایک سال نہ کافی ہے۔ اور ایک افسر کے لئے یا سب سے کم
 ۵۰ ہجرت ہوگی۔ زیر نظر مسلمان بہت بڑی قوت کے سربراہ ہیں۔ مگر
 یہ قوت ہنوز خوابیدہ ہے۔ ان لوگوں کو کام کی طرف رغبت کرنا چند
 سال نہیں۔ گورنر کی طاقتوں کو یکجا کر کے میدان عمل میں لانا اور ان کا
 ایک شکر بنانا محنت طلب ہے۔ مگر آپ یہ کام کر سکتے ہیں۔ ذرا غور تو
 کیجئے۔ کہ انجام کار مسلموں اور ہندوؤں کے مابین اب یہ فرق ہے کہ
 ہندو کی دولت سے سبکیں اگر وہ درحال ہی ایک فیصدہ کر کے احکام
 صادر کرے تو انھوں نے کھول ہندو اس پر عمل کرنے لگتے ہیں۔ میں آپ
 سے یہ چاہتا ہوں کہ اگر مسلم ایک کوئی ضرورت جاری کرے تو نتیجہ کیا ہوگا؟
 چونکہ مسلمان کافی حد تک نہ سزا سامان سے آراستہ ہیں نہ تربیت
 یافتہ۔ ہیں وجہ ہمیں حکم کے لئے لاکھوں مسلمان بیدار نہ ہوگا۔
 وہ اپنی حکومت ہمیشہ اس مرچہ پر غور و فکر کرتی رہتی ہے کہ اگر اس
 پر رکن ہے۔ درمیان ہی حکمت عمل کا اثر اس پر کیا ہوگا۔ مگر یہ چونکہ
 حکومت آپ کے افکار و اعمال کی پروا کرتی ہے؟ بہتر نہیں اس
 کی وجہ سے آپ اب منظمی قوت نہیں ہیں۔ پس لازم ہے کہ آپ
 اپنی قوت کو نشوونما دیں۔ دراپنی ایک بہتی قوت کریں۔
 مسلم ایک کا عزم رہا ہے کہ وہ اپنی قوت دی جیت سے۔ مگر یہ

آزادی صرف ارباب قوت اور صاحبانِ فوقیت کے لئے نہ ہوگی، اُن
 مسلمانوں کے لئے بھی جو آج کمزور و مجبور ہیں۔
 (دیر تک غرور ہٹے تحسین !)

قائد اعظم

کی راجہ تقریر جواب سے مسودہ ترمیم قانون فوجداری پر
مرکزین سلیٹی بیان میں ۳۰ گشت ۱۳۳۵ء کو راجہ دفرانی

جناب والا! آج کی بحث میں اس قدر گرما گرمی روا رکھی گئی ہے۔
اور جوش و ولولہ دکھایا گیا ہے کہ اس برق و ش فضا میں ٹھنڈے دل سے
دلائل پیش کرنا بہت مشکل ہے۔ مگر میں اپنی پارٹی کی رائے چاہنے والا
قدر ہو یا بے وزن اس ایوان کی خدمت میں پیش کرنے پر مجبور ہوں۔ آج
کی بحث میں جس نسبت سے جذبات اُٹائے جائیں گے۔ اور گرمی دھانی
جائے گی۔ اسی نسبت سے دلائل و براہین اور عام فہمیدگی کی گنجائش نہ
ہوگی۔ اس کے بعد مجھے کچھ نہ کچھ رنج سے کہنا پڑتا ہے کہ حزب مخالف
کے لیڈر نے بعض ایسے الفاظ استعمال کئے جن کا زبان پر نہ لانا ہی بہتر تھا۔
ان گزشتہ معمولی یا پس رویہ جیسی باتیں کہتا تو چنداں مفید نہ تھا۔
پھر جناب لیڈر کے دعویٰ اور دلائل کو لیتا ہوں۔ نمبر
کہا کہ سر شخص کو جو مجوزہ قانون کی تائید کرے نادیم اور شر سار ہو جائے۔
چونکہ یہ بات حزب مخالف کے لیڈر نے کہی۔ اس لئے بہت ہی قابل۔

نہ ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس قانون کی تائید کرنے والا شخص نہ صرف اپنے ملک کی آزادی فروخت کر دے گا بلکہ اس کے حق میں ندرت بت ہوگا۔
 نچر کا لیڈر صاحب نے خاتمہ کلام میں کچھ اس طرح دھمکیوں سے کام لیا کہ ان کی شایان شان نہ تھا۔ چنانچہ مسلم لیگ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "آج تمہیں تو اذن قانم رکھنے کی طاقت حاصل ہے (تم چاہو تو اپنی رائے حکومت کے حق میں دے کر اسے فتح دل دو) مگر غالباً یہ سورت ہمیشہ نہ ہے گی۔ وہ وقت جلد آنے والا ہے جب تمہاری قوت کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔"

جناب والا اس کے معنی یہ ہوئے کہ جناب لیڈر اس امر کی پیشگوئی کرتے ہیں کہ ہندوؤں کی بے رحم اکثریت ہمیں کچل دے گی۔ ہمیں ڈنکے مار دیے بغیر خیال نہ فرمائیں کہ محض اس وجہ سے ہم اپنی دیانتدار نہ رائے کا انکار کر سکتے ہیں۔ جناب والا یہ اسے کہتے ہیں جمہوریت؟ میں اس جہان کی مذمت کرتا ہوں اور اسے قابل غم و غشتہ قرار دیتا ہوں۔
 میں نے جناب لیڈر کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنی رائے پر قائم رہیں۔ کیونکہ بلاشبہ یہ ان کے وقت کے منافی ہے۔ انہوں نے وہ رائے دی ہے کہ بعض اراکین نے ہمارے خلاف اشارہ کرنا شروع کیا ہے۔
 یہ خدشہ صراحتہ دشت مظاہر کی یہ کام فرمایا۔ مگر میں نے جو وہ الزاموں پر اس کو ملوچ کے متعلق مزید کچھ نہیں کہوں گا۔ میں اراکین یونان اور ان کے قریب کے جن کے ساتھ ہم خوش قسمتی یا بد قسمتی سے تعلق نہیں ہیں۔

یقین دلاتا ہوں کہ اس وقت ہمیں صرف مفاد ہندو نظر ہے ورنہ ہماری رائے کی کوئی اور چیز نحرک نہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم اس معاملہ پر سکون خاطر و جمعی اور احتیاط کے ساتھ غور کریں۔

جناب والا مجوزہ قانون کی بحث میں بہت سے زوائد شامل کئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ پیرو چپن اور جادا کا ذکر بھی آگیا۔ نیز اور انواع و اقسام کے معاملات پر یہ کار بحث ہوئی۔ ہمیں جذبات سے بے گناہ ہو کر یہ دیکھنا ہے کہ کیا حالات موجودہ اور اپنی حالت کے پیش نظر یہ قانون ضروری ہے یا نہیں (حکومت کو مخاطب کر کے) کاش ہم اہل ہند سمجھ کر سکتے۔ ہم آپ کی حکمت عملی بخوبی سمجھتے ہیں۔ بد قسمتی سے میں اس کو قبول نہیں کر سکتا۔ نان ممبران جو اس کی تائید میں ہیں۔ مگر میں آپ کی دیوار تدریسی تسلیم کرتا ہوں۔ آپ بھی مجھے دیوار تدریسی نہیں۔ آپ اس قانون کو اپنے حق میں اچھا سمجھتے ہیں۔ یہ اسے اپنے ملک کے حق میں برقرار دیتا ہوں۔ بہر حال یہ لازم ہے کہ اس سکون خاطر و جمعی اور احتیاط کے ساتھ غور و فکر اور بحث ہو۔

جناب والا ہمیں پتہ ہے اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ اگر خیر کی ضرورت ہو تو اس قانون کی ضرورت ہے۔ تو اسے اس کے وضع کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق میں نے حزب مخالف کے عزیز بڈ اور سرکاری ممبر قانون دونوں کی تقریریں بڑی احتیاط اور توجہ سے سنی ہیں۔ اور یہاں تک میں اس وقت سمجھتا ہوں ممبر قانون نے حکومت ہند کی طرف سے درست حالات پیش کئے مگر نمائندہ کانگریس نے غلط انداز لگانے کے

دہائی بالکل بمعنی ہیں۔ مگر میری رائے ان کی رائے کی نسبت غلط ہے تو وہ
 ان کی اصلاح کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ حزب مخالف کے لیڈر نے مرکزی
 حکومت دہریہ کی حکومتوں کے متعلق اختیارات قانون سازی دے دیے
 قانون ہند ۱۹۳۵ء کی صحیح ترجمانی نہیں کی۔ اس معاملہ میں قانون ۱۹۳۵ء
 اصل واضح ہے۔ حکومت پنجاب کو اپنے خاص حالات کے پیش نظر دوران
 سے چرچا کر رہے تھے غیر قانون دان قانون ترمیم کے اس حصے کو اگر اس کا نتیجہ ہو
 شروع ہو گیا نہ سمجھ سکیں گے۔ قدامت پرست ایک عظیم الشان قانون دان۔ ان کی تقریر کے
 نسبت اسے جی نہیں دے سکتے تھے۔ زیر بحث وہ مشکل چیز تھی جسے قانونی بائیں کہتے
 ہیں۔ اس سے ان کا صرف متعلقہ حصہ نکال دیا جاتا ہے اور تقریر کے اس جز میں
 مطلب کی بات سیدھے سادھے الفاظ میں تحریر کی جاتی ہے۔ قانون حکومت ہند
 ۱۹۳۵ء نے اختیارات قانون سازی کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ درج ذیل
 بمسبوست پرائیوٹ لمیٹیڈ اور کنکریٹ پبلشنگ کمپنی کے بارے میں یہی نہایت
 پر و مرسوم میں جن کے متعلق فقہ درمختص مرکزی حکومت قانون بنا سکتی ہے دوسری
 ذمت میں وہ موضوع ہیں جو قانون سازی کے لحاظ سے صوبائی حکومت کے اختیار
 میں ہیں۔ سہری نہایت میں وہ موضوع ہیں جن کے متعلق مرکزی حکومت یا کوئی ایسی
 ادارہ حکومت جسے چاہے اس کے خاص حالات کے سبب اس سے نکلنے کے
 لئے کسی خاص قانون کی ضرورت ہو تو اس کو وضع کر سکتی ہے۔ گویا ایک وقت پر وہ کو اختیار
 حاصل ہے۔ اس وقت ۱۹۳۵ء کے زیر بحث یہ معاملہ تھا کہ جب ہونے کا
 نہ ہوتا۔ ہندوستان میں ایسے اشخاص دیہات میں موجود ہیں جو ہونے والی زمینوں

خفیات سے عمدہ برآ ہونے کے لئے جو پیدا ہو سکتے ہیں۔ قانون زیر بحث کی ضرورت تو بیشک ہے۔ مگر وضع کرنے کا اختیار نہیں یہ ہے میری رائے۔ اس دنیا میں کوئی چیز قطعی یقینی نہیں۔ اس لئے میں کوئی ایسی بات کہنا نہیں چاہتا جس کا پابند تباد یا جادوں۔ اور جو آئندہ بطور نظیر میرے خلاف پیش کی جائے۔ بہر حال حکومت پنجاب کو یہ اختیار حاصل نہیں۔

(بغیر صفحہ ۵۹) کو فروج میں بھرتی ہونے سے مدد کیس گئے اور جو وہ سپاہیوں کو خداری اور آواز کریں گئے۔ حکومت پنجاب کا بالخصوص یہ خیال تھا کہ پنجاب جس کے باشندے عسکر ہند میں کثرت رکھتے ہیں۔ اور یہ ایک ایلہ صوبہ باقی تمام ہند کے صوبوں کی نمونہ خداریں سپاہی سیم بنچا تا ہے یہاں اس کی خاص ضرورت ہے چونکہ پنجاب کے ہندو جنگی کوششوں کے منافی اعمال خاص طور پر ضرور سامان ثابت ہوں گے۔ قائد غلام نے قانون کی حالت کو مناسب خوبی سے واضح کیا اور بتایا کہ قانون زیر بحث معاملات جگہ و ذراع ہند سے متعلق ہے۔ چہ اس لئے فہرست نمبر ۱ میں رکھا گیا۔ صوبائی حکومت کو یہ اختیار حاصل نہیں اس لئے پنجاب کی حکومت اسے مرکزی حکومت سے وضع کرنا چاہتی ہے۔ اور آئندہ کانگریس کی یہ رائے درست نہیں کہ صوبائی حکومت کو اختیار حاصل ہے اور اس لئے اسے لازم ہے کہ یہ سخت گیر قانون خود وضع کرے۔ اس قانون کی مدد سے ایک نیا جوہر تخلیق کیا گیا اور اس کی سزا مقرر کی گئی۔ مترجم کے ہاں ناقص میں مورد مذکور سمجھ لیے کہ بعد مقررہ آسانی سے سمجھ لینا دشوار نہ ہوگا۔ بلکہ الجیسی پڑھ جائے گی۔

جناب والا! حکومت ہند کی طرف سے ان کے محکمہ قانون نے یہ
 بیان کیا ہے کہ جب تو ممبرانِ حکومتوں سے رائے غلبہ کی گئی وہ انہیں
 ضرورت حالات و واقعات سے آگاہ کیا گیا۔ تو ان سب نے بغور مطالعہ کرنے
 کے بعد حکومت پنجاب کی تائید کی اور اس قانون کے وضع کرنے کی رخصتی
 اس کے متعلق جو خیالات وقتاً فوقتاً میرے ذہن میں آئے اور جس نتیجہ پر
 میں پہنچا پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! مجھے سب سے پہلے اس سوال پر ذہن پڑا تھا کہ اس
 قانون کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ بلاشبہ یہ ایک نئے جوہر کی تخلیق رہا ہے۔
 ”زرتاب قوانین“ میں ایک مکمل قانون سے اضافہ کرنا ہے۔ مگر ہم حضرات
 اس سے وضع نہیں کر سکتے کہ حکومت ہند کی خواہش یہی ہے۔ جب عدالت
 اس کا کام پورا ہو رہی ہے اور یہ مقدمہ پیش کیا تو مجھے آزادانہ طور پر
 مکمل کر لینا چاہیے کہ میرے ذہن سے مجوزہ قانون کو تہہ نہرو کی قرار دیا جائے
 جس کی ہو گیا کیونکہ میں دلائل سے باخبر نہ تھا۔ حکومت ہند کو یہ معلوم تھا کہ وہ
 اس میں کسی شے کو پیش کر رہی تھی۔ بہر حال بدیہیہ میں نے مجوزہ
 قانون کا مزید مطالعہ کیا۔ چنانچہ میں نے آخری بار ہوم ممبر کی تقریر اور تب
 اس کی کوئی اور تائیدی تقریریں انتہائی مزاج سے سنیں۔ میرے نتیجہ یہ ہے
 جسے میں نے اس کے کہہ سکتے ہیں کہ اس کو نہ صرف اس کے لئے چاہئے کہ اس کے
 اس کا کوئی غلط فہمی ہے۔ مگر سب سے زیادہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

لیکن جو یہ سہا شہ آریہل ہوم ممبر کے دل لے کے باوجود باقی رہ گیا تھا کہ
فی الحال اور پہلی نظر میں ضرورت ثابت نہیں ہوئی اسے کانگریسی ممبروں
کی تقریروں نے قائل طور پر رفع کر دیا۔ ان لوگوں نے جائز یا ناجائز اور
طور پر اس مرکا اعلان کیا کہ ہم فوج میں بھرتی ہونے کے خلاف تقریریں
اور تحریک جاری رکھیں گے۔ یہی نہیں بلکہ فوجیوں اور نئے بھرتی ہونے
والوں میں خدو اور حکم عدوی کے کاموں پر برا ٹیختہ کریں گے۔
مسٹر ایس ستیہ مورتی۔ کسی نے یہ بات نہیں کہی۔

مسٹر جناح۔ مجھے معلوم ہے کہ حضرات ممبران کانگریس کی تقریریں
ایک دوسرے کی تردید و تنسیخ کرتی رہی ہیں۔ میرے زیر نظر ایک یا دو تقریریں
نہیں معاف کیے گا۔ مگر میں اس سبک مجموعی نتیجہ پر نگاہ ڈالتا ہوں۔ ایک
ممبر حسب کے کہا کہ ہم صنم جونی کے حق میں ہیں۔ "امروا قعدہ یہ سبک
ملک میں ایسے دیوانے اور دغا باز موجود ہیں جو کمال صبح کے لبتہ رہیں۔
میں ان ممبروں حسب کو معاف کرتا ہوں۔ ہر شخص کو اپنی ایک رائے رکھنے کا
حق حاصل ہے۔ خود میں بھی اس صبح ایرامی بنامیں کا اصلہ کا خواہشمند ہوں۔ جنگ
نہیں ہونی چاہیے۔ ساری دنیا میں امن اور خوشحالی ہونی چاہیے۔ گوشت قتل و طرد
ممنوع قرار دینے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ "میں بہر حال صبح کے صبح ہی ہوں
سے مجھے سروکار نہیں۔ میرے خیال میں اس طرح طلب نہیں کہ صبح برقیہ خدو
پانہ رکھنا پسند ہے۔ میرا یقین تو یہ ہے کہ اگر خطا ہو تو مجھے اپنی تہذیب
لازم ہے۔ میں کسی شخص کو نہ رہنمائی نہیں دیتا۔ میں ایک نیک۔ بڑا آدمی

ہونا چاہتا ہوں۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ دنیا کا ہر شخص نیک ہے اور مجھے
نرم پہنچانا نہیں چاہتا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ بہر حال وہ بطور صلح اور
مصلحت کا سوال نہیں۔ بلکہ مردمانِ عمل ہوتے کے لحاظ سے ہمیں یہ فیصلہ کرنا
ہے کہ ہم اپنا بچہ دیکریں یا نہ کریں۔ میرا جواب یہ ہے کہ میں تو ضرور اپنے آپ
کو بگاڑ گا۔ یہ ہے میری پہلی گزارش۔ میرے معزز دوست مسٹر ستیہ نوری
نے اس قانون کی منظوری کے لئے چند شرائط لازم قرار دی ہیں۔ چند نکات بیان
کئے ہیں۔

ایک ممبر کچھ اپنے اکیس نکات کے متعلق بھی ارشاد فرمایا۔
مسٹر جناح۔ مسٹر ستیہ نوری نے سراسر معاملہ کو چند نکات پر محدود
کر دیا ہے مگر بعض دوسرے آئینہ بل ممبران ضرور سے باہر بھی چلے گئے۔
ہم نے کچھ سے زائد چیزیں طلب ہیں جن سے مناسب وقت پر بحث
کرائے۔ سب سے پہلے اور انہوں نے سوال اس قانون کی ضرورت کا ہے۔ میرا
مسلکہ ہو بہو درست اور صحیح رہے ہو گا۔ اگر میں آئینہ بل ممبران کا گروہ سے
وہی سو فیصد کٹروں پر حقیقت میں انہوں نے پیش نہیں کی۔ مگر
میں یہ فیصلہ کرنا ہوتا کہ یہ ہے کہ ان کمزورت کا رجحان کیا ہے۔ میں اس
سے بچنے میں راستی رہوں یا نہیں؟

میں نہیں تو ان مجوزہ پر غور کرنا ہے۔ میرا یہ تجزیہ ہے۔ اس کا
بڑا بڑا ٹور سبب ہیں اور ایک ایسا بھی ہے۔ مگر میں اس
کی توجہ ہی نہ آئے۔

پہلے یہ کہ وہ شخص مجرم ہوگا۔ جو دیدہ و دانستہ اور بالا ارادہ کسی فرد یا ملک کو ملک معظم کی بری، بھری یا فضائی لشکر میں شامل ہونے سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔ یہ ہے بھرتی کے متعلق۔

دوسرے یہ کہ وہ شخص مجرم ہوگا۔ جو بغیر باز رکھنے کی کوشش کے پہلے یا کسی فرد کو جو فوج میں شامل ہو چکے ہیں کسی ایسے جرم کے ارتکاب کے لئے براہ کھنٹہ کرے جو بطور غدر یا عدم تعمیل حکم مستوجب السزا ہے۔ قانون کا یہ جزو ایک منظم یا غیر منظم تحریک یا شورش کے متعلق ہے جس کا ذمہ فوجیوں کو غدر یا نافرمانی کے لئے اکساتا ہے۔ میں محترم ممبران سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ پہلے تو موجودہ حالات کو اچھی طرح زیر نظر رکھیں۔ پھر مجھے بتائیں کہ کیا میں اپنے ہموطنوں کو یہ پیغام بھیجوں کہ فوج میں شامل ہونے سے باز رہیے۔ اور اگر آپ شامل ہو جائیں تو غدر کیجئے اور احکام نہ مانیے، کب میں ہندوستان کے رام پاپیوں اور افسروں کو غدر کے لئے اکسازوں؟ کیا آپ موجودہ حالات میں یہ جانتے ہیں کہ ہندوستان کے بہترین فوجیوں کی رہنمائی غدارانہ فوجیوں کی جانب جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس قسم کی سفارش ماننے اور رہنمائی کے مطابق عمل کرنے والے لوگ وہی ہوں گے جو بہترین ہیں۔ سرکار نے جن لوگوں کے حق میں کیا ہوگا؟ کیا ہم یہ پیغام اس ایوان سے بھیج کر خاموش رہیں گے۔ یا اس کو جائزہ عمل پہنچانے کے لئے ایک پروگرام اس شریہ منقش حکومت کے خلاف مرتب کریں گے؟ کیا یہ بات ہمارے اختیار میں ہے؟ میں ایوان کو اس کے نتائج سے آگاہ کرتا ہوں۔ تین روزہ

کہا ہے۔ ان میں فرقہ داری کا ذکر بھی کیا ہے۔ مگر زیر بحث قانون کو فرقہ
 داری سے کسی خاص فرقے سے کوئی دخل نہیں۔ اس لئے میں اسے
 خاص از بحث کہوں گا۔ لیکن اگر میرے من نیال کی ناپید میں کسی دلیل
 کی حاجت ہے تو سنئے۔ اہل کنگار میں بھی فرقہ پرہب کا نام لے کر مسلمانوں
 سے میل کرتے ہیں اور کبھی ان کا رتجان یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف یا تو
 جہر سے کام لیں یا دھمکیاں دیں۔ موجودہ بحث میں کنگار کی ممبروں نے
 مسلمانوں کو متاثر کرنے کے لئے ملوث یہ رجحان اختیار کیا۔ مسٹر
 گنڈاپن اور بعض دوسرے عزیز ممبران نے فلسطین کا مسئلہ چھیڑا۔ میں
 فلسطین و وزیرستان کے متعلق ان کے نقطہ نگاہ سے ہم پوری طرح متفق
 ہوں۔ بہر حال اپنی ایک نیتی کے متعلق آپ کو شفی کر نے کیجئے میں کہوں گا
 کہ فلسطین و وزیرستان کے باوجود قانون زیر بحث کے اصول سے
 متفق ہیں۔ چنانچہ ہمارا کہنا ہے کہ حکومت کے فیادات مسلمانوں کے خلاف
 پوری کی نسبت انہیں بڑھ کر شکایات ہیں۔ اس لئے ملک کی بہتری کے لئے
 میں ہم یہ خیال ہے۔ آپ کے ساتھ متفق ہیں میں کہ عدویہ ہم دنیا کے بہر
 مسلمانوں کے حق میں جذبات ہمہ ردی رکھتے ہیں۔ یہی کہ وہ ہمارے
 ہم مذہب ہیں لیکن یہ بھی درست ہے کہ ہم فلسطین اور وزیرستان میں
 ہر دینی حکومت کے کوہ منصفانہ پیرچمانہ سمجھتے ہیں۔ ان غرض ہمارے مذہب
 محنت ترقی اور آپ کی مسکایت سے ہمیں بڑھ کر۔ ورنہ میں کوئی فرقہ در نہ
 سنہ پیش نہیں کر رہا۔ اس قانون کی ناپید سے ہمارا مدعا کیا ہے؟ بل میں

جن شخصوں پر دو خرابیوں میں سے کمتر خرابی ہے۔ درجہ کمزور ہے۔
 درجہ اول عمل ضروری ہے۔ اس لئے ہم مجبور ہو کر اس کے خلاف ہاتھ
 نہیں مٹاتے۔

حکومت بڑی نیکی کی فہرست جرائم کے سلسلہ میں ایک معزز ممبر ہے۔
 اس سے قانون کو ہرگز وضع نہ ہوئے دونوں تناقض کی حکومت برائے
 اس میں اس امر پر رضامند نہ ہو جائے کہ ہم قانون کو مسترد نہ
 موقوف رہیں اور ہرگز وہی آئین دیں گے جو آپ چاہتے ہیں۔
 وہ بدلاؤ سب سے متنبہ مورتی۔ نہ بھی بہت کچھ کہا۔ میں بھی
 اس میں نہیں ان کی غرض سے چند اقتباسات پڑھتا ہوں۔

ان جہتی کے ضمن میں دو اپنی مادہ دینے کی پہلی سرحد ادا ہے۔
 حکومت ہندوستان کی ترجمان کے لئے اور ملک کے
 وزیر اور ہر ممبر کے لئے یہ ایک شکل کا مسودہ ہے۔
 اس میں ہے کہ میں نے جو چیزیں کہیں کیا آپ یہ قانون منظور کرنے سے
 تامل و تردد نہ کریں گے۔ اور حکومت کو براہ راست
 سے نادر کافی ہے؟ یہ حقیقت میں آپ کا ہی خیال ہے؟

مسٹر متنبہ مورتی۔ ہاں ہے؟
 مسٹر جنت۔ صرف قانون منظور کرنا کافی ہوگا؟ یا آپ کو ضرور
 قانون کو مزید فزنی بھی کرنی پڑے گی؟
 جو میں فرموتی

جناب داد اس کے بعد سرستیبہ مورتی پر بھی چڑھتے ہیں کہ جہاں
 تک جہاں تک ممکن ہو بڑھائی فوج اس ملک سے نکال دی جائیں۔ یہ
 اس کے سرستیبہ ہندوستان کے برابر نہیں ہوں گے۔ ہم بھی واقعی ان افواج کا خراج
 دی چاہتے ہیں۔ یہی سب وہ حکمت عملی جس پر ہم اصرار کے ساتھ قائم ہیں۔
 اس کے ساتھ ہم سے دلائل بھی ناقابل جواب اور ناقابل شکست ہیں۔
 ہوں گے کہ حکومت اس پر رضا مند نہیں۔ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ فوج
 ہندوستان میں رہ کر ہندوستانی ہوں۔ اور ہر فوجی عنصر سے معزہ۔ میں کسی حال
 سے مسلسل کہنے لگے رہے ہو۔ مگر صرف نام نہاد سی کامیابی ہوئی
 ہو تو ہونی ہو کہ کمر میں کونٹا کھینچ کر رہے ہوئے آپ اپنے سرزمینوں
 کو یہ کہہ سکیں آپ کی بات پر کان دھیں گے۔ فوج میں عدم شمولیت کا پیغام
 پہنچا جائے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ صرف نالائق لوگ اور پیسے کے بندے ہی
 فوج میں بڑھیں ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی آپ فی الفور یہ مطالبہ بھی کرنے
 ہیں کہ فوج قلعہ کی طرح ہندوستانی ہو۔ کیا یہ دونوں باتیں ایک دوسرے
 کی مشروط نہیں ہیں؟ اچھے سے سمجھیں اس شخص کو فوج میں شامل ہونے سے
 روکنا اور برے سے برے لوگوں کو اس کا موقع دینا اعلیٰ طور پر امتیاز نہیں
 ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ہم جائز اور بجا طور پر یہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ حکومت
 منظور کرتے ہوئے نہ جیتے گا۔ نتائج برسرہ ہوں گے مجھے بھی مجوزہ قانون
 سے الفت نہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ نامنظوری سے کس کا نقصان ہوگا۔
 سرستیبہ مورتی کا میسر اکٹھا یا دیں کہیے کہ شرط یہ ہے کہ حکومت ہندو

برطانویہ پتہ درست یا غلط انداز سے کیا کرتے ہیں۔ گلزنوں سے تو سنہ ۱۸۵۷ء
 کو یہاں ہی مناسبت تھا۔ اس وقت تو بہرہ مرخود آپکے اعمال پر منحصر ہے کہ حکومت
 برطانیہ آپ کے لئے اس سے نیک ہو کر رہے اور ان کے حوصلے بڑھائے۔
 سرسیتیہ مورچی کا پانچواں نمونہ یہ کہ قیودہ تربیب شکریہ میں اس طرح
 اصلاح کرے کہ برطانوی اور ہندوستانی افسروں کو رہنمائی مسدود نہ ہو
 اور اسی قیودہ بتوں میں کہ ہندوستانی افسران علی کو یہ حق دیا جائے کہ
 وہ برطانوی فوج میں ان کے حاکم ہوں۔ ایک ہی دستہ وغیرہ میں ان کی کمان
 کرے۔ اس میں اس کے چاروں طریق تائید کرتا ہوں۔ یہ ایک نیا نمونہ ہے۔
 سرسیتیہ مورچی کا چھٹا نمونہ یہ ہے کہ ملک تمام کی حکومت کو سائنس اور
 تربیت دیا جائے کہ ہندوستانی سپاہی کسی ایسی جنگ میں حصہ نہ لیں گے جو
 ہندوستان کے مفاد و اغراض کے خلاف ہو۔ اس سے بھی کامل طور پر
 متفق ہوں۔ حکومت برطانویہ یہی ہے کہ ہندوستانی فوج کا رجسٹر نہ اور زیادہ
 نہ اغراض ہندوستان کے لئے اور ملک کی اندرونی امن و امان اور سلامتی کے لئے
 ہے۔ مگر ان الفاظ میں ایک رخسہ ہے۔ چنانچہ میں ان کو بدل کر یہی کہوں گا
 کہ ہندوستانی فوج اصل سے آزاد اور کامل ہو۔ ہندوستان کے مفاد
 و اغراض کے لئے ہوتی ہے۔ اور اگر برطانوی حکومت غرضہ از یہاں
 سے کام لے تو صرف ایسی جنگ میں اور ایسی تکلیف یا فتنے کے وقت جبکہ
 ہندوستان کے مفاد و اغراض پر برا اثر ہوئے گا اندیشہ ہو اور ہم ہندوستان
 خود حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور اسے مدد دیں۔

[illegible]

کہو مجھے۔ آپ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے یہ قانون منظور کیا تو پھر بھی حکومت نہیں
 دوسرے دیکھ کر رہ کر رہے سے روکے گی۔ آپ یہاں کیوں کہتے ہیں؟
 آپ کے راستے میں کوئی روک ٹوک ہے؟ کیا یہ قانون اس سے پہلے تو ایک
 سال کی یا سہ اور مدت کی سزا مقرر کرتا ہے؟ آپ صاحبانِ عمل ہیں۔ آپ
 فکری مدبر ہیں۔ کیا آپ بھی یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اگر ان جنگ پھڑپھڑانے والے
 حکومت اس سے بدتر قانون بنا دے اور اس میں ایسی چیزیں ہوں جو
 زمین نہیں کر سکتی؟ اس وقت آپ کیا کہیں گے؟ ڈر نہیں ہے کہ یہ قانون
 قانون میں تو صرف ایک یا دو سال کی سزا مقرر ہے۔

ایک عزیزِ مہربان صاحب کا اندازہ آپ بھی نہ کر رہے ہیں؟
 مسٹر جناح، مجھ سے اسی نوعیت سے ایک نہ ہم نہ کیا کیا ہے۔
 حکومت کوئی کام نہ کر سکے گی جس سے یہ متفق نہ ہوں گے۔ میرے
 لئے اس میں صرف اپنی دلیل کی کچھ تفصیلات ہیں کہ انہوں نے اس
 نوعیت کے قانون نہیں دیکھے۔ ایک تو بھرتی۔ دوسرے غریبوں کے
 میں رہا ہوں اور انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اس سے وزیر تباہ ہو جائے گا۔
 کہہ رہے ہیں کہ ہرگز ہرگز یہ نہیں ہوں۔ تیسری سزا ہے۔ یہ جو
 کی ہے اس میں سب سے سزا دو سو لاکھ روپے کی سزا ہے۔ اس کی سزا ہے
 غیر متعلقہ سزا جو کچھ انہوں نے فرمایا اور شام کو کرنا کہ اس سزا کی
 قابلِ ذمہ ہے۔ چاہے ہم ان سے مل جائیں تو ان کی سزا نہیں ہے
 یہ۔ اس کے لئے اور مقام تو اس کے لئے یہاں ان کے لئے اس لئے

کرنا ہوں۔ سی طرح میرے دوست ڈپٹی پرمیڈنٹ کے دلائل میں
 در اور فرق اور انہوں نے ہی ایک میڈر کے وقار و مقام کو قائم رکھا۔
 میرا دستہ ستر نیسے کا مقصد اسی امر پر بحث کرنا تھا کہ جنگ کے حادثے ہونے
 سے پہلے سچ پر غور کر لیا جائے۔ میری رائے میں اس وقت صورت حال
 نہ ہو گی۔ اگر آپ نے مجوزہ قانون منظور نہ کیا تو حکومت گزشتہ جنگ والا
 طریقہ اختیار کرے گی۔ چنانچہ اس نے جنگ کی قانون بنور بن وضع کئے تھے۔
 قانون دفعہ بند بنایا تھا۔ اور اسی قسم کے اور کام کئے تھے جو ایسے مواقع پر
 ملک میں کئے جاتے ہیں۔ کیا آپ کے دیکھ و گمان میں بھی یہ بات آسکتی
 ہے کہ جنگ ہونی تو حکومت کا مویش بٹھیں۔ پہلے ہی باتیں غالب تو یہ ہے
 کہ جنگ کی قانون ابھی سے تیار کر لئے گئے ہیں اور حکومت کے دفتر میں موجود
 ہیں۔ مزید فرما رہی ہے۔ اسے موجود ہے۔ ایک سال، دو سال، پانچ سال
 تو میں میں سمجھتا کہ یہ چیز سب سے زیادہ ہاں ہوگی۔ مگر یہ شرط ہے کہ
 اس کے مفاد کے لئے صحیح طریق اختیار کریں۔ پھر خدا کے ہاں تو ہم ہمت کی
 اس میں اس کے اشتیاق اور اندام کے باوجود حکومت کو اس سے ہمتی
 نہ ملے گی۔ کہ منہ در منہ جگہ کر سکتے ہیں۔

مولوی عبدالرشید چودھری۔ بتائیے کیسے؟
 سر جناب۔ جب وقت آئے گا تو بتا دے گا۔ میں نے طرہ منیبہ مونی
 کے ساتھ کا دعوت کے تعلق احمد اور بان کر دیکھ ہیں۔ آپ میں قانون کی
 نہ بدلتا ہوں۔ اس بات میں میں مستیہ مورتی سے تعلق ہوں کہ ہم

پنجاب کی بنی رحمت برداشت نہیں کرنا چاہتے۔ میری یہ رائے درست ہو یا غلط۔ ورنہ فرض کیجئے کہ درست ہی ہے کہ پنجاب کی مجلس قانون ساز کو یہ قانون وضع کرنے کا اختیار نہیں۔ پھر جی بی نہیں چاہتا کہ پنجاب ہر ایک کسی درصوبہ پر یہ قانون مرکزی حکومت کے حکم سے نافذ کیا جائے۔ میری یارنی نے اس پر نوبہ اخذ کرنے کے بعد اپنی ترمیم پیش کی ہے جو اگر منظور نہ کی گئی تو ہم قانون کو تبدیل نہ کریں گے۔

مسٹر ڈی۔ کے۔ لالہ بری چوہدری۔ آپ نے ترمیم کے متعلق جو رائے سے سمجھوتہ کر لیا ہے؟

مسٹر جناح۔ نہیں مطلق نہیں۔ اگر آپ کا نامہ رد ملتا ہے میں وہ اس طرح سے صلی محرمات پر غور نہیں کرتا میں تو آپ کو اختیار ہے۔ مجھے آپ سے ورکچ نہیں آتا۔ یاں میں ترمیم کی منظوری پر آمادہ رہتا ہوں۔ اس بات سے کہنے سے بچھ حاصل نہ ہوگا کہ حکومت اس قانون کی منظوری کی سرپرست ترمیم قبول کرے گی۔ آپ غور کریں کہ فیصلہ یہ ہے کہ اس قانون کے نافذ کا فیصلہ خود صوبہ کی حکومتیں کریں۔ گریڈ ہو کر قانون کی حکومت خود اختیار ہی باکل ہے معنی سمجھتی چاہیے۔

بہ حکومت پنجاب کی رحمت۔ دو بار لانا نہیں چاہئے۔ اس سے کہتے ہیں کہ اپنی نکالیت سے خود ہی بنے۔ اگر آپ کو اس قانون کی ضرورت ہے تو گمنہ بینیاں در غرض انہوں سے آپ خود ہی چاہیں۔ اسے ہونے کی کوشش کیجئے۔ آپ اپنی مجلس قانون ساز سے اجازت طلب

خواب اور کیئے کہ ہم مرکزی مجلس کے وضع کردہ قانون کو پنجاب میں نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

جناب دلا: یہ ہے اولین امر جس پر میں نے ترمیم براہ راست کیا ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ فقہ اور محققان فقہ صریح بحث کے موقع پر ہذا قانون سنہاں میں لایا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی اور مطلب براہ راست کی جائے۔ اس سے مقامی حکومت کی مفاد پرستی کے بغیر اس کے سخت کسی شخص کے خلاف مستثنیٰ و رز کیا جائے۔ اور منہ کی نسبت میرا خیال ہے کہ محققان بہت سال کی مدت ہمارا مقصد حاصل کرنے کے لئے کافی ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ غلطیوں میں تبدیلی چاہئے ہوگی۔ میرے نزدیک صرف یہ تقریر ہے۔ وہ شخص جو بہت کوئی اس سے کسی فرد کو ملک معتمد کی بی جھڑی ہفتائی فوج میں داخل ہونے سے باز رکھنے کی کوشش کرے گا مستوجب سزا ہوگا۔ بددیوبان ہو جائے کہ جو شخص اس نیت سے کہ ملک ظلم کی بجائے کسی شخص کی فوج کے لئے بھرتی پر رہے ہو۔ بہت کو یا کسی فرد کو ان فوج میں داخل ہونے سے باز رکھنے کی کوشش کرے گا مستوجب سزا ہوگا۔

جناب: دیکھ ضروری نہیں کہ جو کچھ میں نے ترمیم کے تحت عرض کیا اس کے بغیر اور کوئی بات کہنے کی نہیں رہی۔ اگر کسی پارٹی نے کوئی اور ترمیم پیش کی تو میں اس پر خوشی سے غور کروں گا۔ چاہے اس سے تقدیر بدلتی ہو یا نہ کروں۔

ایک ترمیم ممبر: شکریہ، بہت بہت شکریہ!

مفسر جتاج گریز زمبابوات کا معاملہ علیحدہ چیز ہے۔ سر دست
 اور آخر میں تو تجھے یہی کہنا ہے کہ قانون مجوزہ کو تمام نقطہ ہائے نگاہ سے
 دیکھنے کے بعد تجھے اور میری یارٹی کو اس امر کا احاطہ ہے کہ نفرت
 موجودہ ہم اپنے اس وطن کو غارت سے سخت نقصان پہنچی ہیں گے۔ اگر تم
 نے کسی سی تحریک یا مفاد سر یک۔ مخالف تحریک کو برز دے گا۔ آئے
 وہ جس کی دھمکی دی جا رہی ہے اور جس کا مقصد بھرتی کی بندش ہے۔
 اور غدار اور غیرت باعث کے اعمال کے لئے فوجوں کو برباد کرنا ہے۔
 جناب والا! افسوس ہے کہ میں اس خیال کی تائید کرتا ہوں۔
 ہوں۔ اور تجھے امید ہے کہ وہ دن آئے گا جسے جب میرے دوستوں
 کو اس امر کا احساس ہو جائے گا کہ میں نے جو کچھ کیا ان ہی غرض
 و مقاصد کی بنیاد پر کیا۔ جس کا وہ اپنے لئے دعوئے کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ
 میرا حق کا کام ہندوستان کے مفاد کے حق میں ایک کار آمد خدمت ہے۔

قائد اعظم

کوئی فرقہ برہنہ آپ سے فتنہ میں یہ ہفتہ عشرہ پر
موجود ہے یہی ہے ہمارا حق ہے کہ ہماری

جناب والہ! میں مباحثات میزنیہ کے دوران میں جلد ہی تقریر کرنے لگے ہوں وجہ یہ کہ مجھے سم ایس پارٹی کی ولایت کی وجہ حسرت برآں ہے۔ تمہید ہے کہ آپ مجھے مسنت پابندی ترک کرنے کی اجازت دیں۔ تاکہ میں ترمیم نہ پر بحث سے گنہگار نہ رہ سکوں۔ یہ ایوان موجودہ ترمیم کے مدد و دیگر مباحثات پر بھی بحث کرے گا۔ اس سوتہ قوانین مالی میں پانچ خاص امور ہیں۔ نمک پر محصول، کھانہ پر محصول، اندرونی خدمت پر محصول، درآمد شریع محصول، ڈکھانہ۔ اور نمک ٹیکس اور زائد ٹیکس۔

جناب والہ! میں سچ کہتا ہوں میزنیہ اس کی موجودہ شکل میں پسند و منظور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کی ترتیب و تدوین میں ہمارا کوئی حصہ نہیں۔ اور نہ ہمارے رائے کو دخل ہے۔ اگرچہ یہ ہوتا تو ہمیں یا ایک کہنے کہ ہم اس کی نمایاں مختلف طور پر کرتے۔ اگرچہ ترمیم و کمال میزنیہ یک وقت ہمارے سامنے نہ لایا گیا ہے مگر اس وقت نہ پر بحث محض تجاوز ٹیکس ہیں جن سے

مختلف جمعیں رائے دینا ہے اور کمی کرنے کی ترمیمات پیش کرنا ہے۔
 جناب والا! اس ایوان میں مسلم لیگ پارٹی کی حیثیت کچھ عجیب ہے۔
 خوش قسمتی یا بد قسمتی سے تو ان ایوان بہار سے دست قدرت میں ہے۔
 بنانچہ اگر ہم حکومت کی تائید کریں تو فنانس ممبر صاحب اس مسودے کو
 مسامحہ پر صحیح و سلامت پہنچا سکتے ہیں اور حدین خاطر خواہ شور پر اور زیادہ
 ریر برتنے کے بغیر وضع کر سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ نہ صرف اس ایوان کے
 سامنے اس کی وکالت کریں گے بلکہ ہا۔ سی پارٹی اور عانت حاصل کرنے
 سے بھی بچا کر دیں گے۔

جناب والا! اس وقت تک ہم مسلم لیگ پارٹی کے نمبر اس سوال
 پر اس پر رستہ ہیں کہ اگر حکومت سے کوئی ایسی تدبیر پیش کی جائے کہ
 کے حق میں مزید قی تو ہم نے اس کی مدد کی۔ لیکن اگر حکومت کی کوئی تجویز
 مذکورہ میں داخل ہو تو ہم نے خود غف کی۔ مگر میں اب یہ کہتا ہوں کہ
 کہ ہمیں یہ حکمت عملی بدیا دینی چاہیے۔ ہمیں
 پنجو کر کے اس وقت پر پہنچا گیا جب کہ کمرس رستی نہ ہو تو ہم اس
 کی تائید کریں اور اس حکومت سے اس پر ہو تو ہم اس کی مدد کریں۔ مگر جب
 ہم اس کی تائید کرتے ہیں تو کوئی شخص ہمارے مدد نہیں کرتا۔ ان امور کے پیش
 نظر اس حکومت کو بتانا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ پارٹی کے متعلق اس حکمت
 عملی، رجحان اور اعمال کیسے رہے ہیں۔ میں خوش خوں کہ فنس ممبر نے
 اپنی خوں تقریر میں ہمیں منسوب کر کے کہا کہ انہوں کو یاد رکھو۔ ہمارے

کو یہ درکھو۔ بدایوں کو باد رکھو۔ مگر میں ایوان کو بتا سکتا ہوں کہ ان کے بعد
 بھی اس ملک میں بہت ایسے مقامات ہیں جہاں مسلمانوں کے اندر
 حقوق پامال کئے گئے۔ اور اس کے متعلق حکومت نے کیا کیا؟ قیور سے
 دن بوسے نہیں نے سڑ لہجہ بھائی ٹیل کی ایک تقریر پڑھی جس میں انہوں
 نے کہا تھا کہ "یہ الزامات اور شکایات بالکل بے بنیاد ہیں کہ (جنس موبل
 میں کانگریسی وزارتوں نے) مسلمانوں کے ساتھ ناروا اظہار اور "منصفہ
 سلوک کیا اور ان پر تشدد بھی کیا۔ وجہ یہ کہ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً گورنر در
 حال میں مسٹر جھولا بھائی ڈیپ کی نے بھی اپنی تقریر میں اسی دلیل پر بھروسہ کیا
 یعنی "گوان۔ یہ بیاد می تماموں اور الزاموں میں ذرا جبر بھی صداقت ہوتی
 تو یقیناً گورنر ٹنگ تھک خاموشی کے ساتھ نہ بیٹھتے وہ فی الفور دخل لیتا
 جناب والا اس کے یہ معنی ہوئے کہ جب گورنر در نے دخل نہیں
 دیا تو ہمیں قہری کہنا چاہیے کہ... اتاروا سلوک بھی نہیں ہوا
 مسٹر ال چندر لال رائے۔ جناب والا۔ دستور بادشاہ کی رو سے
 پہچتہ ہوں۔ معزز ممبر غمغناہ باقیں تو نہیں کر رہے؟ موصوفات ترمیم سے
 در نہ تو نہیں جا رہے؟

صاحب صدر لا آئریل سر عبد الرحیم اگر ہمارا خیال درست ہے
 تو معزز تقریر اپنی رائے کے عمل کا جواز عوامی سیاسی کو کف کی رو سے پیش
 کر رہے ہیں۔

مسٹر جنات۔ صحیح فرمایا۔ میں بہت سی تقریروں کی بجائے صرف

کے تفریق میں فتناس بل کے متعلق اپنی پارٹی کے نقطہ نگاہ اور طریق عمل
کا تشہیح کرنا چاہتا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ معزز نمبر نے میری بات نہیں
سنی۔ میری رائے میں اس امر کے تسلیم کرنے میں مفادفقہ نہ ہوگا کہ میں
راہبر دل میں سے ہوں جو اس ایوان کا کم سے کم وقت لیتے ہیں۔ میں
اس بات کا غامدی بھی نہیں ہوں کہ چاہے کسی مسئلہ کو سمجھوں یا نہ سمجھوں
میرے لیے کچھ نہ کچھ کموں ضرور۔

مسٹر ایل چند نوال رائے۔ میں اس امر کا صرف قاعدی ہی سمجھنا

نہاں ہوں۔

مسٹر جناح۔ اب تو آپ سمجھ گئے، میں خوش ہوں کہ معزز نمبر نے
مجھ کو تھیک۔ جناب دل میں عرض کر رہا تھا کہ یہ ہے مسئلہ ٹیک کے
نائب صورت حالات۔ اس کے عدو میں سلیپ، وزیرستان و دہلی
کی نسبت پر چھتہ ہوں کہ اس وقت طاقت فتنہ رہ برطانوی حکومت
کے تھی یہ کہاں ہے؟

بھائی پریشان۔ حیدر آباد بھی۔

مسٹر جناح۔ جب آپ کی پارٹی اسے دی تو اپنی پارٹی کے جان
و نام نہ کر لیا۔ اس وقت تھیک پنہ پارٹی کی نسبت کئے گئے۔
نہاں تو جے پور میں کیا ہوا۔ سترہ سدان گوئی، گراؤنڈ کی طرف
دک کے گئے۔ اس طرح کے مطابق جو ہمیں دی تھی، اس کے
تعمیل پر ہم اس وقت تک براہ قیاس نہیں کر سکتے کہ اس کے خلاف

ثبوت ہے۔ ہاں اس اطلاع کے مطابق گولی بغیر کسی تنبیہ کے چھوٹی گئی۔
 ارکون چہ ہے کی ضرورت بھی مطلق نہ تھی۔ کہاں سب سے طاقت اقتدرہ؟ کیا
 کہہ رہے ہیں بل فوجیت؟ میں یہ نہیں کہتا کہ حکومت ہند ریاستوں پر
 وہ دڑ گئے تھے۔ نہیں اپنی اپنی ریاست میں آئینی اصلاحات رائج
 کرنے پر مجبور تھے۔ مگر یہ محالہ ہے کہ یہاں نہ فائدہ حکومت کے فیضان اور
 نہ ہی اضلاع کو قحط کم کرنے کا۔ کیا یہ سبہ طریق اپنے شہریوں کے ساتھ
 مصنفانہ و دیہندہ نہ ملوک کا۔ —

جذب والا! میں اس قسم کی مثالوں پر شاید بیش کر سکتا ہوں مگر
 ہونیکا وقت نصاب نہیں کرن چاہتا۔ ہر ایسی قوم کا یہ موقع ہے نہیں۔
 میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ اس سبب سے جو توقع کبوں رکھتے ہیں کہ
 اس وقت اپنے سرلیں؟ اور آپ کی بدھ بستی دیویوں اور حقانیت میں
 نہ انشی متوں کے سبب آپ کے تابع فرمان، خدمتگذار رہیں، پس جس
 تک آپ کو زعم ہے ہم سے فیصدہ ویر ہے کہ ہم اس نہ انشی بل کے قہر
 میں آپ کی مدد کریں گے۔ آپ جو رہتے ہیں انتہا رکھیں۔ رہیں گا کہ
 پاروں میں اس موقع پر غصیدہ سے پر بخت نہیں کروں گا۔ مگر یہ بھی بات فائدہ
 کہ ہمیں کہہ گا کہ میں ماری نہ صرف ہمارے ہی مخالف ہے بلکہ دشمن بھی۔ جس
 سے ہمارے اس کا وعدہ ناممکن ہے۔ اس پر کا وعدہ ماری ہے کہ وہ نہیں
 بچھ رہا ہے۔ ہم اس الون میں سب سے بڑی پارٹی کی حیثیت رکھتے
 ہیں۔ اس کے جواب میں میں ان سے کہتا ہوں کہ ہاں آپ خود ہیں

اس چھوٹے سے کمرے تک محدود رہے گی۔ جسے "وینی" کہتے ہیں۔
 جہاں سب تکلف نہ طور پر بات چیت اور بحث وغیرہ ہوا کرتی ہے۔ گریٹر
 کو اس سے کچھ حفظ حاصل ہوتا کچھ ہرج نہیں۔ آپ ہل کانگریس کو سب فتح
 — اصلی فتح اس وقت ہوگی جب آپ ہماری جانب روشنی کا بڑا
 بڑا بلیں گے۔ وراہ رن وقت کی روکاؤ میں وہ رکریں گے۔

انجنس ہم سے قلعہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم کسی ترمیم کی تائید نہ کریں گے۔
 چاہے اس کی تحریک کوئی پارٹی کرے۔ ہم حکومت کی مدد اس وجہ سے
 نہیں کریں گے کہ وہ ہمیں شہرت کے ابتدائی حقوق دلانے میں کام
 رہی ہے۔ اندر وہ اختیار محض فریب بدہ بدتر از فریب ثابت ہو سکتا
 اس نے اس پر اس سے اپنے قبضے میں رکھے تھے کہ صوبوں کے گورنر
 جنرل قیدیوں کے محفلہ ور میں ہوں گے۔

اس لئے میں بذات خود اس بحث میں اند کوئی حصہ نہ لوں گا۔ مگر
 یہی پامنی کے نمبر اس امر کے مجاز ہو گئے کہ جب ترمیمات پیش ہوں تو
 ظہر پر اپنی رائے کا اظہار کریں کہ جناب رکن، بیات اور حکومت مذاکرات
 معلومت میں اضافہ ہو۔

زیر بحث میزانہ در سود قانون متعلقہ سے رکن، بیات اور کانگریس
 جس طرح ہا میں ممبرہ برآ ہوں۔ کیونکہ اب اس کی بڑائی اند بھدائی کے ہی
 ذمہ ور رہیں۔

قائدِ غنیم

کے نام پر جو پہلے شاہی گروہ کے رہے ہیں وہاں انوکھی جہان کی
عسکر کی تقدیر سنائی گئی ہے یہاں فرما دی

حضرت امت مسلمہ ان شکریت علیٰ مرحوم مستحق خراج تحسین و تکریم ہیں۔
 انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ مسلمانوں کی خدمت میں صرف کیا۔ ان
 کی سب سے بڑی ذرا بہظیم الشان خدمت جس نے مجھے متاثر کیا یہ
 تھی کہ وہ جس راستے کو یہ راست سمجھتے تھے اس پر گامزن ہونے سے
 سرموا انحراف نہ کرتے تھے۔ وہ اسلام کے معادق، مخلص اور وفادار خادم
 تھے۔ وہ کسی طبع کے سبب اس راہ سے ایک ایسے بھی اذہمرا دھرنہ جاتے
 تھے جیسے انہوں نے اپنے لئے انتخاب کیا ہو۔ ان کے کام کا ڈھنگ یہ
 ہوا یا بعد اگر جب وہ ایک باغیچہ کو چکے تھے کہ شکریت اس دم کا راستہ
 یہ ہے تو وہ بے دھڑک ہو کر اس پر چلے جاتے اور نہ رکنے دیتے۔

جب اپریل ۱۹۷۷ء میں مسلم لیگ کا جب عمل میں آیا تو انہوں نے
 اس ادارے کے ذریعے خدمت اسلامیان کا فیصلہ کیا اور آخر دم تک اس
 پر ثابت قدم رہے۔ وہ نہیں ہمیشہ ایک مخلص اور موید رہیں گے۔

ہیں۔ ہمیں ہندوؤں کا بدخواہ نہیں ہوں۔ میں خوش ہوں کہ وہ ہم سے زیادہ ساز و سامان رکھتے ہیں۔ ہم سے بڑھ کر مسلح ہیں۔ میں ان سے حسد نہیں کرتا مگر مسلمان کوئی لحاظ سے ہندوؤں سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ اگر کسی پہلو سے ہم کمتر ہیں اگرچہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ کسی فرقہ کی آبادی کی نسبت اس کی بقاء کی علامت ہے۔ یہ حال مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ اس لحاظ سے دلوں اور اقتدار کی پہلو سے ہندوؤں سے کم ہیں۔ اور ہمیں نقطہ نگاہ سے زمین کے پاؤں میں کھڑے ہیں۔ میں آپ کو انتہائی تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ ایک مناسب حیثیت کے طلبکار ہیں تو اس کے لئے آراستہ و پیراستہ ہونا پڑے گا۔ اور استعداد پیدا کرنی ہوگی اور ان سطحوں کی پیچیدگیوں کا مطالعہ کرنا۔ انہیں اچھی طرح سمجھنا ہوگا جو ہمیں درپیش ہیں۔ فخریہ باتیں بیکار ہیں مثلاً کہ مسلمانوں نے اس ملک پر سینٹروں سال حکومت کی آمدن کو اس وقت ہی حاکم بننے کا حق حاصل ہے۔ ہمیں ضرورت ہے محنت و مصروفیت کے ساتھ کوشش کی اور فرض و ذمہ داری کے احساس کی۔ یہ سب باتیں جس سے قوموں کی بڑاؤلی جاتی ہے۔

حضرات: اب دورِ حاضر کے مسئلہ پیاسی کی کٹیت۔ ربطیہ سارے ہندوستان پر حکومت کا خواہشمند ہے۔ سٹرگانڈھی سلامی ہند کے ہندو چاہتے ہیں۔ ہم طبقہ تسلیم رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم دونوں میں سے کسی ایک کو بائیکاٹ اور بددولوں کو مسلمانوں پر حکومت نہ کرنا دینا ہے۔ دنیا پر کو عمل ہے۔ صدر برطانوی حکومت نے بھی انہی ہوشیاری اور یہ بھی کہ جب

سمجھ رہے ہیں کہ مسلم لیگ ہی وہ ایک اور اکیلی جماعت ہے جو بے طور پر اسلامی
منہ کی منہ رہے مگر سیوکاؤں کے قرب و جوار میں ابھی سو رت نہیں ہیں
بڑے گاندھی ندھیر سے ہیں۔

حضرت! ہماری لیگ کے بانی و سائل بہت کم ہیں۔ اور لیگ زریب ہوتی
رہی ہیں میرا مکان چاہے، البتہ ابھی سمجھا رہے ہیں کہ چھپ چھپ کر لیگ
کا فترت ہے؟ اور لیگ کی طرف سے ہر سے پس ایک نام، لیگ اب
بہتر ہے چھپنے کا ایک پھیلا ہے اور بس! اس امر کے خلاف ہوں کہ
ہم اپنی مسکلات کو محل سے بہت کم تصور کریں کہ یہ بھی واضح رہا ہوں
کہ یہی ذہنیت شکست خوردوں کی ذہنیت نہیں۔ میں اپنی قوم پر کامل
بہتر رہتا ہوں۔ انہی شکلات کے باوجود اسد میں بند ہوتی سب فرماؤں
بڑے رہا ہوں کے خود ہیں۔ یہی کی فہم و فرست ہمارے بڑے رہا ہوں
بہتر رہا ہوں ہی ہی طاقت ہماری نقص و حرکت دے رہی ہے۔ ہم
لیگ میں وقت ایک واقعہ ادارہ ہے۔ اس لئے سدا و کیٹے ایک مسرہ
محکمات میں ایک ہیٹڈ، ایک پروگرام، ایک ٹیٹ فیم، امر
اس کے پاس ہے جس چاہتا ہوں کہ آپ اپنے اس نظم اور سے کوئی وقت اور
بنا میں جب میں دیکھوں گا کہ مسلم لیگ کے فیصلوں سے باہر صرف بہتر مسکلات
نہیں کہ وہ ہمیشہ جمہوری اعمیل کے لئے تیار ہیں تو اس وقت کا بعد دے
روہ میں کوئی اتفاق راہ پر صر نہیں کرتا کیونکہ یہ کسی قوم میں ممکن
نہیں کہ میں یہ سر ضرور کروں گا کہ سدا و کیٹے کی اثریت پورے ستیہ رہا

[illegible]

عظ قائد

کو یہ نغمہ جواب نئے سال دیا مسیح کی گزشتہ سال کے عید میں
۲۵ فروری سن ۱۹۱۷ء کو لکھا۔

”برقہ بیان بہ نغول محاسن کے متعلق ہے جو بگ کی طرف سے سر
 جناح نے دوسرے سے کیے۔ دونوں کے مابین مذکورہ بحث اور بحث
 جہیز و شہزادہ میں ایک کی مجلس عامہ کو وقت فوقتاً تصویرت و
 سے لیا کرتے رہے۔ اس مجلس عامہ قرار دادیں منظور کرتی رہی اور
 میں ملک کا نفع و فائدہ تحریک میں لیتی رہی۔ خود قرار داد ۲۰۰۰ء
 کو منظور بھی جو بارہ فیروزین دہلے کو بھیجی گئی۔ اس میں بالعموم
 حکومت کے جوابات کی غیبت جو کسی مجلس قرار داد میں نہ کی تھی سر
 جناح ایک کے جوابات اور دوسرے کے جوابات پر دہلی اس میں نہ
 کوئی رہا ہے جس کو دوسرے کے ترمیمی فیصلے کا نفاذ باجور رہا ہے۔
 نیز اس بار میں مجلس عامہ قرار دادوں کی تصدیق کر کے
 تاجن امور کے متعلق مذاکرہ و گفتگو کی تصدیق کر کے اس میں
 حضرات اجلاس سے پانچ مطالبات میں سے بہت سی مطالبہ کی نسبت قیاس

اتحاد کیلئے سرگاندھی نے جو کشیدہ ۱۹۲۵ء سے اس وقت تک کی ہیں ان کی تیار کی
 خصوصیت یہ ہے کہ کبھی تو انکو روشنی نظر آتی ہے اور کبھی اندھیرا چھا جاتا ہے۔ مگر مسئلہ
 کی اعلیٰ سطح پر بھی دکھائی نہیں دیتی وہ کہتے ہیں کہ اتحاد و زمین ہندو مسلم کے ہے
 لیکن کو لازم ہے کہ ہندو و مسلمان کے ساتھ ان کو اس کے ہیں پوچھتا ہوں کہ
 پھر ان کو اس کی تائید یا مخالفت ہے؟ کیا مسلمانوں کو بھی ان کا مدرسہ اور
 سرگاندھی کو انہوں کا کہ وہ اس امر کا کامل احساس کر لیں کہ مسلمان ایک فطرت
 نہیں ہیں بلکہ ایک نیر قوم۔ اس کے خلاف ان کا مدرسہ جو کہ نئی ہے غلط ہے۔ ایک
 فریب ہے جس کا مقصد مسلمانوں کو طمع نہاتا ہے تاکہ وہ اپنے حقوق سے دست
 بردار ہو جائیں۔ مگر ہماری منزل مقصود کچھ اور ہے جیسی نسبت کا مدرسہ کہہ سکتے
 کہ ہم بھی تک سے نہیں سمجھتے ہیں عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ سب بھی نہیں سمجھتے
 تو قیامت تک نہیں سمجھیں گے بات بالکل سیدھی ہے۔ برطانوی چاہتے ہیں کہ
 ہم ہندوستان پر حکومت کریں۔ مسئلہ کا مذہبی ورکا مدرسہ کی خود بخش ہے کہ ہم
 ہندوستان و ہندوستانی مسلمان دونوں پر حکومت کریں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہندو
 یہ مسئلہ نہ تھی اور ان کو اس سے حکومت مرگزی نہ نہیں گے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ جتنے ہیں
 گورنر میں حصول آزادی کے لئے اپنی شہریت کرنی چاہیے۔ یہ ہے ہم کہیں ایک
 کو ہندو مسلمان ہندو کے نام۔ آپ سے ہر مسلمان تک پہنچا دیں۔ اس میں
 کو شریعت بھی کہیں کہ اس کا مفہوم و منشا یہ ہے کہ ہندوستان ہندو رہے۔

قائد اعظم

کو . غریب ہو آپ نے علم و نور ملی ہیں گویا کہ جس میں منقار
مردان سند کو رشادیں ۔

فائدہ قسم کے سب زلیں اور ...
مستعمل کے سے بعد ہندوؤں کے ...
... خود ان کے تائیں ہو رہے ہیں ...
کے وقت میں فرمایا ...
میں تھوڑے کچھ ثابت ہو گیا ...
وقت کے مخالفین ...
... پر ہنس کر کہے ہیں ...
... کو ...
... دہشت میں ...
...
...
...
...

مسلموں کو ہمیشہ ہوا کا دھبہ کہ اپنی حفاظت و سلامتی کا قیاس نہیں
 دلا گیا۔ درالندین کی یہ سوچ سننے والی تھی اور قادیانی رنگ اختیار کیا۔ مسلمان
 کسی طرح سے بڑی اور بڑی اقلیتوں کے سامنے نہیں۔ جب موجودہ حالات
 و تبہ ہو رہی ہیں تو مسلمانوں نے منہ کی علیحدگی اور سماج مغربی موبہ
 کے ساتھ جو مساوات کا مطالبہ کیا مگر منہ دوں سنہ اور کانگریس نے اس
 کی سب سے کم ترین محنت کی ہے۔ چاہتے تھے کہ ہمیں کہ سے کم ان علاقوں میں
 ہمارے اکثریت سنہ یعنی نو سو پر اختیارات و قیاس حاصل ہوں۔ ایک
 موقت پر یہ امر زیر بحث تھا۔ مولانا محمد علی کا گروہ۔ کہ یہ نہ دلیل دینا
 سے مستعد رہیں۔ درپے اعتبار ہو کر پکارا اٹھتے تھے میں اس امر پر مصراحت کرتا ہوں
 کیونکہ کہہ رہی تھی۔ کہ مکتبہ مالہ ازمیر اسہت بہر حال یہ حقیقت اب تو بالکل
 ہوئی ہے کہ ہم کہہ جیسے اور مستحکم و استوار قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر
 بار اس کا غلغلہ کہہ چکا ہوں مگر غور سے سن ہوئے جب میں نے ہر
 گاندھی کو ایک خط میں یہ بات بھی تو انہوں نے کہہ کہ اتحاد ماہین ہندو
 کے متعلق میری ساری امیدیں جمع قمع ہو گئیں۔ سب والی رہے کہ میں
 خود ان امیدوں سے ان کا مطلب یہ ہے اور یہ کہ میری رائے میں
 ان کا مقصد مسلمانوں کے تاج فرزان بنانا اور ہندو راج کو سکوت میں رہا ہے۔
 جو کہ میں اپنی تمام موت سے اس کا خیر کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ کہ میں
 ہر حق فرزان سے بچنا چاہتا ہوں۔ گھر میں کہہ رہی کہ ہندو ہندو
 نہیں جو نہ دیکھیں کہ جس طرح چاہیں مسلمانوں کی نسبت حربی عمل متباد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قائد اعظم

کی تحریک و تپ نبی بہ بدیں و کبھی شورش بر نہیں۔ دلی
منتقدہ زیر سرست عہد میں قتل و غارتگری۔

آئی ز جگہ سے کانٹوں سرشت کی طرت گنگ بدلتی رہتی ہے
بندہ میں کہ مقصد و حد ہمیشہ پہی رہا ہے کہ جس حاج سے بھی بند
مدد میں بند و کاس کی قیمنوں پہ اپنا کندہ ہوا ہے۔ بیگ نے
کیا گھر میں کو مقصد و موافق دیکھ کہ نکتہ، خود کارینی مار غنیمت رکھتے
نہیں سے انفرادی ستیہ گرو کی جہم تھی جس پر خود سرشت میں
عالم شرع کا کیا۔ اس کی بنیاد آزدی بشریت کے حق پر رکھی ہے
حد کہ جگہ کی صورت میں کوئی مذہب معلوم ہے۔ پہ سب سے وہ گنتی
کی نہ خیال ہوں نہ ہر خود اپنی قوم کی ہیں نہ ایک حد تک
نہ کوئی ہے۔ جہرہ کس طرح ہو ملتا تھا کہ صورت بدلتا بندہ زور
آزدی خیر و قوت کہ سے کہہ کہ اس کے معنی کے موافق
اس دکان کی نہ تہ دستہ کہ خیر و بریں کے ذریعہ وہاں کو خود
شکوہ تہ باس پر آتا کہ جو سہ۔ ذمہ غنیمت۔ نہ میں شریعت میں کام کرتے

کی مانند ساز لہن اور اس کے اصل مقاصد پر نہ مبنی ہوئے ہیں۔
حضرات اکابر میں سے جنہی مقاصد پر بحث کرنے سے پہلے چھٹے
اس خوش گو حقیقت سے آپ کو کاہ کرنا ہے کہ گزشتہ سن میں اس
میں مسلم لیگ قومی سے قومی ترہ ہوتی چلی گئی ہے مگر اسی نسبت سے
اس کی ذمہ داری بھی بڑھ گئی ہے۔ اب اس سے عہدہ برآ ہونا آپ کا
فریضہ ہے آپ اسے کچھ اس خوبی سے کریں کہ مسلم لیگ سارے بڑے پیش
ازہ پیش طاقت ور اور بار مٹوخ ہوتی جائے اور کامیاب ہو جائے
کا حصہ ہو جائے۔ آئندہ ہم بھی منتران مقصد کو جائیں۔ آپ کو یہ بھی لازم ہے
کہ نہ صرف یہ بل طاقت کا احساس کریں کہ اپنی سرکاری سرکاری سے
ہیں اور ایسی چیزیں و مشاغل کام میں لیں جن سے فائدہ اور ہوتا
اور قوت میں اضافہ۔

حضرات اب میں کہانگی میں سے بچی متاثر اور مریض ہوئے
سے اس کی فرائض کو وجہ دیتا ہوں۔ آئندہ اس میں امر کی فوری ہے
کہ ہماری مولا باغی شاہان آبادی رہنے لگے ہیں۔ ہمیں پڑھنا
ہوئے۔ یہ ہونی واقعی درست ہے۔ ہر ایک ہر ایک میں ہونی کہ
میں ہونی سے گزشتہ سال تیار ہو کر کوئی کام نہیں کیا۔
انکہ اگر وہ درست ہوں۔ میں ہوں۔ میں ہوں۔ میں ہوں۔
سے ہوں۔ میں ہوں۔ میں ہوں۔ میں ہوں۔ میں ہوں۔ میں ہوں۔
سے ہوں۔ میں ہوں۔ میں ہوں۔ میں ہوں۔ میں ہوں۔ میں ہوں۔

نہیں ہم پر ہی حکومت کی بجائے مسلم حکومت قبول کرنے کو تیار ہیں۔
 حضرت آپ ہی تباہ شدہ دنیا میں بیان پر کوئی ہوشیار آدمی جس نے
 وہ میں عقل و فہم کا ثبوت بھی ہو یقین کر سکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں،
 مسلمان بالغ ہونے میں۔ سیاست ہو گئے ہیں۔ ان میں آج سے تین برس
 پہلے کی نسبت فرق آگیا ہے۔ کمال فرق، بنیادی فرق، زمین و زمان
 کا فرق۔ اور تجلے بدین ہے۔ ایسا ہی یقین حبیب اس وقت، پہلے زندہ
 ہوئے کہ آج سے پانچ برس بعد یہ فرق اور بھی بڑھ جائے گا۔

قائد اعظم

کو قرۃ جواپ نے بمقام دہلی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی پہلی کانفرنس
کی مسلم متحین کے موقع پر نومبر ۱۹۴۷ء کو ارشد فرمائی۔

حضرات! ہم مسلمانوں کا پختہ خیال ہے کہ موجودہ جنگ کے سبب
 نہ صرف برطانیہ بلکہ ہندوستان بھی خطرے میں ہے۔ ہماری حالت ایسی ہے
 کہ اگر برطانیہ نے نیچا دیکھا اور برطانوی حکومت ہندوستان پر ہم پر بھی تو ہم
 سب یقیناً خطرے میں پڑیں گے۔ علاوہ بریں دیگر وجوہات سے قطع
 نظر کرنے پر بھی ہم نہیں چاہتے کہ تازیوں کو فتح حاصل ہو۔ ہم برطانیہ کی
 فتح کے طالب ہیں۔ اس میں ہمارے آقاؤں کی تبدیلی کا کوئی سوال
 نہیں۔ ہم برطانیہ سے اپنی آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہی سبب
 ہے کہ ہم نے شروع سے ہی برطانیہ کی راہ میں رکاوٹیں نہیں ڈالیں۔
 مثلاً باوجودیکہ پاکستان ہماری کشتی کا انگڑے ہے ہم نے اسے برطانیہ کی
 دلی اور پوری امداد کرنے کی شرط اولین نہیں قرار دیا۔ ہم نے اگر طلب کیا
 تو یہی اقرار کیا کہ برطانوی حکومت ہمارا ساتھ نہ چھوڑے گی۔ یعنی صرف
 کانگریس کے ساتھ کوئی قطعی یا عارضی تصفیہ نہ کرے گی۔ یہ اقرار مصلحت ہے۔

جنگ کا ایک معاہدہ تھا اور اس میں یہ بات شامل نہ تھی کہ ہندو پارلیمانی حکومت اس وقت یا آئندہ کے لئے کوئی خاص بائندریاں اختیار کرے۔
 ہیں۔ ہم اس بات کا قرار کرتے ہیں کہ آدمیوں سے روپے ستہ اور ساز و سامان سے بہت بڑی مدد دے گئے۔ بلکہ ان سنیوں کے ہم نوکر اور مسلمانوں کی کامل ادارہ پیش کرتے ہیں۔ ہندو پارلیمانی حکومت میں یہ سب کوشاں کرنے کے لئے یہ ہونا لازمی ہے کہ نئے اختیارات میں ہر ایک حصہ، سب کو برابر رکھتا دیا جائے۔ اس لئے ہم اور ہندی تئیر کے فقیر حکومت کے حامی اور س کی غلطیوں کو متنبہ کرنے والے ہوتے ہیں کہ اس طرح کی غلطیوں سے رفع و ادب بھی کی جانی چاہیے، یہ لوگ صرف اس قدر ہر ماری اور د کے ٹھیکہ کار ہیں کہ جنگ کے بعد ہم وہ دار ملزموں کی طرح بد رکھے جائیں گے۔ بلکہ ہمیں کچھ سنجیدگی بھی دی جائے گی۔

حضرت ایک دیوتا مسلمان کا یقین و حق ہے کہ انگریزوں میں مسندوں کی ایک نمونہ ہے وہ انگریزوں کے فن کار یا بنی کار کا سرٹ ایک تہہ ہے جنہی ہندوستان میں مسند رانی قمار کا فن مسندوں اور دیگر تعلیموں کو پند جوہر اور حکومت بنانا۔ سب غیر ہندی ہندوؤں کی سنی ہے۔
 ڈاکٹر جو اپنے دوسرے دور کے ہیں کہ مسلمان جہنمی کے یہودیوں کی طرح ہیں اس سب سے یہی سلوک کرنا چاہیے جو مسلمان یہودیوں کے کیا اور انگریزوں کی قوانین ایک فی صد قوت سے ہے۔ جس کے عقائد اگر وہ بہانہ سازی دینا چاہیں کہ ان کے لئے تو اپنے حلقہ میں دوسرے فرقوں کے

کہتے ہیں "نمائشی لونڈے" نہ رکھے۔

حضرات! کانگریس آزادی چاہتی ہے اور اس کے لئے بڑی حکومت سے اعلان آزادی طلب کرتی ہے۔ کیا تاریخ میں کسی ملک کو کی مثال ملتی ہے جس نے ایک غیر حکومت کے اعلان کے ذریعہ آزادی حاصل کی ہو؟ نہیں، آزادی ملتی ہے اس صورت میں جبکہ اس کے لئے صفات پیدا کر لی جائیں۔ طالبان آزادی کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ اسے غیر کے ہاتھوں سے چھین لیں اور یوں اس پر قبضہ پائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ کانگریس ہندوستان کی حکومت تو چاہتی ہے مگر برطانوی تسلط اور دل کے زیر سایہ۔ کانگریس کا نہ اختیار کی طلبگار ہے مگر دوسرے فرقوں پر تہہ کرنے کے لئے آج کل کانگریس خود برطانوی حکومت کو مجبور کر رہی ہے کہ وہ اپنے اختیارات اس کے حوالے کر دے۔ کانگریس طرح سے حیلوں سے حکومت کو خوفزدہ کرنا چاہتی ہے اور اس طریق سے مطلب براری کے درپے ہے۔ حکومت اس دھوکہ سے آگاہ ہے۔ ہم بھی باخبر ہیں۔ مگر حکومت کو یہ ہوشیار نہیں۔ کہ مسلمانوں کو کانگریس ہندوؤں کے رحم پر چھوڑ دے اگر وہ اس کی تو بڑی طرح بھینسے۔ حضرات! ہم مسلمان موجودہ حالات میں کیا چاہتے ہیں؟ ہم نے ہر شے چھوڑ دی ہے۔ ایک عزیز مندانہ تصفیہ کیلئے دیانتدارانہ مششیں کیں اور بارہا کہیں۔ فرزند لیڈروں اور کانگریس کی اپنی تسلیم کردہ تمنا کے باوجود تصفیہ نہ ہوا حقیقت یہ ہے کہ کانگریس کے تعمیری لائحہ عمل کا ایک اہم ترین جزو مسلمانوں اور ہندوؤں کا

ہے مگر اسے سمجھئے۔ دونوں ایک دوسرے کی وجہ سے ہیں۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ ہندو
 وہ ٹکس کو صرف ایسا تصفیہ منظور ہے جس سے ہندوستان پر فوقیت حاصل
 کریں۔ اس کے مقابلے میں مسلمان صرف یہ چاہتے ہیں کہ ان کی آزادی میں اور
 ہندوستان کی آئندہ حکومت میں مساوی حق دیا جائے۔

مگر بہار یہ مطالبہ ہندوؤں و مسلمانوں کے نقطہ ہائے نگاہ میں
 ایک بنیادی اختلاف کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برطانویوں
 سے ایک مشترکہ در ذمہ دار حکومت لئے لینے میں ہم دونوں کام رہے
 ہیں۔ مذہب عام ہمیں کانگریسی حکومت کا ایک ہیٹ ناگ تجربہ ہوا
 اس تصفیہ کی مشعل پر خاک پڑ گئی۔ جو کانگریس کو منظور ہے۔ اگرچہ ہم
 اس تجربہ کو ذرا موش نوکھی نہیں کر سکتے مگر عارف کر دینا بھی یہ مطلب ہے۔
 بہ حال ہم اب اپنے ہندو بھائیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ ہم سب گزشتہ
 پچیس سال کے تجربات اور سبق کی روشنی میں تصورات تصفیہ پر عملی تدریس
 اور دیاندازی کے ساتھ نظر ثانی کریں۔ ہندوؤں کو لازم ہے کہ وہ ہندو
 راج کے خواب دیکھنا ترک کر دیں۔ وہ ہندوستان کو تقسیم کر کے ہندوؤں
 کو دکن و مسلمانوں کا وطن طیبہ طیبہ بنائیں۔ راج ہند مسلمان ارض
 ہند کی طرف ایک چوتھائی حصہ لینے اور بنی قین چوتھائی ہندوؤں کے
 ساتھ پھوڑ دینے کو تیار ہیں۔ لیکن اگر وہ کسی طرح سود باز بن کر رہتے
 رہتے تو ممکن ہے کہ تین چوتھائی ان کے ہاتھ نہ آئے۔ ہندوئی نژاد قصود
 تو پاکستان ہے۔ مسلمان ہند اس کے حصول کے لئے زندہ رہیں گے اور

اگر ضرورت ہوئی تو اسی کو شمش میں مر جائیں گے۔ ہاں یہ محل سودا ہونے کا نہیں ہے۔

حضرات! میں آپ سے جو شبان اسلام ہیں اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنے کو تیار کیجئے اور اس بات کے قابل بنائیے کہ ہم اسلامیان مذہبی منزل مقصود پہنچ جائیں۔ ہماری سب امیدوں کے برآئے کا انحصار مسلم قوم کے نوجوانوں پر ہے۔

موجودہ صورت حالات سے ہمیش نظر سمجھے کچھ اور بھی کہنا ہے جس میں برطانوی حکومت کی طرف سے بعض اشخاص مجاز نے آواز بلند کی کہ قول و قرار اور سمجھوتہ کے لئے دروازہ کھلا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سمجھوتہ کی صدائے بازگشت بھی یہی ہے۔ ہم بھی برطانوی حکومت کے ساتھ سمجھوتہ کے خواہشمند ہیں۔ چنانچہ اس سارے معاملہ کے ضمن میں میں نے ان اختلافات کی تشریح کر دی ہے جو ایک طرف مسلمانوں کے درمیان حکومت کے درمیان ہیں اور دوسری طرف مسلمانوں اور کافر مسلمانوں کے مابین۔

قائد اعظم

کی حرکت اور تقدیر جو آپ نے مرکزی مجلسوں کے جلسوں میں
۹ نمبر سوشلسٹ کو نشانہ بنائی۔

مسٹر ڈپٹی پرنسپل ڈینٹ! میں احساسِ ظلم کے ساتھ اس بحث میں
 حصہ لےنا ہوں۔ میری رائے میں ہم سب کو یقین ہے کہ یہ جو عدل کی کائنات
 ہے اس میں سنجیدہ غور و فکر کا وقت۔ ہم نے پچھلے چار دنوں میں مختلف تقریریں
 سنی ہیں۔ ان میں جوابِ مضمون۔ پند و وعظ۔ ایکچر، بعض اخلاقی و
 مذہبی سچے شامل تھے۔ مگر میں ایک معمولی انسان ہوں اور وہ نعمتِ حیات
 و بلاغت پیش نہیں کر سکتا جس سے اس ایوان کی ضیافت طبع ہو
 چکی ہے۔ میں اپنی بحث کو محدود کر دوں گا۔ اور یہ سبھی سادہ طریقے
 محض سیاسیات اور قانون سازی سے مطلب رکھوں گا۔ میرے تصور کے
 مطابق یہ ساری صورتِ حالات تین حصوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے یعنی ماضی
 حال و مستقبل،

جذب و لا! کیا اس امر سے کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے کہ گزشتہ
 وقت دہرائے جائیں۔ اور تنوعِ بہتان اور الزام اور لڑائی جھگڑائے کی

یاد تازہ کی جائے؟ کیا یہ موزوں وقت ہے کہ ہم ایک دوسرے کو مجرم ٹھہرائیں، بڑے جلا ٹھہرائیں اور یوں پکاریں کہ ”یہ ہیں تمہاری بد اعمالیاں۔“ پھر فریق مخالفت کہے کہ ”نہیں یہ ہیں تمہاری بد اخلاقیات“ اس طرح تلخیوں میں منافہ ہوگا۔ اس طرح وہ سدا جو پہلے ہی یہی پیچیدہ اور مشکل ہے مشکل تر ہو جائیگا۔ اور اس مقام سے دور ہی دور پہنچا جائیگا۔ یہاں کہ اس کا حل حاصل کر لینا ممکن ہے۔ الغرض میں پچھلی باتوں میں نہیں بڑھتا۔ ہم نہ کہ غصہ خوب سمجھتے ہیں اور ان سے بگڑا ہوا ہے۔

جناب والا! میں اب اختصار سے کام لوں گا۔ یہ کہہ گیا ہے کہ معاملہ زیر بحث میں حکومت کے خلاف ہماری سب سے بڑی شکایات اور اپنی رائے کی تائید میں یہ دلیل ہے کہ اُس نے ہندوستانی افواج کو ملک سے باہر بھیجنے کے فیصلے میں ہم سے مشورہ نہ کیا۔ جناب والا! ہم جانتے ہیں کہ ایک عجیب و غریب دستور قائم ہو چکا ہے۔ حکومت اپنے فیصلے سے ہمیں اطلاع دیتی ہے۔ اگر ہم ایسی اطلاع و مشورہ قرار دیں تو بلاشبہ یہ ایک غیر رسمی یا بیقاعدہ مشورہ ہوگا۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ملک معظّم کی حکومت نے افواج ہند کو لندن جہاں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ اسے مشورہ قرار دیں تو آپ کی مرضی مجھے شکایت نہیں۔ یہ حال حکومت زبان حال سے کہتی ہے کہ آپ لوگ ہمیں تو یوں کہیں۔ ہم اس بات سے کوئی سروکار رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ جناب والا! یہ چیز یا منی سے متعلق ہے۔ ہم اسے بدل نہیں سکتے۔ کیا ہم اس وقت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ”ہم ابھی اسی دم آئیں ہندوستانی

کرتے ہیں بلکہ از سر نو مرتب کرتے ہیں؟ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ دستور
 مذکور اس آئین کا اہم عنصر ہے۔ جنگ میں ہندوستان کی شمولیت کے علاوہ
 کے وقت بھی حکومت نے ہم سے مشورہ نہیں کیا تھا۔ اس کے متعلق بڑے
 آئینی اور قانونی مباحثات ہو چکے ہیں۔ میں نہیں گنتا کہ یہ فریق سچا ہے یا
 وہ فریق غلطی پر ہے مگر یقیناً ہم سب اور معزز دوست سر رام سوامی نے لیا
 جانتے ہیں کہ ہماری حکومت ہند کی حالت برطانوی سلطنت کی دیگر ملکوں
 سے قطعاً مختلف ہے جن کو قانون ویسٹ منسٹر کی رو سے کامل آزادی دے
 ہے۔ ہم مسٹر فٹنس کی طرح غلہ برداری اور بناوٹ کی کام لیں۔ میری رائے
 میں ان کا بیان دہائی سے بعید تھا کہ جب کانگریس کے ممبر اس ایوان میں
 حاضر نہیں ہوتے تو وہ ملک کا نمائندہ نہیں رہتا۔ غور کیجئے اس کے لئے
 تو یہ ہوئے کہ باقی ممبران کا کسی گنتی میں شمار نہیں۔
 مسٹر فٹنس - میرا مطلب یہ تھا کہ کل کی نمائندگی ایک ہندو نہیں
 کر سکتا۔

مسٹر جناح - درست! اگر ایک بڑا حصہ موجود نہ ہو تو حکومت ہی
 ہوتی ہے مگر اس حقیقت سے اس رائے کا جواز نہیں ملتا کہ حکومت اس
 ایوان کی غیر نمائندگی کی حالت کے سبب ہم سے مشورہ نہ کیا۔ مگر چہ بھی
 ہو چھتا ہوں کہ کیوں نہ کیا؟ سنیئے اصل وجہ یہ ہے کہ حکومت ہند کو وہ
 اس ایوان کو بھی یہ کہنے کا اختیار حاصل نہیں کہ ہم ہندوستان کو جب تک
 شامل نہیں کرتے اور اس سے ایک نئی قسم فریق نہیں بناتے۔ سنیئے اس پر

بڑی ہو تو ہو گئے آئینی، قانونی، اور عملی حقیقت ہی ہے کہ ہندوستان ایک
 مملکت محدودہ ہے اور برطانیہ کے قبضہ میں اس سے رو فرار ممکن ہی
 نہیں کیا آپ ایک لمحہ کے لیے بھی یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ خود جناب
 وائسرائے یا نمائندہ تلج برطانیہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اس مجلس قانون
 ساز سے مستورہ کریں اور مزید بریں جنگ میں شامل ہونے کے متعلق ہمارے
 فیصلہ پر عمل پیرا ہوں؟ پھر یہ نہ ساری باتوں؟ غلط رہنمائی کس لئے؟ بہر
 صورت جنگ میں ہندوستان کو اعلان ہو چکا ہے وہ یہ واقعہ گزشتہ تاریخ
 سے قمتی ہے جس پر پچھلے واقعات پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔ یہ ایک مرد واقعہ
 ہے کہ ملک معظم کی حکومت بالآخر اس بات کے ہندوستان کو پسند ہے یا
 ناپسند، وہ رہنا پسند ہے یا ناپسند، جنگ کا اعلان ہندوستان ہندوستان
 کر چکی ہے۔ یہ ہے صورت حال اس سے ہم مدد چاہیں۔ تریبل اور اکنڈن
 سے پیش نظر رکھیں۔ چھ نوایا کیا جا سکے؟

جناب دلہ! مجھے افسوس ہے کہ اس جانب سے دور میں طرف سے
 یہ نہیں دی جا رہی ہیں جن کو واقعییت سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہاں تو
 کہا گیا جاسکے، اگر حکومت مجھے خوفزدہ کرتے کے لئے یہ دلیل پیش کرے
 کہ ہندوستان کی حکومت میں ہماری بھی خبر نہیں تو میں جو بڑا ذکا
 کہ میں اہلستان کی حکومت نہیں چاہتا۔ مگر میں یہ منفرہ ہوں گا کہ اس صورت
 میں اہلستان کو نہ یہ وہ دور مجھے کہ نقصان پہنچے گا۔ اہلستان اپنی آزادی
 کو بیٹھے اور نہ صرف اسے نازی ہمارے کہیں گے بلکہ اس کے پاس کچھ

باقی نہ بچے گا۔ پس میں حکومت کو کہتا ہوں کہ مجھ سے بڑھ کر تم خطرے میں
 ہو۔ لیکن جناب والا اس کہنے سنے سے ہمیں حاصل کیا ہوگا۔ کچھ نہیں۔
 یہ ہو سکتا ہے کہ حکومت ہند ہمارے ملک کے نارائوں، پنجروں کو پلا پٹہ
 کی غرض سے یہ کہے کہ اگر انگلستان کو شکست ہوئی تو تمہاری آزادی یا
 آزادی اور ذمہ دارانہ حکومت کے حصول کی خواہش یہاں تک کہ تمہارے
 مذاہب، گرجا، مندر، مسجدیں سب فنا ہو جائیں گے۔ اگر ہم اسے درست
 بھی تسلیم کر لیں تو اس سے حکومت کو کیا فائدہ ہوگا۔ میں اس کے جواب
 میں پھر بھی یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان سے بڑھ کر انگلستان خطرے میں ہے
 جناب والا حکومت کے رفقاء ایک خاص دلیل مسلمانوں کے غور کے
 لئے پیش کرتے ہیں درکتے ہیں کہ اسلامی ممالک خطرے میں ہیں۔ ہاں بیشک
 میں اس سے کسی کو انکار نہیں مگر حکومت کو لازم ہے کہ ذمہ دارانہ طریق سے
 سوچے ان دلائل اور اس پر پانگنڈہ سے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ رہنما
 بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ لیکن بعض کام ایسے ہیں کہ توہوں کو محض خوفزدہ کرنے
 سے سر انجام نہیں ہو سکتے۔ جناب والا میں حکومت ہندو جی کو مششور
 اہم ہمارے ہندوستان سے متحدہ طور پر یاد دہانی دینے کے ضمن میں مسد بہگ کی
 نسبت کہہ سکتا ہوں اہم بلا خوف تردید کہتا ہوں۔ عین آغاز جنگ سے اس
 وقت تک ہم نے حکومت کی راہ میں کوئی مشکل حائل نہیں کی نہ سے شک کے
 مششور میں ڈالا ہے۔ ۳ ستمبر ۱۹۳۹ء سے ۲۶ دسمبر ۱۹۴۱ء تک
 ایک برس کی مدت میں ہم نے اس قولی و قرار دمان مذکور کی راہ میں کوئی

رکاوٹ پیدا نہیں کی۔ جو حکومت مختلف پارٹیوں سے بے غرض کر رہی ہے
 کہ چاہے جماعت، طبقات اور سارے فرقے متحد ہو کہ ہماری
 تہذیبی مدد کریں۔ میں اس سلسلے میں اس یون کے سامنے بڑے بڑے
 واقعات کا ذکر جلد جلد کئے دیتا ہوں۔

جب جناب وائسرائے پر حیثیت نامہ تاج برطانیہ اس ملک کے بہت
 سرکردہ لیڈر کے ساتھ ملاقات کر چکے ہیں تو کابینہ مجھے اور سڑگا ندھی
 اور اس وقت کے صدر کانگریس: پورا جندہ برٹنڈ کو بلا یا۔ یہ اکتوبر ۱۹۳۲ء کا
 واقعہ ہے۔ اس وقت ہمیں سے کسی کو معلوم نہ تھا کہ ہم کیوں بلائے گئے۔ بہر
 حال وائسرائے نے ایک تجویز پیش کی۔ آپ سب اس سے آگاہ ہیں مگر میں
 اس کی شرک کرتا ہوں۔ وائسرائے نے کہا کہ "ممبران کی حکومتوں کے متعلق اگر
 دونوں بڑی بڑی پارٹیاں یعنی مسلم لیگ اور کانگریس آپس میں کوئی قرارداد
 نہیں تو میں اپنی مرکزی مجلس منتظمہ کی توسیع کے لئے تیار ہوں۔ تو وہل سے
 اس کے ممبروں کی تعداد محدود نہیں کی۔ اس توسیع کے نتیجے میں دونوں پارٹیوں
 کی خواہشات جہاں تک مجھ سے ممکن ہے زیادہ سے زیادہ پوری کی جائیں گی۔"
 اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ مجھے اُمید ہے کہ آنرابل ممبروں کو میرا یہ بیان جتنے میں
 غلط فہمی نہ ہوگی کہ جب ہم نے وائسرائے کی ہینکس کے جواب میں ایسا
 اپنے اہلکارات پیش کئے تو ہمارے یہ خیال نہ تھا کہ وہ سب کچھ دیر با دیر
 جود نہیں مانگ رہی ہے۔ جس کا مولد مسلم لیگ کہی ہے۔ یہی سبب ہے کہ
 باوجود جو جواب وائسرائے نے دیا نہ دونوں پارٹیوں نے اپنی اپنی

تسلی بخش ہی قرار دیا۔ بہر حال اصل نکتہ یہ ہے کہ میں نے عین ملاقات کے وقت اپنی ذمہ داری پر کھدیا تھا کہ ہم مسلمان و کُسر اے کی تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر سٹرگانڈھی نے فی الفور یہ کہا کہ ہمیں سنجیدہ قطعاً منظور نہیں اور ہم ان پر غور کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ غرض کچھ وقت کے بعد یہ بحث ہمیں ختم ہوئی۔ اس کے بعد فروری میں یہ بااست پھر چھڑی گئی۔ مجھے اس کا علم نہیں کہ کیا حالات پیش آئے سوا اُسے ان کے جن کا ذکر میں نے اخبارات میں پڑھا۔ بہر صورت جناب و کُسر اے نے اپنی اور نیٹ کلب کی تقریر میں سٹرگانڈھی کو اشارہ کیا کہ ایک عزت مندانہ قول و قرار کا بیج ابھی تک موجود ہے۔ اس پر ایک ورکوشش فروری میں کی گئی مگر نتیجہ اس کا بھی دہی ہوا۔ اور پھر فروری کے بعد جو کچھ ہوا مجھے اس کی خبر نہیں مگر محسوس ہوتا ہے کہ ملک معتمد کی حکومت کے ایسے حکومت ہند نے خاموشی اختیار کر دی۔ چونکہ اصل بات تو یہی ہے کہ نمائندہ تاج برطانیہ کا فرض برطانوی حکومت کے احکامات میں کرنا ہے ورنہ اس! جب صورت حال یہ ہو تو مسلم لیگ کو مطمئن نہ کیا معنی؟ بہت سے ہل امر سے جن میں میں نے ان کے بعض ممبر شامل ہیں کہتے ہیں کہ "جہنم میں جاسیں دونوں پارٹیاں" مگر یہ تو مسلم لیگ کے حق میں نہ نقدی ٹھیکری۔ بات جاری مسلم لیگ نے نہیں، بلکہ کانگریس نے۔ اس میں کانگریس و مسلم لیگ دونوں کو یکجہ کرنا ان لوگوں کی سخت نادانی کی ثبوت ہے۔ اس تو فروری کے بعد لیگ نے یہ دیکھ کر کہ سب سو گئے ہیں۔ سوچا کہ ہندوستان کے غرض و مفاد کے پیش نظر ہر ہندوستانی پر ایک فرض

و ہر مہر تاج ہے یعنی دفاع ہند کو قومی سے قومی ترہنہ و اس طرح ہندی جان مال
و بیوی بچہ غفلت اور سہامنی کا بند و لبت کرنا۔ چنانچہ غالباً جون میں ٹیپ نے
ایک قزاق دنگور کی۔ جس کا ایک سیراگراف ساکرس کے رجمن پر ڈھکی ڈھاتا
ہوں۔ سینے!

دنیا کی موجودہ پرندہ شہادت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ ہر ہندوستانی
اپنے ملک کی حفاظت کے لئے سخت سے سخت و ششوں کرے و جس کا وہ
مکانات ہند سے عہدہ کرتی ہے کہ وہ آنے والے ہر ایک واقعہ سے عہدہ ہند
ہو نہ کہ اس سے کہ کو ایک غلط طریق سے تیار کرے یہ کمیٹی بھی ہندی ہے
کہ دفاع ہند کی وہ چیز جو جناب و اسرارے و جناب کہ اندر نہایت اپنے ہند
و بعض ٹیپوں کو ہند سے اپنے ہند میں لے جاتی ہیں۔ موجودہ حالت کی
بروز ہندوستان سے نکلنے کے لئے ہندوستان کافی ہیں اس سے یہ کمیٹی اپنے
مہر کو اس کے لئے اپنا مجاز و اختیار دیتی ہے کہ وہ جناب و اسرارے کے
ہندوستان سے نکلے۔ ان کا مقصد یہ ہو کہ جنگی و ششوں کو قومی سے
قومی ترہنہ کے لئے و دفاع ہند کے لئے ملک کے ہندوستان کے
مہر کے ہندوستان کے لئے جن سے ہماری قومیں کو ہندوستان کے ہندوستان
مہر کے لئے ہی و ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے
ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے
اپنی ہی ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے
دو ہندی ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے ہندوستان کے

خبرہ کے پیش نظر حفاظت ملک کی ذمہ داری قبول کریں۔ اگر یہ طریق کار اختیار نہ کیا جائے گا تو ہم اپنے اصل مقصد کے لئے نہ پوری کوشش کر سکیں گے اور نہ اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔“

جناب والا! یہ ۱۷ جون کا واقعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس بیان کا بک اتر ہوا اگرچہ مجھے اس بات کا پورا علم نہیں، مگر میں آنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ صدر مقام میں ہماری اس قرارداد کے پہنچتے ہی ایک باہر بی بی بھوتہ کی تحریک شروع ہو گئی۔ مگر بدقسمتی سے نتیجہ اس مرتبہ بھی یہی ہوا کہ کانگریس اپنی جگہ پر قائم رہی اور اس وقت بھی اس کی عاصم رہی ہے۔ یہی مسلم لیگ۔ ہماری حالت کا اظہار ہماری قرارداد سے ہوتا ہے۔ جنگی کوششوں کے لئے تعاون کے معاملہ میں ہم کانگریس کی نسبت کب خیال کرتے ہیں۔ اس کا جواب میں آگے چل کر دوں گا۔

جناب والا! مسٹر جیمز کی تقریر نہایت شاندار تھی۔ وہ اور مسلم لیگ کے تعاون کے متعلق ہم خیال ہیں۔ ہم نے اصول تعاون منظور کر لیا ہے اور انہوں نے اس کی نسبت بجا طور پر کہا ہے کہ حکومت ہند نہ رضا مند پارٹیوں کے باہمی تعاون کے معنی یہ ہیں کہ مرکزی حکومت میں وہ اسی طرح صوبائی حکومتوں میں ان پارٹیوں کو اختیار حاصل ہوں۔ اس کے بعد مسٹر جیمز ہمیں کہتے ہیں کہ اپنی حالت کی وضاحت کرو۔ میں جواب دیتا ہوں کہ خود ان کی رائے کے مطابق جیسا کہ اس کی تقریر سے واضح ہوتا ہے مسلم لیگ نے ملک و قوم کی حکومت کے اس بیان کو تسلیم منظور اور

تسلیم کر لیا جبکہ یہ سمجھتا تھا کہ یہ تھکنے کے باعث ہندوستان کے سرگرد
 یوں کو حکومت میں انقلاب آئے دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے باوجود
 مسٹر ہیمز ہم سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کی منظوری تھی یہ؟ اور پھر خود
 کہتے ہیں کہ جب آپ نے انھوں کو یہ نوکیلا شخص متنبہ کیا تو ان
 میں قبولیت کے بعد رد ہو گئے؟

جناب وائس ایچ ایم نے انہوں میں شک تسلیم کر لیا ہے مگر یہ بھی تو سو
 چنا ہے کہ انقلابات کے لئے مرنے میں خود سوال تھکتا ہو جائے۔ عمل
 میں، نہ کہ دور میں اس کی بہت سی ضرورت ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ معاہدہ
 ہی رہا ہے کہ انھوں اور انھیں ملنے میں تفریق نہیں ہے۔ جو کتنی۔ ہم
 انھوں کو حاکمیت کے درجے تک لے کر سکتے ہیں۔ یہ غلط فہمی میں ہے کہ
 تان دے کر اپنے فرائض سے باز رہیں۔ سنیے!

مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ آپ خطرے میں ہیں اور میں
 بھی۔ میں اپنے کام ذرا بچاؤ کے لئے وہاں میں شامل کرنے پر رضامند
 ہوں۔ چنانچہ میں کہتا ہوں کہ میں تیار ہوں۔ سب سے پہلے انھوں میں
 وہ بہت کم ہونے سے کام لے رہے ہیں۔ چھوڑ دو۔ جس کو اسٹے۔ یہ
 زبردستی ہونا تک ہی مراد ہے۔ مگر یہ تو بتائیے کہ مجھے ان
 سے ذرا بچنے کے استعمال میں ہیں کہ میں نے مندرجہ ذیل میں شامل کیا ہے
 کوئی خفیہ جو اصل ہوگا؟ رہا وہ فوجیوں سے حاصل ہوا ہے۔ ان
 کی نسبت میں نے اس کا کچھ نہیں سنا۔ میں مجھے اس مندرجہ ذیل شخص میں

کوئی بخت ہوگا، میری رائے کو کوئی وزن دینا۔ اے گاہک! اس پر آپ
 جگہ جواب دیتے ہیں کہ "نہیں نہیں تمہارا یہ ہم خود ہی کریں گے۔ اب
 میں مندر کرنا ہوں، وگت ہوں کہ "نہیں صاحب میں تو مندر کرنا مناسب
 حقت لین و رائے اپنا چتر ہوں، آپ کہتے ہیں کہ بہت خوب تمہاری
 رائے لی جاسکے گی۔ تم ہمارے حقد و رجوت نہ نہیں پوچھتے ہوں "میرا
 جواب یہ ہوگا؟ آپ خوب دیکھتے ہیں کہ ہم ہمارے مندر کو دودھ سے
 علی دین گئے، میں سوئی کرتا ہوں کہ "نہیں" ہاں میں خود کر رہا ہوں؟ اس
 کی طرف سے خوش رہتا ہے کہ ہم نہیں بنا سکتے، میں ایک سوئی کرتا ہوں
 کہ کاروبار حکومت کو کون سے جتنوں سے بنایا جائے گا؟ آپ کہ
 جواب یہی ہونا ہے کہ ہم نہیں بنا سکتے، میری رائے میں جس کی بنا پر
 کا خواہش طلب یہ ہے کہ ہمیں بنا سکتے ہیں کہ "نہیں" میں ت
 فقت ایک آئی دین گئے۔ میں "نہیں" کہ رہنا ہوں کہ جب آپ کا یہ خیال ہے
 تو آپ میری نام ہر شے کہتے کہوں طلب کرتے ہیں؟ جب آپ میں مشر
 پوچھتے ہوں کہ "نہیں" جو آپ کا کاروبار ہوگا، میں کہ "نہیں" میں گئے
 بیوی نہ استے ہیں گئے کہ "نہیں"؟

جناب د. مسٹر حیمز نے بھی کہا ہے کہ مسٹر بیگ نے جنگ کی وجہ
 و جد کے مصلحت اپنا خیال اور طریقہ عمل نہ جمع کرنا، سب سے خوش ہوں کہ
 انہوں نے یہ بات تو تسلیم کر لی، اس کے بعد مسٹر حیمز میری ایک تقریر کا
 حوالہ دیکر کہتے ہیں کہ مسٹر جناح نے اپنی ٹیبل تقریر میں بیان کیا ہے کہ

برطانیہ کی حکومت کی بد اعمالیاں جا ہے کچھ مہل مگر مسلموں کا یہ فرض ہے
 کہ یہ انسان کے مفاد کی خاطر حکومت کو مدد دیں اور اس کے ساتھ تعاون
 کریں۔ مگر میں نے لفظ "فرض" استعمال نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہ تھا کہ "مسلمان
 یہ دیکھ رہی ہے کہ ساتھ یقین رکھتے ہیں کہ حکومت یہ تہ سے تعاون کرنا چاہیے
 کہ ہم اپنی جان و مال و برہم کی حفاظت رکھیں۔"

جناب! انہیں ان باتوں سے ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔
 میرا کہنا یہ ہے کہ جس طرح فرض کا لفظ کہنے میں سبب ملنے کی سہولت
 ہے یہی ساری تقریر پرستہ کی وجہ سے ہے۔ اور یہی غلطی کی ہے۔ چنانچہ
 ہونے والے فرض کو زیر نظر رکھ کر یہ بھی کہا سکتا ہے کہ دوستوں! اس امر کا مشورہ
 ہے کہ انہیں "فرض" کے الفاظ سے گریز کریں اور اس کی بجائے "فرض" کے ساتھ
 عملی تعاون کی بات کہنا شروع کریں۔ اس کی طرف اپنی آئندہ تقریر میں
 جرمہ نہیں بلکہ "سودہ قانون" کی بات یا سبب و نہایت بہتر ہوگی کیا شکر کرتے
 ہیں؟ جناب! اور مسٹر جیمز کو واجب تھا کہ یہ بات کہنے۔ میں ان سے پہلے
 کہتا تھا کہ "مسٹر جیمز اور مسدوں سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کو
 کہنا ہے کہ حکومت کو بھی طلب کریں اور یہی ہے کہ ہمیں کہ جب مسلم لیگ
 خدو بہرہ صبر کرے گی تب تو حکومت کے مفاد میں کار سے جو عمل پیرا
 کے ساتھ رہے تو یہ میں در کیا کرتی ہے؟

میں نے عین تقریر میں کہا تھا کہ ہم مسلمان دنیا داری کے ساتھ یہ
 یقین رکھتے ہیں کہ حکومت پر یہ نہیں کرنا ہے بد اعمالیاں چاہے کچھ ہوں ہمیں

اس کی مدد کرنا اور اس کے ساتھ تعاون لازم ہے کیونکہ اس وقت ہم دونوں
ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ نیز یہ کہ منہ و جان کے سامعوں تک جنگ
ان پہنچے تو ہمیں اپنی جانوں میں ویرانہ کی حفاظت کی خاطر ہر ممکن تباہی
کرتی جو شیبہ مسلم ملک روزہ دل سے تحقیقت واضح کرتی چلی آتی ہے
کہ ہم اپنے دینی، خونی، روپیہ سب بچھوڑنے پر رضامند ہیں۔ مگر ہر ایک
حکومت کی بدولت ہے کہ اب ہمارا تعاون بعد اقل رات و گمانہ نہیں
ہو سکتی۔ مگر چرنیا رات میں ہمارے سرکس کے متعلق حکومت بریل نیو کی
پیشکش۔ اس نام کی آمد دیکھاؤ سے کی۔ ٹیکس ہے۔ یہ سب شے جو ہر
راہ میں حائل ہے اور جس کے سبب ہم اسلامین ہند کو رنج و آہ وہ
نہیں کر سکتے کیونکہ وہ حکم تو مانتے سے رہے کہ جنگ کی جو وجہ ہیں کمال برد
کیوں۔

غالب والہ حکومت شاید اس وجہ سے ہم سے ساتھ نہ سب طریق
اختیار نہیں کرتی کہ وہ کانگریس سے ڈرتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت
براعتب نہیں کرتی اور جیسا کہ یون کے لیڈر نے کہا یہ سبب بھی ہو سکتا
ہے۔ لکھنؤ کو ہندوستان پر پورا قابو حاصل ہے۔ اور اس لئے ہم
حکومت ہند کی جنگی کوششوں میں نہ تو کچھ مدد دے سکتے ہیں نہ ان
میں رکاوٹ ڈالنے کی طاقت رکھتے ہیں اس لئے مدد دینے کی غرض
سے نہیں۔ مگر یہ سب میرے خیالات ہیں اور صرف اندازہ ہے کہ
کچھ اسلی بخش غرض سے پیش نہ آنے کی اصل وجہ کیا ہے؟

جناب دلہا ہم نے اپنی حالت بنا دی۔۔۔ اب ہم تے مانجنا ہے
 کہ جسکی خراجات کی منظوری کے لئے رائے دیں۔۔۔ نہ ہر شے۔۔۔ جناب
 تکبیر ہی رہے گی اور حکومت بہت بڑی کو ششہیں کرے گی روپے کے
 بغیر کہ مرزا چاہے گا۔ ہم شکر گزار ہیں کہ علی ابہ صر فہ تہ کر دے روپیہ کہ ہے مگر
 ہم اس دن مسودہ قانون کی وزیریت کی تحقیقات نہیں کر سکتے۔۔۔ ہمارے
 پاس نہ ہونے کی کوئی درجہ نہیں۔ حکومت یہ دیکھ کر اس طرح کرے گی
 اور خراجات کے لئے کون سے وعدے کئے جائیں گے۔۔۔ اس میں ہماری
 آواز نہ رہے۔۔۔ یا غنی روپیہ دلوں داخل نہیں۔۔۔ ہم نہیں بولتے
 کہ حکومت کیا رکھی ہے۔۔۔ کہ ہمیں محکمہ فوج اور نہ ہوتا ہے۔۔۔ کہ ہمیں
 اور نہ ہوتا ہے۔۔۔ کہ ہمیں تعلیمات یہ ہیں کہ ان میں کیا ہو رہا ہے۔۔۔ ممکن ہے
 کہ بہت غنی ہو۔۔۔ یہی ہوں۔۔۔ بہر حال شہزادہ علی غباری ہو رہے ہوں۔۔۔
 کہ بہت بڑھ رہے ہیں کہ حکومت اس پر کیا کرتی ہے۔۔۔

جناب دلہا میں کچھ چاہتا ہوں کہ اس لئے نازک اور غیر ممکن وقت میں
 تجھ سے درخواست ہے کہ اس سے تعاون کرنا۔۔۔ یہی مدد کے لئے ہے
 اور اس کے ساتھ ہی غنی دہائی قرار دے رکھے۔۔۔ اگر اسے اپنی وزیر مندر کے
 غور کے ساتھ یہ بات سمجھ کر دے اس کے لئے یہ مندر کی توقع ہے۔۔۔ اس لئے
 اس میں بہت کم ہونا۔۔۔ اس کی موافقت بہت جلد ہو جائے گی۔۔۔ اس سے
 کہ اسے دوسرے دن کو ملے گا۔۔۔ اور یہی فائدہ اس میں ہے۔۔۔ اس سے
 بہت بڑھ کر اس کے ساتھ ہوں۔۔۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

مگر موجودہ صورت میں حکومت اور اس کے انتظامات کی نسبت لوگ قانع ہیں۔
نہیں۔

جناب والا! مسٹر ایمری کہتے ہیں: "وائسرائے ہند کی پیشکش یہ تھی کہ
ہند کے لئے یہ موقع بہم پہنچائی جائے کہ وہ حکومت ہند میں اہم اور پراسرار حصہ
میں اند کوئی ناگوار پابندی اختیار کئے بغیر جنگ کی جدوجہد میں اپنی طاقت
وراثہ و رسوم کو بوجہ کام میں لائیں۔ اگر وہ اس پیشکش کو قبول کرتے تو انہیں
موجبہ یا آئندہ زمانے کے لئے ساسی وعدہ نہ کرنا پڑتا۔ سو اس لئے اس کے کہ ہم موجودہ
ضرورت کے وقت ہندوستان کی سلامتی اور سود و ہیود کے لئے اور اس شر کے
برعکاس کے لئے جس کی راستی پر ہم سب یقین رکھتے ہیں مل کر کام کریں گے۔"

جناب والا! عین یہی رائے سلیم ٹیپ کی ہے۔ کیا آپ ہم سے یہ توقع
رکھ سکتے ہیں کہ ہم اسے ٹپ کی پیرسٹی کی منظوری دیں جس کے خرچ میں ہماری
آواز رائے مشورے، جتنے یا اختیار کو کوئی دخل نہیں؟ میں نہیں سمجھ سکتا
کہ کس طرح جو مین حکومت محض جذبات کو اپیل کرنے کے لئے تقریر کر سکتے
ہیں اور زبان فصاحت کھوں سکتے ہیں۔ میں اراکین حکومت کو اور یورپین نمبر
کی پارٹی کو کہتا ہوں کہ آپ کیوں باہمی مشورہ کر کے حکومت، مخزن کار اور
افسران مجاز کو کچھ غفلت نہیں سکھاتے۔ میرے معزز دوست سر ہنری گڈن نے
بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ مجھ سے یہیل کی ہے۔ انہوں نے مجھے
ایک برقی پیغام بھیج کر یہ یقین دلایا تھا کہ حکومت کے ساتھ اس سہمی
سحر کے میں آخری فن قی تک میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ انہوں نے اب یہی

کہا کہ اگر زنی تغیر سے تہ انہوں نے مجھے ابھی سے آگرمی خندق نکلتا ہوں
 دیا۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ آئے وہ پہلی خندق میں قدم رکھ کر کچھ اندر بھاگتے
 بلکہ کہنے لگتے تھے ان حکومت کا مقابلہ کیجئے۔

سرہنری گدنی۔۔ میں ان کا مقابلہ کر چکا ہوں۔

سرہنری ج۔۔ نہیں آپ نے نہیں کیا۔ آپ نہیں صاف صاف کیجئے۔

سرہنری گدنی۔۔ میں گدنی ہوں۔

سرہنری ج۔۔ اس اور میں کھڑے ہو کر کھڑے نہیں کہنے؟

سرہنری گدنی۔ میں یہ بھی کر چکا ہوں۔

سرہنری ج۔۔ نہیں آپ نے نہیں کیا۔ میں ادا سے آخر تک آپ کی

قریب کے دران میں ہیں موجود تھا۔

ج۔۔ اب وہ کہتا ہے۔ فی کوئی کچھ پچھنا قبضہ میں داخل ہو گیا ہے جو کہ

وہ تو یہ زونیک رکھا ہے۔ میں سرہنری کو بتا رہا ہوں کہ ایک بار یہ بتانا ہوا

کہ ہمارے لڑکوں نے وہ خائن شہر جس کا مقصد مدینہ اور ختیار لست نہ

رہا تھا۔ سرہنری نے۔ وہ سرہنری نے کہتے ہیں کہ اب بھی حاضر ہے۔ مگر

یہ سب یہ لڑکوں نے نہیں کہ اسے خراجا ہت کی مٹھوری کے شہر کے

دین جن میں ماری مٹھنی۔ جسے اندر ختیار کوئی داخل نہیں۔ ماری ج حکومت

ایک اور بھی دین میں کہتے ہیں۔ میرے نزدیک۔ فی سب دران میں ہند

نظرے میں ہے وغیرہ معنی اس لیے میں ادا کرتے ہیں کہ اگر یہ بل یہ سبنا منظور

کیا کہ وہ ہر۔ مے کہ گدنی میں کو حکومت دینے کا عزم۔ بھڑک کر کہیں گیا

تو اس کا اثر یہ دینی ممالک کی حکومتوں پر کیا ہوتا ہے؟ ہاں بہت برا ہوتا ہے۔ جس
 لوگوں نے بحالیہ منظور کرتے کا تہہ بہہ ہو سے۔ انہوں نے اپنی کامیابی
 بدل میں بھی بڑی، ایک تہی اور خوبی کے ساتھ کر رکھا ہے جیسے یہ تہی
 سے کوئی حل کریں، مگر جناب و لہیرا کا مقصد ہے۔ یہ قصور ہے اس میں؟
 جسے خود ریٹانوں حکومت نے مرتبہ بہار میں پر حکومت سنبھالے سمجھائی ہے
 کی خیر حکومت میں جس سے غلامی ہے۔ وہ متنازعہ چیزوں کا ایک وقت
 صلیب کے گناہ کی عیندی ہے؟ بڑی اور دو دو نہیں مل کر تہی میں حکومت
 من کو کہیں کا نہ قسمت اور قسمت پہلو تو ہے سے بھی بھلا نہ ہوگا۔
 آج یہ راہی اکثریت سے یہ تہہ بہہ ہو رہی ہے۔ آج یہ سب سب ہی
 تو اس سے دسے نو پھر چلی اتن پانہ کا کیا مدد نہ آج کے مخالفین سے
 یہ راہی نہ ملک کو پہلے ہی آگاہ کر رکھا ہے کہ یہ سب کے انتخاب کردہ ہر مذہب
 کی اکثریت اس تہہ بہہ غلامی ہے۔ یہ ایک یہ برائی میں کوئی نہیں ہے
 جو مودی آئین سند کی مابیت اور خصوصیتوں سے دولت مند ملکوں سے
 تہہ بہہ سب اور شوق ہو کر کہے۔ لیکن بحالیہ منظور ہی کہہ دیا
 نہ سب سے کہہ کر اس کی وجہ سے یہ ملک اس سے نہ ہوئی
 یہ راہی فتنہ تہہ بہہ کہ سب سب سے یہ راہی سے کہے کہ
 یہ راہی۔ یہ ملک سب نہیں ہو رہا ہے فتنہ بہا کہہ سب سے یہ راہی
 یہ راہی تہہ بہہ سب سے تہہ بہہ ہے۔ یہ راہی یہ راہی
 یہ راہی یہ راہی تہہ بہہ سب سے تہہ بہہ ہے۔ یہ راہی یہ راہی

اور تھانے کا نام نہ کرنا چاہیے۔ صورت حالات مختصراً یہ ہے۔ مسٹر ڈیسا کی نے
 اپنی تقریر کے دوران میں کانگریس کی مجلس عاملہ کی وہ قرارداد پڑھ کر سنائی جو
 تاریخ دس ستمبر ۱۹۰۵ء کی تھی۔ اس کے بعد آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے اس کے
 مطابق ایک قرارداد منظور کی۔ ان کی دوسرے کانگریس نےعلان کیا ہے کہ ہندوستان
 کو برحق حاصل ہو کہ اپنی حکومت کا آئین خود مرتب کرے اس مطلب کے لئے یہاں
 مجلس باشندگان بنائی جائے جس کے جملہ اراکین کو تمام بالغ ہندوستانی خود اپنی
 رائے سے بطور نمائندگان انتخاب کریں مگر اقلیتوں کے لئے حق رائے دہنہاگی کی
 شرائط خاص ہوں نیز یہ کہ اس جدید آئین میں اقلیتوں کی تسلی اور ان کے
 مطابق ان کے لئے بعض تحفظات وضع کئے جائیں۔ جناب والا! بدقت کی نسبت
 کے بعد جب میں اس ایوان کو اور اپنے کانگریس دوستوں کو بتاتا ہوں کہ اہل کابینہ
 کے ذہن سے بھی تک یہ خیال دور نہیں ہوا کہ محض کانگریس ہی ملک ہند اور
 قوم ہند یا مسندگان کی نمائندہ ہے۔ ان کی طرف سے بات کرنے کو مجاز و مختار
 ہے۔ اور سلطان اور دوسرے سب اقلیتیں ہیں۔ میں اس ایوان کے سامنے صرف
 صرف کہتا ہوں کہ یہی وہ سبب ہے جس نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ذہن
 کو ابھی سمجھوتہ نہیں ہونے دیا۔ کوئی مستقل قرارداد بھی ملے یہی نہ تھا کہ
 کے پندرہ بجے عاف کریں مگر مجھے مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ چاہے ان کا یہ خیال کچھ
 ہی کیوں نہ ہو مگر کانگریس اصل ہندوؤں کی ایک سنگھین ہے اور کانگریس ہندو
 لیڈریہ جو ہے میں کہ مسلمانوں کو کانگریس کے جملہ نظریات ہند اور ہندو راج کے
 زیر اثر آنا لازم ہے کیونکہ وہ اقلیت ہیں اور اس لئے ان کے سامنے ہر

زور دینے کا انصاف نہ حق رکھتے ہیں کہ ہر سہ حقوق کی حفاظت کے تحت قرب
کئے جائیں۔

جناب دار! میں اس کے تحقق نہ ہونے کا گھر میں اور تیسرا سٹ۔ بی کے
رکین کی خدمت میں عرض کر دیکھا کہ مسلمانوں کے ذہن میں ہمیشہ یہ خیال راسخ
رہا ہے اور گزشتہ پچیس برس کے دوران میں میں کوئی تبدیلی نہیں ہو
کہ وہ ایک علیحدہ ہستی ہیں۔ ایک جدا اور وحدانی وجود۔
مستزیم ایس۔ ایس۔ مگر شہسہ سے پہلے تو مسلمانوں کی یہ رائے
نہ تھی۔

مستزیم ج۔ شہسہ سے ہے مگر وقت جبکہ بعد جدا ہستیوں کی
بنیادی اور لازمی اصول پر معاہدہ لکھنؤ مرتب و منظور کیا گیا۔
مستزیم ایس۔ میں وہاں موجود تھا۔

مستزیم ج۔ مشفق من۔ آپ وہاں ہوئے مگر اس وقت کسی نے آپ کو
نہ تک نہ سنا تھا۔ آخر مسلمانوں کے دل و دماغ میں یہی خیال چھایا ہے
اور دوسرے خیال ہندوؤں کا ہے۔ ان دونوں کی بنیادیں مختلف ہیں۔ میں ایک
ثبوت پیش کرتا ہوں۔ مسلمانوں نے سندھ کی علیحدگی کیوں ضروری کیا۔ آپ کو
یہ ہوگا کہ اس وقت مولانا محمد علی کا گھر میں کے پرست رہتے تھے مگر وہ بیہوش ہو کر پکار
اٹھے۔ مجھے، یعنی مسلمانوں کو، کراچی سے مکملہ تک کا علاقہ درکار ہے۔ یہاں
آپ کو یہ بات ہے کہ گھر میں نے ہندوؤں نے علیحدگی سندھ کی مخالفت جو اس
خبردار کے ساتھ کہیں کی؟ بلاشبہ میں کی غلطی و حویات ختم ہیں مگر میں

مسٹر جناب مسٹر سنیہ مورتی سے کہا۔ اور مسٹر کوزل دیوں۔ انھوں نے
 دھڑکے۔ انہوں نے کہا۔ پھر اس وقت سے یہ قدمہ۔ اس کے کرنے کے لئے۔
 اس کے لئے کہ یہ کہہ لیا۔ میرے یہ عین جو سب ہیں۔ یہ سب تو یہ کہہ دو۔
 کہ تو اس کے لئے کیا جائے۔

مسٹر ایس سنیہ مورتی۔ نہیں نہیں میں نے۔ نہیں کیا۔
 مسٹر جناب۔ میرے شفیق۔ آپ کے شہید ورہل منہ ۱۱ صاحب
 میں سے سو دیکھ نہیں ہو سکتا۔

مسٹر ایس سنیہ مورتی۔ میں نے یہ سب کہا تھا۔
 مسٹر جناب جناب دوسرے سنیہ مورتی کی اہل بیت ہیں۔
 کہ یہ مورتی میں یہ سنیہ کا رفرم ہوتی ہے۔
 مسٹر ایس سنیہ مورتی۔ بگڑ بگڑ نہیں۔

مسٹر جناب۔ مسر سنیہ مورتی دوسروں آپ سنیہ مورتی مورتی ہیں۔
 میں نے سنیہ مورتی کی۔ مسٹر مورتی سنیہ مورتی کی فرسٹ
 دوسرے سنیہ مورتی سے بھی خوب نہ دیکھا۔ مورتی کی کائنات
 یہ کہہ ہیں۔ عدتہ مورتی کی رہے تھے۔ اب سوال۔ مورتی کا کار
 یہ کہہ ہیں مورتی سے مورتی مورتی مورتی مورتی مورتی مورتی
 ہیں۔ میں نے خود دیکھا۔ مورتی کی مورتی مورتی مورتی مورتی
 یہ کہہ ہیں مورتی مورتی مورتی مورتی مورتی مورتی مورتی
 یہ کہہ ہیں مورتی مورتی مورتی مورتی مورتی مورتی مورتی
 یہ کہہ ہیں مورتی مورتی مورتی مورتی مورتی مورتی مورتی

مسٹر ایمری کی تقریر کا وقت آتا ہے۔ اب سامنے معاملہ کا مرکز یہی فیصلہ کن
بیان ہے۔ حکومت برطانیہ کے پس کی بات فقط یہی تھی اگر برطانوی کچھ وہ
کرتے اور مسئلوں کو عجوبہ بھی کرتے اور انہیں اور دیگر اقلیتوں کو کانگریس کے
جمہوریت پر دیتے تو اس ملک کی تاریخ میں ان کا ذکر ملحق اور طاقت سے کیا
جاتا۔ اگر حکومت برطانیہ کانگریس کے خیال کے مطابق عمل کرتی تو اس کا نتیجہ
کب ہونا یا بند و رست زیریں یہ تو براہ برطانویہ

جناب والا ہی ہے وہ چیز جس کے سبب کانگریس کے ساتھ یہ رشتہ
اور ہماری مختلف ہے کانگریس کی اہمیت اور آزادی ہند کی طبیعت میں
بہت ہی مسٹر کانگریس کے بیان سے اس کا بڑا شہدہ دکھاتا ہے کانگریس چاہتی ہے
کہ برطانویہ کے زیریں یہ اس کو ہر گز نہ چاہتا ہے اس میں اس کو اس کی طبیعت کے
کی جاتا ہے۔ روایت اور جمہوریت کے بنیادی اصولوں اور دوسری قیمنوں پر
نویسندہ کے ان پر حکومت کی ہے۔ مسٹر ایمری کا کہنا ہے کہ کانگریس کا مقصد
خفیت کا شہدہ ہے۔ یہ ہے کہ کانگریس کا مقصد ہے کہ کانگریس میں جس سے
چاہیں یا پھر اس کے لئے وہ جو ان کے لئے ضروری ہے اس کی توجہ غیب کی مثال
جس کے لئے اس کے لئے یہ ہے کہ اس کے لئے یہ ہے کہ اس کے لئے یہ ہے۔ کانگریس
کانگریس کے لئے یہ ہے کہ اس کے لئے یہ ہے کہ اس کے لئے یہ ہے۔ جناب والا
کانگریس کے لئے یہ ہے کہ اس کے لئے یہ ہے کہ اس کے لئے یہ ہے۔ کانگریس
کانگریس کے لئے یہ ہے کہ اس کے لئے یہ ہے کہ اس کے لئے یہ ہے۔ کانگریس
کانگریس کے لئے یہ ہے کہ اس کے لئے یہ ہے کہ اس کے لئے یہ ہے۔ کانگریس

گرمیوں کا ذکر کیا۔ انوں نے سب سے پہلے جزیرہ پر کچھ برسات زیادہ پڑنے سے
 پہلے جزیرہ اعلان کر دیا ہے اور اگر میں صحیح نہیں کہہ رہا ہوں تو اس سے مراد ہے کہ اس جزیرہ
 کے لئے کامل آزادی ہو اور غیر حکومت سے غلطی و ربانی نیز عیسائی شہریت
 دینے سے تمیز ملے گی اور مرکز میں ایک ہی قومی حکومت جو اس میں سے
 منتخب رہے گی اس کے لئے ہو جائے گی۔ واضح ہو کہ یہ قومی حکومت کے لئے
 سے پیچھے ہٹنا اور اسے نہ کہ "یا" وہ وہ کیا کہنے میں۔ انہیں کہہ دیجئے کہ
 آپ سے کہیں بڑھ کر میرے دل کو ملتی ہے۔ جب میں کہیں ہر اس کا اور ہر
 تو اس کے خواب دیکھ کر اتنا حد تک ہر اس اور اس میں اس صورت میں
 گول ہوئی ہے۔ حزب مخالف کے لیڈر نے کہا کہ قومی حکومت کے متعلق جو
 اور اکثریت کی حکومت نہیں۔ انوں نے اسکی تشریح بھی کر دی۔ اگرچہ یہاں
 "قومی" درست رہنمائی نہیں کرتا۔ حال میں اس بحث میں نہیں رہتا۔ اس
 ہے کہ جب کانگریس فریڈرکس منظور کرتی ہے تو قدر کم سے کم شہریت
 مشکل جو کل بھی بڑے بڑے قومی تفسیر و شرح کرنے لگتے ہیں اور اسے
 ہیں۔ حال تک کہ اصل قانون فراموش ہو جاتا ہے۔ بل کانگریس کے قومی
 حکومت سے ہماری مراد مرکب (مبوز) مفید، چھوٹا، حکومت ہے۔
 کہنے میں لکھا کہ یہ رہا ہوگا؟

مرتب ہو جائے گا۔ ویسائی: ہاں۔

سٹر جانج: آپ جو ہیں وہ اس کے کنٹینر میں ہیں۔

مطلب دونوں کا یہی ہے کہ وہ حکومت جس میں سب پارٹیاں شامل ہوں۔

مسٹر ڈیگانی - کوئٹہ کی تعلیم سرکاری نے بڑی ترقی حکومت کو
زیر غور رکھنے جوئے شعرا کی کہ ۔ کو یہ مناسبت نہیں کی پسہ کردہ ہے ۔
سر جناح - کو مسٹر ریڈی نے ان عزیز میں یہ بھی تو سنا ہے بلکہ ان کو
جیسی کیفیت ہندوستان کو نہیں مل سکتی ۔ ہندوستان کو ان معانی و مضمون کے
مقابلے ایک وحدانی وجود حاصل نہیں ہو سکتا ہے ۔ ہندوستان متعلقہ ہے
ملا کر دی ہیں ۔ ہندوستان کی یہی شے ہے ۔ ہاں تو جسے کہ تو زیادہ
ظہر ہو کہ یہ خصوصیت ہندو کیا ہے تو یہی کہ ہندی کے ہندو مت کے آئین
میں یہ نہیں ۔ ہندوستان کے ہندو مت کے آئین میں ۔

مستطینہ ایک شہرت دیکر کسی شہیدہ شفیقہ ملحق ملحق، سیدہ نے
موتے ہاں لکھ جاتا ہے۔

میرزا خلیفہ کو میں تو کھڑکھڑایا یہ ہے تقدیر کا کیا ہے جس کا
 بھی قوی ہو ہی نہیں سکتا۔

[illegible]

کہ میں جو کچھ کہوں مان میں۔ میں اپنے تئیں دوستانوں سے بدھتہ ہوں۔
 کیا یہ ہے کاروبار میں طریقہ؟ پھر آج سٹرا جگہ پیل چار یہ اس بات کو جو
 شہر تھے ہیں کہ جنوں نے سسٹم ایک کو پیشکش نہ بھیجی۔ میں حیران ہوں کہ
 کے دماغ کا طریقہ اندریوں سے قدر تعجب انگیز ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ
 وہ سن وقت بول فرماتے ہیں اور اس ضمن میں سسٹم نوں کی تعریف کرتے ہیں
 وہ باقی سب بہت دوستانیوں سے بڑھ کر آزادی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ میں
 ہوں۔۔۔

سر ہند علی۔ جناب پر یہ کب روشن ہوا۔

سر جت ج۔ آپ سے پہلے۔۔۔ ہاں تو سٹرا جگہ پیل چار
 فرماتے ہیں کہ میری فراخ دلانہ پیشکش کو برطانوی حکومت نے قبول نہ کیا
 تھا۔ بعض نکتہ چینی کہتے ہیں کہ برطانوی حکومت کی یہ سٹرا جت ج
 پیشکش جیونی چاہئے تھی۔ مگر میں نے برطانوی حکومت کو یہ پیشکش
 دی۔ اہستہ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اس نے اسے دل میں جھڑکی ہے۔
 زکے بہ شے کہ اگر میں سب سے پہلے پیشکش سٹرا جت ج کو دیتا تو
 نہ سب ہوتا۔ وہ جو زہور پر قبیل کرتے تھے ہماری ہنگاموں میں وہ
 میں غور ہوا کہ خود ہمنہ نہیں ہوں۔

میں بدھتہ ہوں کہ اگر سٹرا میری یہ پیشکش ہوں کہ ہمنہ میں کہ
 بعد میرے پاس آتی تو کیا میں پھر بھی زہی حوب نہ دے سکتا تھا؟ ہمنہ
 پیشکش نہ ہی اور اس کی شرائط بھی دسی تھیں۔ ہمنہ میں حوب ہمنہ

کہ پال پال پر اب بول گئے تھوں کہ لیجئے مسٹر ابھری اور مسٹر بگمرا پر ابھری
 ہوں۔ اس گزیری تو میں کی ہے اور مجھے عہدوں ہا متدنی ہو دیا ہے۔
 میں کہتا ہوں کہ دوسروں کی نسبت جبکہ اس زمانہ میں کہ وہ غم
 نہ مہر رکھتے ہیں۔ بنا یہ تو کیا ہی ہے شریعہ اس طریق عمل کے موافق ہے
 مغلین غبار کیا گیا۔

یہ سب آخر میں ممبر۔ باقی وقت بھی بڑھا دیا ہے۔

مسٹر جناح۔ سنئے وہاں کہتے ہیں کہ اگر مسٹر جناح اس وقت کہہ رہے
 ہوں اس میں اس کے غبار میں اسی وقت ہونا چاہیے۔ یہ نہ ہی حکومت
 چاہے اس پر کا عہد کر لیتی کہ ہم اختیار متقل کرنے کے لئے اس میں عرض
 کی کہ اس سے اس کے شریعت اسے من نیت تو تھے۔ غبار حاصل نہ
 کیا اسے مل میں۔ اس پر بھی میری عرض ہے۔ یہ کہ غبار تو مسٹر
 بگمرا پر یہ کہ اس میں اور نہ مجھے۔ بہر حال میں اس وقت کہ اس نے
 زمین میں یہ ہے کہ اگر آپ دونوں یعنی ہندو اور مسلمان۔ یہی قول و قرار
 کے ساتھ کہ تنظیم فیصلہ منظور کریں تو ہم اس پر غور کر سکتے ہیں۔ جب
 صورت حال یہ ہے تو مسلم لیگ سے بالابالہ ہر شیکسٹ میں وہی حکومت کے
 سامنے ہونے سے کیا فائدہ ہوا۔

بک رنڈیل ممبر۔ ہم بھی اتفاق و موافق کرتے ہیں مسٹر بگمرا
 پر یہ غیر اختیار متقل کرنے پر غما مند ہو۔
 مسٹر جناح میں کہوں گا کہ اختیار دے دے کے متفقین

برطانوی حکومت اس حد تک نہیں گئی جہاں تک آپ پہنچنا چاہتے ہیں
 مگر نہ تو برطانوی محکمات ان کا رشتہ دیا ہے کہ ہم جملہ سیاسی پارٹیوں
 کے نمائندوں کو حکومت مرکزی میں شامل کرنے پر رضامند ہیں تاکہ انہ
 کی مجلس مشاورتہ کی توسیع کر کے نمائندگان ہند کو حکومت ہند میں یک
 حقہ حصہ دیں۔ میرے نزدیک یہ آخری لفظ ہرگز نہیں۔ اس میں جو
 تغیر و تبدل ہو سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ سیاست میں آخری لفظ ہم
 زبان پر نہیں لایا جاتا۔ ہاں اگر آپ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ آب و ہوا
 اب بھی کوریک سے دس جیب کہ مسٹر گاندھی مجھے کچھ سال سے
 رہتے ہیں تو یہ خیال بے کار ہے۔ اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ لیکن
 آپ کوئی نیا عمل خوب کر رہے ہیں تو ہم ایک متفقہ مطالبہ مسٹر میری ریوں جو
 کہنے کے بعد نئی پارٹین یہ بڑی قلم سے کر سکتے ہیں۔

ایک رزولوشن میرے کانگریس پارٹی تو فوٹو شاپ ہے۔

مسٹر جتوہ۔ بات یہ ہے کہ نہ تو مجلس مشاورتہ ہند کو۔

آزادی ہندوستان کے تمام اراکین کا علاقہ ہے میری شکایت ہے۔
 جب بھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ ہمیں کہیں گاہے قند و فصل
 تھار سے مل جائے ہو۔ ہاں وہانت داری کے ساتھ قلم ریشہ اس میں
 میں آپ سے اتفاق کروں یا نہ کروں مگر آپ کی عزت و رویہ ہوں۔
 وہاں آپ اس پر قلم نہیں چاہتے تو اس مطالبے کے آسمان سے نہ
 کر زمین پر کیے۔ پھر ہم یہ تقویٰ سر بھرا بیٹائی ڈیپٹی ایل عمل ہیں۔

جس کے دو منہ کی منتخب مجیز سر بھورا بھائی ڈیسیانی یا کانگریس کے مہم
 سہ آگے سر سید و غم نہ رہیں گے۔ میرے نزدیک وہ شخص قابلِ رحم ہوگا جو
 اس کا بیٹہ مٹا دیتا ہے تو مثال ہو کر کانگریس کے مہم ویر کانگریس کے
 فرزند کی تباہی نہ کرے۔

قائد اعظم

نہایت جرات مندی اور دلورزشیوں کے بغیر اس میں ۱۰۰ درجہ ہے
الہیہ نام محمد بادشاہ فرماں

حضرت! ہندوستان کی تعمیر عمل میں آئی چاہیے تاکہ ہندوستان
 نہ صرف دوستوں اور خیر خواہوں کی مدد کی طرح بلکہ بددعاؤں کی گھنٹی
 بن کر اٹھتا اور پڑتا کہ اس کے خلاف پھیلیں جو اس کی ترقی کے لیے ہندوستان
 کی دشمنی برہمنوں کے ہمارے ہندوستان سے نہیں تو وہ ہمارے گھٹا نہیں ہے
 وہ اوروہ ایک تہائی تک مسلمانوں کے جو سے کہیں گے تو ان دونوں کی
 ایک ہی ایک رہے۔ ہندوؤں کی مسلمان قیدیوں کی نسبت بددعا
 نہیں ہے۔ ہندوؤں کی اکثریت کے مسلمانوں کی رہا داری میں بددعا
 نہیں ہے۔ مسلمانوں سے رہنمائی کہ ہندوؤں کی اکثریت ان امور سے
 وہ سب سے سب اعلیٰ اعلیٰ اور پائیدار رہے وہی رہے ہیں۔
 میرا مقصد ہندوؤں کی تعمیر ہندوؤں کی اکثریت کے ساتھ ہندوؤں
 کی تعمیر میں چھٹی عمل میں آئے ہو۔ اکثریت ہندوؤں کی مرکزی حکومت کے دست
 اندر میں نہ ہوں مرکز میں ایک و ہندوئی حکومت کے قیام کو منظور ہے

یہ نہہہ لیکن اگر کسی وقت اسے از سر نو زندہ کرنے کی کوشش کی گئی تو
مسلمان اس کا سخت مقابلہ کریں گے۔ اس کا سبب تو یہ نہہہ کہ پاکستان
و غور میں نہہہ یہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں ہندو فیسٹوں میں "کیراٹس"
بتا دیں گی کہ مسلم فسادات میں حکومت کی کل جاسکیں ان فیسٹوں کی بدست
پر ہندو اکثریت والی مرکزی حکومت ہوگی جو ان کو اس معاملہ میں مدد
کی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر اعتبار سے اور عہد مسلم اکثریت کے صوبوں کی فیسٹوں
مرکزی حکومت کی بدستار بن کر رہ جائیں گی۔

حضرات! ہندو ہر سب سے بڑے اور سب سے بڑے اور سب سے بڑے اور سب سے بڑے
کا ثبوت ہے تو ان دفعہ سے دے رہی ہے کہ ہم سارے ہندوستان میں
ہندو راج چاہتے ہیں۔ کا لگے ہیں۔ کاتی سب سے ہندوستان کو ہندوستان
منتر کے متعلقہ دے انتخاب کی ضرورت ہے۔ ایسی مرکزی حکومت کی
جو مرکزی مجلس قانون ساز کے صرف منتخب ارکان سے۔ منتر کے متعلقہ ہندو
یہ کہ اپنے کامل معنی میں آج جمہوریت دنیا میں نہیں موجود نہیں ہے۔ یہ کہ
کہ حکومت میں بھی حکمرانوں کی ایک جماعت ہے۔ یہ کہ حکومت ہے۔ یہ کہ
ہندوستان میں ایسی جمہوریت کا بھی مکان نہیں۔ یہ کہ یہ تو بچا ہے خود۔ یہ کہ
ہندوستان میں مسلم فسادات میں معاشرتی اور فسادات کی فسادات کی فسادات
نہیں وہ فسادات میں سے قوم بناتی ہے وہ فسادات قوم کا فسادات کی فسادات
یہ کہ موجود نہیں کہ ہم ہندوستان میں ایسی فسادات اور فسادات
سی جمہوریت ہی اختیار کریں۔

کہ جب تک توں کہ جمہوری امید بالیوں کی غلام ملکوت ہو کہ تین دروازے کوئی
مہربان میں رہے ہے ہندوستان کے لئے قطعاً خوشخبروں سے کہ غریبوں
کے لئے اب مجھے کہ دی ہندو کا دشمن ہے کہ قطعاً خوشخبروں سے کہ غریبوں
کے لئے اب مجھے کہ دی ہندو کا دشمن ہے کہ قطعاً خوشخبروں سے کہ غریبوں

[illegible][illegible]

ہندو میں اصحابِ دینیت و فراغت کی جماعت امرِ حکومت کرتی ہے۔
 انگریزی محکمہ اور بالخصوص انگلستان میں جمہوریت تھوڑی بہت کامیاب
 ہو رہی ہے۔ تو اس کا سبب وہاں کے خاص حالات ہیں۔ جمہوریت صرف
 ایسے ملک میں عمل پذیر ہوتی ہے جہاں ایک قوم اور ایک سماج آباد ہو۔
 باشندگانِ انگلستان یقیناً ایک قوم پر مشتمل ہیں۔ زندگی کے لازمی درجہ بندی
 حقائق کے اعتبار سے ان کے اغراض اور خیالات مشترک ہیں۔ دنیا کے کسی ملک
 میں بھی جہاں دو قومیں یا دو سماجیں ہوں ایسی کمزور جمہوریت ہی نہیں بنی
 جو انگلستان میں رہ سچ ہے۔ اگر ہندوستان کے زیرِ جمہوریت قوم کی ترقی و
 لازمی طور پر سماج کی حاکم ایک مستقل اور سادہ اکثریت ہوگی۔ دنیا کوئی ایسی
 مثال پیش نہیں کرتی جہاں دو قوموں کو ایک وحدتی آئین کا جبر پابند نہ
 کیا ہو۔ ہم کو اصل واقعہ یہ ہے کہ جس طرح برطانوی پارلیمانی
 نظمِ حکومت سے ہندوستان سے تمام غیر ہندوؤں کی کمال فوریست میں
 آئی مسلمان درجہ برتری میں کمی پائی طاعت آموز مٹھیں اور آئین مروجہ رو
 تہوں حکومت ہندوستان کے ماتحت اعلیٰ ریت حکومت میں کوئی ہندو
 حاصل کرنے سے ہوشیار ہوئیں۔

حضراتِ مہتمم! میں جو زندگی کے لوازمات منظر ہیں ہندو
 مسلمانوں کے، میں مسلمانوں و غیر ہندوؤں کے تعلق سے آنکھیں بند کرنا
 نہ۔ خونِ ہندوؤں کے اندر عداوت ہے۔ یہی چاہی یہ نہیں ہیں۔ ہندو
 جبر و تیر ہیں بحیثیتِ جمہوری ان سب کے لئے بھی شور مچا رہا ہے۔ جمہوریت کی

توہ سنا گا۔ ہندو اخبارات نے یہ خونخوار ہو نہ کھڑ کیا ہے کہ اگر ہندوستان
 کی ہیمہ کی ائی تو مسلمان ہر سے ملک میں گنگ و تازہ میں گئے نہ مگر یہ ایک
 بے فیہ دیتن سے۔ ہونکہ اگر ہندوؤں کی خوفزدگی کی یہ کیفیت ہے وہ بتا
 کہ وہ ہر سے ہندوستان پر کس طرح حکومت کر سکیں گے؟ پاکستان میں ہا
 کر رہے ہیں وہ مسلمان نہ ہو گئے ہج ایک ہندوستان کی سلامتی کے حق میں تقسیم
 بری تانت ہوگی کیونکہ آج تک تمام ہندوئی جمے شمال مغرب کی طرف سے
 جوئے میں درخورد پاکستان میں ہوں گی نہ نعت و رحمہ واد کا مقابلہ نہ
 کر سکتے ہ مزید برآں نقد ایک متحدہ اور جمہوری ہندوستان سی ان میں کورک
 سے ہا میں سے ایک مرکزی جمہوری حکومت کا ہونا لازم ہے نہ کو یہ ہندوئی
 جموں سے خدانت صرف اس طرح ہو سکتی ہے کہ ایک مرکزی حکومت ہو و
 ان یوں یہ خوب میں اس وقت حاصل ہو رہا ہے کہ ہر سے ہندو دوست ہند
 سرت کے ہوں کی سم بدلتوں سے پوچھتے ہیں کہ جہاں آپ کو پاکستان
 کیا فائدہ ہوگا آپ کو سندھ و قین نقصان نہ ہوگی گے۔ حضرات شمال مغربی
 جس کے منہ میں پوچھتے ہوں کہ پر ہر گز ہر سے آئے تھے؟ فرانسیسی کس
 طرات سے؟ اور ہر سے برطانوی؟ کس جانب سے؟ کہ یہ بینوں ہی ہند
 خبر سے لڑ کر آئے تھے؟ یہ لوگ ہندو کے رحواں سے آئے تھے۔ مگر
 ہا بقب رہتے کہ جدید جنگ کے طریق سرحدوں سے تھانہ ہیں فیصلہ من
 ہتھباز ہندوئی شہر سے دول بری ہجری کی آپ نوئی حیثیت ہو گئی ہے
 اس نے ہمیں خبر خروہ ہمسایوں کی طرح رہنا چاہیے۔ ہندو جنوب و مغرب

کی حفاظت کریں اور مسلمان شمال اور مغرب کی سرحدوں کو۔ اس طرح ہر مسجد اور مستحکم ہو کر دنیا کو کہہ سکیں گے کہ "ہندوستان سے دوسری دوسری ہے۔ ہندوستان ہمارے ستانیوں کے لئے ہے۔" (آخری شخصین)

حضرت: ہمارے مخالفین کا دوسرا اعتراض مسلمان اقلیتوں سے متعلق ہے۔ مگر اس میں کوئی زور نہیں۔ وزن نہیں مسلم قلیت کے حقوق کے مسلمان وضع کر رہیں۔ وہ ہمت درمیں چلیں۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اپنے بن بھوں کی مخلصی اور زادی کے لئے ہر قسم کی حیثیت ڈھانڈے اور قربانی دے رہے ہیں جو مسلمان طبقہ کی اکثریت میں آتا ہے۔ اگر تم نے دیکھیں گے درانیوں کے سب سے بڑے گھمبیراں اور اپنے ہمراہ ایک اور ہندو جس کا نام ہے وہ نہیں بھی ایک قلیت ہی بن رہا ہے۔ کہہ رہے ہیں کہ اگر ہم اپنے بن بھوں پر جانتے کتنی ہی پتہ پڑے یہ ہم اپنے بن بھوں کو ہندوؤں کے قدم نہ بننے دیں گے۔

نہایت باہر واقع یہ ہے کہ کزادریں متوکی قلیت جیسے نورس مرہن ہیں اور کمال شہادت ہے کہ اقلیتوں کے ساتھ غلطانہ سلوک ہو رہا ہے اور تیب شریک درہم کر سب وقت ایک وٹھو سجت اقلیت کے مسلمانوں کے لئے کی گئی ہوئی جبروتی چھ سکے۔ پاکستان ایک ہی منزل غم و غمیں بلکہ عملی لحاظ سے ہی برہم ہے جیسے جی آپ اس ملک میں اسلام کو قلعہ اندھونیت پر بیٹھ رہے ہیں۔ سب جی ہمارے سفر ٹوریل ہے۔ پاکستان تو موجود ہے مگر میں اسکو قلیت میں لاتا ہے۔ آزادی کا ہاتھ نہ آسکتا ہے مگر میں نا منسل۔ انگلستان اور امریکا آزاد ہندو

ہند سے ملاقات کرنے آئے کیونکہ میں بامواہر اس کے اور کچھ نہیں کہ اسلامی بندھنا
ہوں (آخر تحسین) ہندوستان میں برطانوی حکومت کے قیام کے بعد کبھی کوئی زنا نہ
آیا ہے کہ حکومت نے سلمہ نوکسے ساتھ نہایت چھ برتاؤ کیا ہوا دن سے خوف بھی
کھایا ہو، مسلم لیگ کی آواز دنیا کے گوشے گوشے میں حتیٰ کہ چین اور امریکہ میں بھی
گئی ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ تنظیم۔ اسی نے اپنی قوم کی تنظیم اور اپنی قوم کے
ہست کام اور ضبط کیلئے صرف چند قدم اٹھائے ہیں مگر اس کے خوشگوار نتائج پہلے
سنتے ہیں۔ بہر حال ہمیں ابھی بہت سی کمزوری کرنی ہے۔

حضرات! اب وہ وقت آیا ہے کہ ہم رند بزرگ ہمیش از پیش نوجہ غیرتی یاد رکھ
کو دیں۔ میں سفر شکر کرتا ہوں کہ آپ موزمبیق کی تعلیمات کا نام اس کام میں صرف
نہیں بلکہ تو سب غنائی۔ معشری اصلاحات۔ اقتصادی بہتری لئے پہلے سے بڑھ کر
سیاستی تحریکوں اور موزمبیق کی تادیب کی تادیب ہم ہندوستان کے شمال خرب اور
شمال مشرق میں مسلم آبادی کے قیام کے لئے چاہتے ہیں تاکہ ہم اسے ارد ہندوستان کے
بین صوبائی قاتلی کا رشتہ قائم ہوا ہم دونوں بدامن طریق سے ایک اور ایسے ہیں
جن پر ہیں۔ اس ملک میں پائدار صلح و امن اور مسرت عام کی کھانسی۔ یہ وہ
دلیل ہے۔ مجھے قبل ازیں ذرا غلط فہمی ہو رہی ہے کہ نہ صرف حکومت بلکہ گاموں
کے ذمہ دار حضرات میں بھی ہماری تدبیر پاکستان پر سنجیدگی سے غور کیا جاتا ہے
نہیں آئیے اندہی منزل مقصود کی طرف قدم بڑھائیے۔ وقت آرہا ہے۔ اور اب
آپ واقعی تیرہ ہو گئے تو میں بتاؤں گا کہ اب آپ کیا کریں۔

قائد اعظم

کی تقریر جو آپ نے سید شوکت علی فیروز شاہی کا ہنجر کی پانچ فرسز کے
مدن میں ۳ مارچ ۱۹۴۷ء کو رٹاؤ فرمایا۔

۱۰۰۰ تہ گزشتہ تیس برس میں فرقہ اراک، تحریک سے جو کوشش
 کی جائے گی۔ اگر کوئی تیز رو دیکھے دیکھو میں نہیں آتی۔ اس کا سبب
 یہ ہے کہ اس سرور پر ہندوؤں کے لیڈروں نے مذاکرے اور
 فوراً یہ حکم دیا کہ دوسری شہریت مختلف قسم کے مندوبوں سے
 ملے۔ میں نے تیز رو دیکھ کر اس کی اطمینان میں اور اس نے یہ پوچھا
 کہ کیا اس سے مزید کوئی تحفظ دینا ہو سکتا ہے۔ دوسرا فوراً یہ حکم
 دیا کہ ہندوؤں کی وراثی کے ایک عیسویہ وحدانی وجود ہیں۔ یہ حکم ہے کہ
 ہندوؤں کو سمجھوتہ کی طرح ہونا۔ کا قمر سس نے اس کو سواہ میں
 لایا۔ گوشتیہ کے بعد ہونے کے بعد ہندوؤں کے ساتھ تعلقات کا
 مسئلہ یہ ہے کہ یہ ملک وراثت کے لیے اس کے لیے اس کے لیے
 مسئلہ یہ ہے کہ یہ ملک وراثت کے لیے اس کے لیے اس کے لیے
 مسئلہ یہ ہے کہ یہ ملک وراثت کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

دلہنے اور آزاد کرانے کے لئے اس امر پر بھی سختی رضامند ہیں۔ کہ اگر ضرورت ہو تو مسلم اقلیتوں کے شہید ہونے کی آخری رسم ادا کر دیں۔
اس بات کی بھی پرواہ نہ کریں کہ دو کروڑ مسلمان پامال ہو جائیں گے۔

قائد اعظم

کی تقریر جو آپ نے واما کا مشاعرہ میں پندار میں جون اسلمہ
کو ارشاد فرمائی۔

نصرت اور ہمت پر کچھ ضرور ہیں جبکہ مخالفین کے جموں پر
 کرنے والے بددعا کے بازو پر نشان کی ریر سے نشانہ لگے
 جگہ اقلیتوں کو ہے کہ یہ چیز مسلمانوں میں دکھائی دے کر ہمارے
 ہندو بھائیوں کو غرضت و تعصب کے لئے بھی عقیدہ بن گیا
 ہیں ہندوستان کو بارود بھی ایک قوم پر نشان نہ تھی ہندوستان میں
 نظام حکومت کا کوئی یہاں ملک میں بھی نہیں ہو سکتا تھا
 ہندو بہادر جو ہندوستان کے سب کام خود بخود کرتے تھے
 کل ہندوستان کے مختلف حصوں کا تعلق ان کے لئے تھا اور ان کے لئے
 کی تکمیل تھے اور ان ہی پر ان کے چلنے والے کام تھے
 وہ ہمت تھی شخصیت ہو کر تھی۔

مسلمانوں کے لئے یہاں کی ماب کثرت کا جو ہے
 کہ مسلمانوں کو دی گئی ہے پاکستان میں ہندوستان کے لئے

پوچھتا ہوں کہ ان دو شخص میں کون راست باز اور منصف مزاج ہے؟
 کیا وہ جو ساری مالکیت ہے اور دوسرے کو زیر رکھتا ہے یہ وہ جو کہتا ہے کہ
 میرا ایک تہائی وطن مجھے دے دو۔ باقی دو تہائی تم رکھو اور سزاؤ دوست
 بن جاؤ؟

اس کے جواب میں آپ ہی فیصلہ کریں:

قائد اعظم

کی تقریر جو آپ نے سمجھ لیست میں پورے پانچ نام لکھے
جواب میں جن کے لئے کوارٹر دیا گیا۔

حضرت و آپ پر ایک ایسا عذاب ہے جس میں جو بھی اسے تو
 بددوستی سے مخالفت ہے۔ لیکن زمین الہی کی طرف سے آپ پر
 عذاب و توبہ سے ہمیں۔ اس میں ہر روز نئی ہند میں نرق و
 نیا ہے مگر مسو۔ نیز کافی اور اس میں توبہ سے کس
 کے ہیں کہ نہ۔ فوجی۔ مانت کیا یہ، وقت و مونس ہو
 ہے۔ فرزندت۔ تو ملک عرب اس میں رہتا ہے۔ اس کو
 دیکھیں۔

حضرت میں خوشی کہ ہمیں ہر روز سب سے
 کہ جو مسو۔ کہ ہمیں ہر روز سب سے
 کہ جو مسو۔ کہ ہمیں ہر روز سب سے
 کہ جو مسو۔ کہ ہمیں ہر روز سب سے
 کہ جو مسو۔ کہ ہمیں ہر روز سب سے

ہے کہ بعض اوقات بد قسمتی سے ایسے لوگ نہ صرف ریاست مسو بلکہ بلذی
 ہند میں بھی دیکھے جاتے ہیں جو اعلیٰ مراتب پر پہنچ کر اس سیر میں کوٹھوکر رہتے
 ہیں جس پر پڑھ کر عہد سے پاسے تھے مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اپنے
 آپ کو خری ملک و مختار ثابت کرنا آپ کے اختیار میں ہے بعض اوقات
 یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے مخالفین یا لیڈر یا وزیر خود غرضی اور طمع ترقی ذاتی
 کی وجہ سے ہمیں عین وقت پر دعائیں اور نقصان پہنچائیں۔ لیکن ایک بڑے
 زوردار ایک زبان والے عامہ سے بڑھ کر کوئی چیز موثر و زبردست نہیں ہوتی۔
 اور اس کے بل پر آپ اگرچہ ہیں تو اپنے لیڈروں کو خاک میں مل سکتے ہیں
 جس قسم کے حالات دوسرے ملکوں میں بھی پیش آتے ہیں مگر میں سمجھتا ہوں
 کہ ہمارے ملک میں ایسے لیڈروں کی شروعات موجود ہے جو ایک وقت تک
 نہیں۔ دونیں، تین نہیں مختلف فریقوں سے ساز باز کرتے ہیں اور اپنے
 قریب و غل جو صورت کے سانچے میں ڈھالتے ہیں۔ ان اشخاص سے خیردار
 رہنا چاہیے جب آپ تعلیم و تربیت اور تجربہ کے طفیل سچے لیڈر بن کر نہ
 آئے ہیں جو آپ کے تو آپ کا ادنیٰ کام تو اسی وقت آپ سے آپ ہو جائیگا۔
 حضرت! ہندوستان وندیا ستھا ہے ہندوستان کے حالات و افراد
 ہماری زندگی کے کوائف و وجود کا تعلق تھا۔ اس کے بغیر کوئی پروکار ہی
 نہ ہو کہ ہم یہ سچہ مسلم ملک قائم کریں۔ چنانچہ ہمیں صرف طہرہ میں حقیقت
 کو دیکھنا، غمراہ کرنا چاہیے کہ ہر ذوق بورشہ کہ اپنے غرض کی
 پاسداری کرے اور حاکمیت کا ارتداد نہ کرے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم سے

دو ذیل بڑے بڑے فرقہ جزیہ دوستانہ کے ساتھ تعاون باہمی سے کام نہ
 کریں۔ رہاست یہ سور میں جو آئینی تجربہ کیا جا چکا ہے اسے بدرجہ آخر سی
 لٹ کے سیاسی برکتی ہے کہ مختلف فرقے ہم آہنگی اور باہمی تعاون سے کام
 کریں۔ فرقہ اکثریت کو لازم ہے کہ اقلیتوں کے دل میں اپنے متعلق اس
 اعتبار پیدا کرے۔ اور انہیں اپنی حفاظت اور سلامتی کا یقین ہو جائے۔ یہ
 ہے آئینی حکومت کا اصلی سرمد پیمانہ۔۔۔۔۔

حضرات! یہ راہنہ خیال ہے کہ مسلمانوں کے حق میں جناب جہار جہ
 فی الحقیقت قسمت اور ہمہ تن ثابت ہوں گے۔ ہیں ان کی خدمت میں ہر
 شے پہنچ کر رہے ہوں۔ وہ مسلمان میں جو کچھ نصیحت کرتے ہوں کہ تعلیمی،
 اقتصادی اور معاشرتی ترقی کو انتہائی توجہ دیں اور اس میں اہل دیہات کو
 خاص خیال رکھیں۔

قائد اعظم

کی تقریر جو آپ نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ایک جلسہ میں
۲ نومبر ۱۹۴۷ء کو، رشتہ دہرائی -

خواتین و حضرات! میں مسلمانانِ دینی ٹرڈ اور طلباء کے یونیورسٹی کا مدرسہ سے
 شکر گزار ہوں کہ انہوں نے انتہائی احترام و اہمیت سے میرا غیر مقدم کیا۔
 اس سے میری بڑی حوصلہ افزائی ہوئی۔ دیکھو یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آپ سب
 مجھے ذاتی طور پر معزز فرما رہے ہیں۔ مسلم لیگ کے پروگرام اور ٹکنکس کی
 تائید و توثیق کرتے ہیں مجھے امید ہے کہ دیکھ کر حقیقت روشن ہو جائے گی۔
 لیگ کی پشت پر مبنی بڑی قوت مزبور ہے۔ مسلمانوں کے اصلی خیالات اور احساسات
 دنیا کے سامنے لانے کے لئے ہم جتنی امکان کوشاں ہیں تاکہ اسے سمجھ سکیں۔
 یہ ہمارا مقصد کیا ہے؟ اس سال کے دوران میں دوسری بار علی گڑھ میں
 آئے ہوں۔ درمیانہ ثابت یہ کیا کچھ ہوا؟ میں اس اہمیت کو بڑے اختصار کے
 ساتھ پیش کر دوں گا۔ مجھے پائل اقوان کا تکرار منظر بند ہے۔ مسلمانانِ دینی کے
 ذہن ان کل کے لئے ہیں۔ اگر آپ کو بطور اہل علم بتاتا ہوں کہ آپ پر
 بہت بڑی ذمہ داری عائد ہو رہی ہے، مستقبل قریب میں نو جوانوں کو دینی

جدید ہمد کے شرائط برداشت کرنے پڑیں گے۔

اولین اور اہم ترین اور فیصلہ طلب یہ ہے کہ زمین تہہ لبوں کے منہ
میں ہماری حالت کیا ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ اس ایک طویل وقت تک
ہمارے ساتھ بار بار ملتی ہیں۔ اور ہمارے ساتھ مابین قوت و منزل اور ہمارے
بھی ہوتے رہے۔ اس کے متعلق ہمیں یہ ماننا پڑا کہ اس کے پورے
مہینے کے قریب وہیں منتظر رہیں۔ ان قدر ہماری حالت یہ رہی ہے کہ ہنگامہ کے
خاتمے پر یہ نئی انفورمیشن کے ساتھ ہمیں فوری طور پر متنبہ کرنے کے ساتھ
آہنی سسٹم کا زیر سر و سران لیا جائے۔ حکومت برطانیہ کے سلطان نے یہ امر
گست سسٹم کے تمام ممالک زمین کے زیر سر و سران کا فیصلہ کیا۔ یہ امر
وزارت ہند کی شریک و توفیق کے مطابق عدالت طور پر زیر سر و سران کے حکومت پر ہند
جبر و ناکامی ہندوستان پر ہر نہیں کمری۔ اس کی بڑی بڑی چیزیں
و رسا درخت کے خیر کوئی چیز ان کے پاس نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ
ہیں ایک نو ہمارے ساتھ انفورمیشن کے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ
حاصل ہوں یا ایک کوئی نیا زمین اس پر زمین کے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ
کے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ
پیدا ہوا ہے۔ اس کی طرف سے سوچنا ہے کہ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ
ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ
ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ
ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ
ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ ہمارے ساتھ

دے کر تداریک چنگ میں شامل کیا جائے۔ مگر جب اس اصول کو عمل میں لانے کا وقت
 آیا تو اصل مقصد فوت ہو گیا۔ دوران مذاکرات میں جناب ڈائریکٹر نے یہ چار اس
 طرح فرمایا: میں آپ کو نہیں بتا سکتا کہ میرے کامیابی میں کتنے اراکین موجود تھے۔
 کتنے زمرہ میرے پاس نہیں گئے۔ نمبروں میں محکموں کی تقسیم کس طرح ہو گی؟ کامیابی
 میں دوسری کون کون سی پارٹیوں کے نمبر آ رہے ہیں۔ الغرض
 میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا۔ بس اتنا سن لیجئے کہ آپ کو دو نشستیں دیتا ہوں
 اس سے ہر شخص کو جواز برابر بھی عقل و ہوش رکھتا ہو صاف معلوم ہو جائیگا کہ
 ہماری حیثیت حق کی مطلق کوئی قدر نہ رکھتی اور کوئی وضع نہ رہا صرف حکومت
 برطانیہ کی تجویز قبول کر سکتی تھی۔ فرض کیجئے کہ کانگریس شمولیت اختیار کرتی تو
 کامیابی میں مسلم لیگ اور اس کے دونوں مندوں کے اختیارات کی حیثیت کیا قرار
 پاتی؟ جب یہ سب ہوا تو ڈائریکٹر نے وہی جواب دیا کہ میں کچھ نہیں بتا
 سکتا۔ اس ہند میں پوچھتا ہوں کہ ہمیں فقہانہ کار ہی بنا نہ نظر تھا؟ یا ہماری
 کام محض خزانہ بری تھا؟ واضح ہو کہ کانگریس نے ابھی سنیہ مذہب کا خزانہ کیا
 تھا اور کوئی شخص نہ بتا سکتا تھا کہ اہل کانگریس کا رجحان کیا ہو گا۔ وہ نہ یہ کہ
 اگر حکومت اور کانگریس کے مابین شرائط طے ہو گئیں تو صورت حال کیا ہو گی
 اندرین حالات مسلم لیگ کے لئے یہ بات ناممکن تھی کہ حکومت برطانیہ کی
 پیشکش قبول کرے۔

کانگریس شمولیت اختیار کرتی تو بیرونی حملوں سے بھی اور اندرونی
 ضبط و نظم کی ساری ذمہ داری زیادہ تر مسلمانوں پر عائد ہوتی۔ اندھوں کے

سوال شخص دیکھ سکتا ہے کہ کانگریس کے شامل نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ
 کے سب ہندو جماعت ایک رہے ہیں اور وہ گروہ سماجوں کی کو
 بوجہ اٹھاتا ہے۔ حکومت برطانیہ کی تجویز ایک جنگی وادہ تھا کہ وہ شخص جس
 حاصل کرنے کا سلسلہ نہ تھا۔ اب سنیہ کہ اگر کانگریس شامل نہیں ہوتی تو وہ
 بردار است اقدام بطور متقیہ کر دینا کرتی تو وہ ایک ور پارٹی بنی
 رہ جاتی اجتنی مسلم لیگ۔ اس کو چھٹا ہوں کہ اگر ایسی صورتیں نہیں نہ پہلے
 کیا کہ نو ترتیب یافتہ کہ ہندو مسلم لیگ کے حیدروں کو ثابت ہوتی ہے کہ
 کیا غلطی کی نہیں ہے۔ جو سب کو بتا رہا تھا کہ ہندوؤں کی کویت
 کا خود ہندو تھا تا کہ سماجی عمل۔ اس کو ختم ہندو کا ہر ایک ہندو
 ایک معاہدہ کے ذریعے طریقہ میں حلقہ۔ مینے درجنوں دلوں میں پہلے
 ہوں اور کانگریس بھی شامل ہو تو ہندوؤں کے ان مسلمانوں کو بھی دیکھ ان کو
 چاہیے کہ سوال شخص خود کا بھی نہیں۔ بلکہ سول جے اختیار کیا اور ذمہ داری
 میں جتنے لینے کا جس سے تیری داری سے کہ موجودہ آئین کے دائرہ کے اندر
 وہ کر مری ان مسلمانوں کو تو اس میں نہ گات سندھو اختیار سے حاصل ہوں
 تاکہ جنگ کے متعلق کامیاب کا سب سے ہو سکے۔ اس کے بعض ذمہ دار حلقوں میں
 بھی یہ خیال نہ ہو گیا کہ اس سے دو فورم کے نظریہ کی شکلیں اور تعینات
 ہوئی کر میرے نزدیک ہر ایک غلط خیال ہے۔ اس سارے معاملہ کو دو اقوام
 کے طریقے سے دیکھ کا واسطہ بھی نہیں کیونکہ موجودہ آئین کے ذمہ کردہ سر
 کی نو ترتیب یافتہ مجلس منظمہ کا قیام اس قومی کا مینہ کی طرح کیا جاتا تھا۔ جو

خاص ضرورت کے وقت کے لئے مرتب کیا جائے۔ اس کی بنیاد پر شریک ہرگز نہ ہرگز نہیں رکھی جاسکتی۔ اس میں انسانوں کی گفتی کو دخل نہیں رہتا۔ قرآنہ کارکنوں کی ضرورت ہے۔ برطانوی کابینہ پر نگاہ ڈالیے اس میں وہ اعمال کے حیران پارلیمنٹ کی تعداد کے تناسب سے کہیں زیادہ وزیر ہیں۔ کے ایک اور تازہ وقت میں مسٹر رینز سے میکڈونلڈ وزیر عظمیٰ کے کابینہ میں حزب القاد کے صرف تین وزیر تھے۔ ان سب امور کے باوجود یہ لوگ کہ ہیں کہ مسٹر جلیج خود غرض ہیں، دراپنے حق سے بڑھ کر جبرائیل پاتے ہیں بات یہ ہے کہ ہم نہ پر پاگنڈہ کرتے ہیں اور نہ ہمارے پاس روپیہ ہے۔ نئے ہم کو نقصان پہنچتا ہے۔ مگر مخالفین کو واضح ہو کہ غلط بیانیوں سے ان کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

خواتین و حضرات! یہ تجویز بروئے کار نہ آئی اور برطانوی حکومت میں بھر سوتی رہی۔ پھر یکایک بیدار ہوئی۔ ۲۲ جولائی ۱۹۱۱ء کو مجلس مشترکہ تو صبح اور ایک نام نہاد میشل ڈیفنس کو نسل کے قیام کے فیصلہ کا مدعا یہ حکومت نے ہماری شدید مخالفت کے باوجود ہمارے فیصلے کے خلاف تدابیر اختیار کی اور ہم پر جبراً عائد کر دی۔ حکومت نے ہمارے بعض امور کو اپنی تجویز میں شامل کر کے اس امر کی کوشش کی کہ وہ ہم سے الگ ہو جائے۔ ان میں سے تین اراکین صوبائی وزیر عظمیٰ تھے۔ اور ان میں سے دو ہندو تھے۔ قافلہ سے نمبر بھی تھے۔ بہر حال آپ کو معلوم ہے کہ نتیجہ کیا ہوا۔ میں خوش ہوں اور ہمیں غرض خاص ہے کہ حکومت برطانیہ کو ایک سبق سکھایا اور بات

سے غیر پیدا ہوئی ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسلم ہونے ثابت کر دیا
کہ تمام مسلمان یکپہتی کے ساتھ اسلام ایک کی پشت پر ہیں۔ نتیجہ قہر ہے کہ آئندہ
ہر سرے مخالفین یا دور کھیں گے کہ مسلمانوں میں تفریق پیدا کر سکی کوشش
کرنا بیکار ستہ۔ لیکن اس داستان کا یہ باب یوں ختم ہوا۔

ب میں مجلس قانون ساز میں مسلم ایک پارٹی کے طریق عمل کی طرف اشارہ
کرنا ہوں۔ حکومت نے مسلم مندر پر ایک نو تعمیریت یا فتنہ مرکزی حکومت کے
کردی اور اس میں مسلم ایک کی رائے کوئی قطعاً کوئی پروہ نہ کی۔ چنانچہ مسلم ایک اپنی
بطور حقیقت مجلس سے اکل آئی۔ واضح ہو کہ کسی نوعیت پارٹی کا یہ طریق عمل
ختم کرنا کامل طور پر مبنی ہے۔ اب آپ پر چھپیں گے کہ اس ملک میں دہم
و فتنہ جھلک گیا ہیں سنئے: ہمارا ایک اسلامی کے تعلق پر عوامی حکمت عملی سے
یہ بزرگ صورت نہ ت پیدا ہوئی ہے۔ آپ نے کی اند یا مسلم ایک کو نسل
کے تحت بسدوں۔ دہم دہم ہوتی ہوئی۔ یہ حکومت برحقانیت مسلم مسلمانوں کے
تعلق اپنے راوسہ پوری طرح سے وضع نہ کر دینے اور اس امر کہ فتنہ نازل یا نہ
ہیں مسلم ملک کی حکومت و آزادی کو نقصان نہ پہنچانے۔ درخوردہ امر ہے
کاؤنٹ تیر نہیں تو یہ شہ اس کے بعد نہیں مسلم ہمدردی جو میں رہن سہن
مسلم موجد کے کا۔

آپ نے ہندو لیڈروں کے میان و مندر خیالیں کے ساتھ یہ بھی ہوئے
یہ سب سے سرائی و در خطر ملک دل کل میں کرتے ہیں۔ مگر اس کو تہا بن کر خود
نہ ہر وہ پاکستان کے مخالفین حکومت کو کہتے ہیں کہ اگر پاکستان وجود میں

لایا تو اسام کی سرگوشی کی بازگشت "افرو" اور "ستبول" سے ایگلی۔ اور پاکستان
برطانویوں کے لئے زیادہ اور ہندوؤں کے لئے کم خطرناک ہے۔ اس نے پہلی
ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم حکومتوں کو تباہ کیا جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پاکستان
زمین میں دفن ہو جائیگا اور آپ ہندوستان پر حکومت کرے گی۔ یہ ایک بہت بڑا
سہما ہے۔ ہمارے مخالفین کو اس امر کا احساس نہیں کہ اگر اسلامی مملکتیں تباہ ہو جائیں
تو سارا ہندوستان ہمیشہ کے لئے برطانیہ کے زیر نگین رہے گا۔

ہمیں بتایا جاتا ہے کہ آئین پاکستان کا اعلان مسلمانوں کو حق تنسیخ
قوانین و احکامات حکومت دیتا ہے۔ وہ طوطے کی طرح اس کی تکرار کرتے ہیں۔
کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک ایسا آئین عمل میں لایا جائے جس کی مخالفت تو کرنا
انسان کرتے ہیں؟ اول تو برطانوی حکومت اتنی احمق نہیں کہ صرف ہندوؤں
کے شوق سے بنایا ہو۔ آئین ہندوستان پر چھاپا کر دے۔ آخر کار اس آئین
کو چلے گا کون؟ اس کی پشت پر حکم کس کا ہوگا؟ اس کے عمل کی صورت کیا
ہوگی؟ بلاشبہ اس کے سبب اختیارات کا ایک بہت بڑا حصہ منتقل ہو جائے گا۔
اس کے معنی یہ ہونگے کہ برطانوی طاقت اور اختیار دور ہو گئے۔ پھر کون باقی رہا۔
ہندو۔ اختیارات قدرتاں در بلا کوشش ہندوؤں کے ہاتھ میں چلے جائیں گے۔
مگر برطانوی حکومت تسلیم کرتی ہے کہ اس ملک کی قومی زندگی کا ایک بڑا
جزوہ در ایک اہم عنصر مسلم ہند ہے۔ پھر آپ مسلمانوں کی دلی رضا کے بغیر کس
طرح ایک آئین حاصل کر سکتے ہیں؟

خواتین و حضرات! موجودہ صورت حالات کو مد نظر رکھ کر مسٹر ناظمی

ہر جہے ہیں کہ اس موقع پر فرقہ دارانہ اتحاد کے بغیر کوئی تحریک کرنا نہ جنگی
 دعوت دینا ہے۔ لیکن اگر ہماری قسمت میں خانہ جنگی لکھی ہے تو وہ حادث
 ہو کر رہے گی۔ بہر حال جہاں تک میں آگاہ ہوں یہ بات کانگریس کی دعوت
 خوش سے نہ ہوگی۔

میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر گاندھی کے یقین دلاتے ہوئے مسلمہ ہند کو براہ الامین
 براہ قنصل خانہ جنگی کا ذکر ہی کیوں کیا جائے؟ اور اہل عمل کی طرح اپنے
 دماغ سے کیوں نہ کام لیا جائے؟ بات یہ ہے کہ اہل کانگریس ایک ایسے
 زمین کے لئے جھگڑ رہے ہیں جس میں سارے ہندوستان کو وحشی وجود
 حاصل ہو۔ مسدود کے ساتھ محض بطور اقلیت سلوک کیا جائے۔ مگر
 انہیں اسے بھی قبول نہیں کر سکتے۔ ہم سچے ذکر رہے ہیں۔ سب پر عمل نہیں
 کرتے۔ ہماری سفارشات یہ ہے کہ ہندو نہ مسلمان اس ملک کی غارت گری
 کے لئے عامہ کے ماتحت اپنے بے وفائی میں لیں جس پر ہم دونوں عمال پیر
 ہو سکیں۔ ایسے نظام کو قائم رکھنے سے کیا حاصل ہو سکتا ہے جس تک ناکام
 نہ ہو رہا ہے۔ ہماری ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ ہم دو مختلف اور متضاد
 معروضات پر کاربند ہوتے رہے ہیں۔ جب دونوں میں ٹکرائے نہ رہ
 سکیں تو کیا کیا جاتا ہے؟ وہ جائداد تقسیم کر لیتے ہیں اور پھر مہینہ خوشی
 منانے لگتے ہیں۔ ہم بھی تدبیر پاکستان کے ذریعہ ہی کرنا چاہتے ہیں۔
 نہ دہلی کو مین چوتھائی ہندوستان ملے گا جس میں کیلیں کر ڈرائیں
 ہوں۔ کیا یہ تقسیم منصفانہ نہیں؟ کیا ایسی تجویز کے سبب خانہ جنگی

ہو سکتی ہے؟ میں فقط ایک حصہ مانگتا ہوں، اور مسٹر گاندھی سارے سارا طلب کرتے ہیں۔ بھروسہ کی خواہش سے غارتگی ہوگی؟

خواتین و حضرات! سندویڈ کیا کہتے ہیں؟ میں ایک بقہ کا گری و ب بقہ دینیہ یعنی مسٹر منشی کی ایک تقریر سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں کہتے ہیں کہ تدریس پاکستان کے تحت ریاست ایک ملکی حکومت نہ ہوگی اور جو ایک ایسی مجلس قانون ساز کے سامنے جوابدہ نہ ہوگی جس میں تمام فرقوں کے نمائندے ہوں بلکہ ایک دینی حکومت ہوگی جس نے ایک خاص مذہب کے احکام سے مطابقت حکومت کرنے کا عہد کیا ہوگا۔ اس طرح تمام لوگوں کو جو اس دین کے معتقد نہ ہوں حکومت میں حصہ نہ لے گا۔ چنانچہ مسلمانوں کی دینی حکومت کے تحت ایک کروڑ تیرہ لاکھ ہندوؤں و سکھوں کو قیامت کی آگ میں جلا دیا جائے گا۔ پنجاب میں ہندوؤں و سکھوں کو مسلمانوں کے رحم و کرم پر رہنا ہوگا اور بھارت کے ہندوؤں میں یہ ایک کروڑ تیرہ لاکھ انسان جہنمی قرار پائیں گے۔

خواتین و حضرات! آپ ہی بتائیے کہ یہ بیان ہندوؤں و سکھوں کو برا بھلا کہتے ہیں کہ کسٹ؟ ان کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ یہ ایک دینی حکومت ہوگی جس میں آپ کو کوئی اختیار نہ ہوگا۔ اصل یہ ہوگا کہ ہندوؤں و سکھوں کے لیے کہ باستان میں غیر مسلموں سے اچھوتوں جیسا سلوک کیا جائے گا۔ ان کو معصوم ہونا چاہیے کہ اچھوت ہیں کہ صرف ان کے مذہب اور ان کے فلسفہ میں دخل ہے۔ مسلمانوں کے ہاں یہ بات نہیں۔ ہندوؤں

غیر مسلموں کے حق میں جو اس کی حفاظت میں رہتے ہوں ظلم ہوا رہے،
 نصف کا۔ مردانہ کا۔ اور راست بازی اور بے نقصتی کا۔ بلکہ
 فہمی کا بھی۔ یہ لوگ ہمارے بھائی ہوں گے اور راست کے شہری
 سمجھے جائیں گے۔ (نعرہ قسین)

خواتین و حضرات! ہندوؤں نے اٹلانٹک چارٹر سندھ و قیونس
 سے بہت فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ مگر بے سود۔ وہ شکایت
 کرتے ہیں کہ ہندوستان اس سندھ سے خارج ہے۔ واہ کیا مصیبت
 ہے۔ بروکس برٹنوی حکومت سے اس سندھ کے ماتحت ایک تازہ اعلان
 صادر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر یہ بات ہوئی تو مصیبت دور ہو جائیگی
 مگر دن بھی اعلان ہوا اس سے فائدہ ہی کیا ہوگا۔ جہاں تک مسلم ہند کو
 بنایا ہے ہم نے اپنی سندھ خود مرتب کر لی ہے اور اس کا نام ہے پاکستان
 عربیہ سین۔ اور ہم اس سندھ کے تعلق و اختراع گردنہ چاہتے ہیں کہ ہم
 اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے تیار ہیں۔ ہمارے غرضین
 اس فائدہ خیز کوئل سے دھر کر دیں کہ پاکستان سے ہمارے مقصد سودا
 بازی شہید یہ ایک درجہ کم ہوگا۔ اس قوم کے لئے ان کے اندر ایسے
 معنی کا غائب معنی ہیں۔ بغیر حرمات میں بھی یہ وہ ہندو ہے جو ہندو
 کہ سندھ کے زیادہ اختیارات چھین لینے کے لئے ہندو ہیں
 مگر اس سے مسٹر گدھی نے مسلمانوں میں ہمارے مسلمانوں کے لئے
 کو سب سے بڑھ کر ہونے دینے والے کے ہاتھ بیچنا چاہتی ہے۔ یہ یہ

قابل ملامت مجھوٹ ہے۔ ہم اس مقام سے جہاں ہم پہنچے ہیں ایک
 اسچ بھی ادھر ادھر بیٹنے کے لئے تیار نہیں کوئی چیز ہمیں اپنے مقصد سے
 متزلزل نہیں کر سکتی ہمارا عزم راسخ ہے کہ ہم اپنے اغراض و مقاصد کی حفاظت
 کریں۔ اور ہم دوسروں سے علیحدہ رہ کر یہ کام بخوبی کر سکتے ہیں۔
 (دیر تک نعرہ تحسین)

قائد اعظم

کی تقریر جو اپنے یوم پاکستان کے بعد منفقہ اردو پارٹی میں
۱۳ مارچ ۱۹۴۷ء کو ارشد فرمائی۔

"اس جلسہ کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ مسلمانانِ دہلی نے
 قائدِ اعظم کی خدمت میں چار ہزار روپیہ کی یکمشت فخر پیش کی۔ یہ مذ
 اس اپیل کا عملی جواب تھی جو صرف دس روز پہلے ۲۰ مارچ کو قائدِ اعظم
 نے چند سہ کی اپیل کے لئے شروع کی تھی۔ اس تیس وقت میں اتنی بڑی
 رقم کا جمع کر لینا مسلمانانِ دہلی کی ہمت کا ثبوت ہے۔ قائدِ اعظم نے اپیل
 میں لیا اراش فرمایا تھا: — "آپ جانتے ہیں کہ اس وقت دنیا
 ایک شدید برائیتی میں مبتلا ہے۔ آتش جنگ جو پہلے یورپ میں کی
 اب کروا میں گئے شرقِ مدغربی دونوں حصوں میں پھیل گئی ہے۔
 اس کے علاوہ ہندوستان کے دروازوں مدھ دھک پہنچ گئے ہیں۔
 انہی کا نقشہ بڑی تیزی سے بدل رہا ہے اور باقی سب قوم کی توجہ
 ہم کو بھی اس شہرت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہونا پڑے گی جس سے
 ہماری زندگیوں کو سخت منغروں کا اندیشہ ہے اس لئے ہمیں من تمام
 ضرورتوں و رازک حالتوں سے جو آسہ پیدا ہوں جو صلہ مد

بہمت، سکون خاطر، خود اعتمادی اور قوت برداشت کے ساتھ محمد
برآہوئے کیلئے تیار ہونا چاہیے۔

پانچ سال بڑے آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے تلے اسلام آباد
نڈ کے عیو کا غار جو دھندلا شکر تہہ کہ اب سمن شیخ زبیر
کت نہیں ہے۔ آخر کار بھوں نے بیسیوں برس کی تکلیف سے
پایا ہے وہ طاقت آفریں نیند تہہ بیدار ہو سکے ہیں۔ میں نے انہیں
سے بہت محنت، سرقیہ محنت میں ہم نے رات دن کا جھانکا ہوا
نہ لیا ہے کہ اپنی منزل پہنچنے کے لئے بھی نہ کمال اور ہر عظیم
ہستہ وہ ہیں پاکست کی منزل تک رسائی ہنوز نہیں ہوئی۔

آج تک ہم نے چند جمع میں کیا اور جس طرح بین الاقوامی
ان ورل سے کام لیا۔ میں آج پہلی بار ملی خواہش یہ ہے کہ
سفر پر غریب سمن سے پہلے رہا ہو کہ چنے۔ اور کہ وہ
آل انڈیا لیگ کو چند دیں تاکہ اس کے پروگرام اور محکمہ اور
خامد و برآمد خانے کے لئے ہمیں پیشہ بہت آفریقہ اور
بہر بنائے غرض اگر سکیں۔ یعنی اسلامی ہند کے قارئین
سکیں اور ہندوستان کے شمال مغربی و شرقی بقول میں جو
دھ میں پاکستان قائم کریں۔

میں چند جمع کرنے کے بہت سے طریقوں پر چور ہو گیا۔
تجربہ تہہ بھوں کہ جو لوگ ہمیں مذکورہ غرض کے لئے

ان کے لئے بہترین طریقہ یہ ہوا کہ، بنا ہندو بادہ راجت بھیج دیں
 میں انتہائی تاکید کے ساتھ مسلمانوں کے دل میں یقین پیدا کر چات
 ہوئے کہ ہماری تاریخ میں موجود وقت ناکہ ترین زمانہ ہے۔ اور
 اگر ہم پورے طور پر اپنے، سوشیالہ اور عالمی رابطے کو ہماری را
 تلی میں سخت رد کاوش پیدا ہو سکتی ہے اور ایسی رد کاوش جس پر
 نہ بھی غالب آسکیں۔ مجھے توں جیسے ساری اپنی رائے کا نہ
 ماننے کی۔ عدم توقع رہتا ہے کہ ہر مسلمان اپنی قیم و غیرت سے متعلق
 میں اپنا فرض اور سہ کا۔ جلسہ مذکور بہت کامیاب رہا۔
 بچا جس نے مسلمانوں کو فراتھے جو چاہئے انہیں مسلمانوں کو پھر کا کر
 جلسہ کا وہیں سنا تھے۔ اسباب تقریر پر ملاحظہ ہو۔

حضرات! اصل بات خوف ترویج ہے کہ مسلمانوں کو ہندوستان کی دیگر
 پارٹوں سے ہیں۔ یہ وہ استقلال کے ساتھ ساتھ ایک ساری زندگی کا
 ہے۔ ہم اختلاف اور راست بازی کا، چاہے کتنے ہیں۔ ہماری یہ خواہش
 نہیں کہ وہ سر سے فرقوں کے حقوق تلف کر کے ان کے خوف کو دھمکیاں
 دے اس ملک میں ایک آزاد اور خود مختار قوم کے طور پر زندگی بسر کرنا چاہتے
 ہیں۔

قدیرت برہمہ سہ وکیل در نہ نہ سر شیخوڑڈ کرپس کے فوٹو فرسٹ
 منجھیں سہ حلق میں مسلمانوں کو مشورہ دوں گا کہ آپ صبر و تحمل سے کام
 لیں اور ملک معاش کی حکومت کی ترقی و ترقی کا منتظر رہیں۔ میں آپ کو یقین

دلاتا ہوں کہ اگر اس کی مجتہدہ تدبیر مسلمانوں کے اغراض کے منافی ہوئی
 تو ہم صرف اسے نہیں کریں گے بلکہ اپنی طاقت کے ساتھ اس کی
 ممانعت کریں گے یہ تک کہ اگر اس کو شمش میں جان بھی دینی پڑے
 تو اسے قربان کر دیں گے۔ میں حکومت کو متنبہ کرتا ہوں کہ ہمارے ساتھ
 کوئی ایسا قدم نہ کیا جائے جس کا مقصد اسلام کو دبانا اور مسلمانوں
 میں نفرت پیدا کرنا ہو۔ مسلمانوں کو یہ خوف ہے کہ سرسبز قوم کو اس کا کٹا
 کے دو سب میں۔ دو نذران میں پہنچے جو ان کو تلوں کے لہجوں
 پہنچے۔ یہ بات درست ہے مگر ہمیں محض اس سبب سے خوف نہ نہ
 ہونا چاہیے۔ بلکہ اس سے پہلے اس لیے ہونا چاہیے کہ اس میں واضح نہ ہو
 کہ اس کا مقصد ان کو باطنی حیثیت سے نہیں اسے۔ وہ حکومت
 پر مبنی ہے مگر ہم اس میں اپنے حقد پر پیش کریں گے برہان یہ کہ ہوں
 اگر جب تک اس سے اس سے اس سے اس سے کام لینا ہوگا۔ پھر بھی یہ
 ملین رہیں گی کہ میں نے بھی کہا کہ اگر تدبیر یہ نہ ہو تو کسی قدر
 مسلمانوں کے غرض کے خلاف ہوں تو منظور نہیں کی جائے گی۔ ہم مزاحمت
 کریں گے اور اگر ہم نہ دبانے کے سے اس تک کے خلاف ہوں تو اس
 کی تو اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ یہ ہے ہماری تنبیہ حکومت کو۔

حضرت سرسبز فورڈ کریس نے ہمیں کاغذ اس کے سامنے اپنے
 بیٹ میں اس پر زور دیا کہ مسلمانوں کو دوسرے فرقوں کے دل میں
 سخت تشویش موجود ہے اسے دور کرنا لازم ہے میں کہتا ہوں کہ ہم

خوف زدہ نہیں ہیں۔ ہمارا مقصد صداقت پر مبنی ہے۔ ہم محض انہی
 طلب کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جس طرح ہم راست باز ہیں اور دوسروں
 کے حقون پر چھاپہ مارنے سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔ اسی طرح ہم
 بھی سوچ رہے ہیں اور ہم جو ایک قوم ہیں نہ کہ اقلیت آزادی اللہ خود
 بخاری کے ساتھ اس ملک میں رہیں۔

حضرات! اس وقت جب کہ جنگ شروع ہو چکی ہے میں حکومت برطانیہ
 کو شک کرنا اندیشہ کار سمجھتا ہوں ڈانٹ منظور نہیں کیونکہ ہم اصل صورت
 حالات سے گواہ ہیں۔ مگر ہم اس امر کے لئے بھی تیار نہیں کہ اصل شکل
 کے تحت کام کرنا، طرح حکومت برطانیہ کی مدد کریں۔ ہم نے یہ حالت
 کبھی قبول نہیں کر دی تھی۔ ہم دوسرے فریقوں سے بڑھ کر
 آزادی کے علم بردار ہیں۔

حضرات! میں کہتا ہوں کہ ہمیں انتظار کرنا چاہیے اور ہائیکورٹ
 میں ذات کہانہ نوٹ رکھنا چاہیے جب ہمیں معلوم ہو کہ سرکاری نوٹ
 اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ دراصل نوٹ حکومت کی آخری درجہ نہ تجویز
 کیا ہے۔ یان اگر برطانوی حکومت کی تدبیر یا موجودہ مسئلے کا حل سمجھنا
 کے حق میں حاضر ہوا اور ہمیں مزاحمت کرنی پڑی تو ہم یہاں تہمیداً بقدر
 کامقہ بل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور جب کہ میں نے کہا میں نے کوئی نہ
 ہے۔ ہم مزاحمت کریں گے اور ضرورت ہوگی تو لڑتے لڑتے مرجائیں گے
 (غیر تقسیم) ورنہ ہو کہ اگر برطانوی حکومت نے یا ہندو لیڈروں نے

ایک ایک کر کے دوڑوں میں سے کسی ایک نے حیلہ بازیوں یا
 سازشوں سے کام لیا تو ہم نہیں گئے۔ آگاہ سب کے سب
 مر جائیں گے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ آج کل کے گورنمنٹ کے عمل و کار
 و حکومت کے مسلمان ایجنٹوں کے ہاتھوں میں فرقہ ڈالنے
 کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ لوگ کانگریس کے خلاف ہیں اور
 برطانوی شہنشاہیت کے مددگار۔ ان کو کسی نہ کسی طرح خود
 میں اپنے آپ کو ترقی یافتہ کے خواہاں اور پادشاہ کا دوست
 سمجھتے ہیں۔ لیکن مسلمان کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ جو دین سے جڑے ہو
 ہمارے ہاتھ پر نہیں رہتے۔ میری رائے یہ ہے کہ ان کے خلاف
 خود بخود سرگرمی اور فرقہ ڈالنے کی کوشش نہ صرف جائز ہے
 بلکہ ایک بہبود کیس کے برابر ہے کیونکہ یہاں ترقیات نہ ہونے
 پر دیکھ کر یہ منہ نہ سمجھیں اور غرض کہ یہاں کے مسلمانوں کی

حضرت استاد!

ہمارے دوستوں کے خیالوں پر غور کیا تو یہ بات خود
 یہ قسمت لڑائی کے وقت میں بھی سمجھنے لگا کہ ہمارے
 میں۔ بہت سی جھوٹ سی۔ بہ ہمارے تو ہیں۔ جب سمجھ رہے تھے
 وہ وہ۔ چاہے جھوٹ سے خود بھی خوبی و فدا۔ ہیں۔ ہیں۔
 اس زندگی میں اس خیال کو دل میں جگہ نہیں دی کہ ہم اس ملک کے

اندر کسی غیر ملوکیت کے فرماں بردار ہوں۔

قائد اعظم

ان تقریر جو آپ نے پنجاب پر انڈین سسٹم ایک ہفت روزہ میں لکھی
میں نے انہیں ہر شے کے لئے گوارہ شدہ دیکھی

[illegible]

گر ہم جہیوں کی طرح اپنے اختلافات و کدوئیں تو یہ عین مناسب ہے
 ب قائم اعظم کی تقریریں ملاحظہ ہوں۔ آپ سب جنتا اہر شہ
 کے وقت فرمایا۔

حضرات! دل پور نہ صرف اس وقت پنجاب کا ایک بہت بڑا شہر
 ہے بلکہ پاکستان کے قیام کے بعد بھی ایسا ہی شہر بن جائے گا۔ میں نے آج
 مسوگیک کا جھنڈا لہرایا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمام مسلمان پورے ملک میں
 تدارک کے ساتھ اس کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ میں نے اپنے تقریریں کرنا
 مول اور شخص کا ہوا ہے۔ ہر جنتا اکابر تیرا پیروں سے ہے۔ حضرت آپ
 جس خوش و خروش اور غلبہ کے ساتھ مجھے خوش آمدید میں میں کرنا
 آپ کا شکریہ ادا کروں۔ اگرچہ آپ نے میرا شانہ ستیا کیا ہے میں اس کے
 غرض محض ایک پیروں کے ملتا ہوں یعنی کام کے سوا کہ آؤں غرض
 مجھے یقین ہے کہ آپ سب اپنا وہ سب کچھ خیریت کر دیں گے جو ہمیں اپنی
 منزل مقصود تک پہنچائے۔

کانفرنس کے اجلاس میں قائم اعظم نے فرمایا:-

پنجاب میں پاکستان کے متعلق جو تازہ ترین تجویز شری گئی ہے اس
 میں اس محبوبے کے تمام فرقوں کے لئے حکومت خود اختیاری کا حق تسلیم کرنے
 کا عارش کی گئی ہے سراسر مفیدانہ ہے۔ یہ ایک فتنہ انگیز خیال ہے۔ پاکستان
 کے نمائندوں کی یہ آخری کوشش ہے۔ اور وہ لوگ جو اس تجویز کے ذمہ دار
 ہیں انہوں کو ارادہ گمراہ کر رہے ہیں۔

حضرات! میں آپ سب کو اور ان جماعت کو بھی جنہوں نے اپنے اپنے
 طور پر مجھے مخاطب کیا ہے بتاتا ہوں کہ ملکی آئین کے نکتہ نگاہ سے وہ تجویز
 جس کی طرف میں نے ابھی اشارہ کیا حماقت کا مجسمہ ہے کیونکہ کوئی فرقہ ایک
 آزاد مملکت نہیں بنا سکتا، تا وقتیکہ وہ ایک قوم کی حیثیت رکھتا ہو، درجہ
 اکثریت ایک قطعاً واضح اور متمیز حدود میں بود و باش رکھتا ہو۔

میں اپنے ہندوستانی بھائیوں کی خدمت میں ان کے ظہر فیض
 کے جو ب میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کے اندران کے حقوق کی کمال قدر
 کی جائے گی۔ آئین حکیم نے مسلمانوں کو عالم دستہ رہا ہے نہ وہ اقلیتوں کے
 ساتھ نہایت در سنبہائی کا سلوک رو رہیں۔ انفراتحسین

حضرت میں اپنے چھوٹے بھائیوں کے خطاب کے جو ب میں مذکور
 کہ جو مجھ پر میرے دل میں نہ حالت تذبذب کے چہرے پر یکساں دیکھتے
 کے برعکس ہیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہمیشہ ان کے غرضوں و
 خواہشوں میں کوشاں رہوں گا۔

حضرت آج ملک نے اپنے طور پر مجھے مخاطب کیا ہے میں ان کو
 بتاتا ہوں کہ یہ سب ان جو ن میرے ہیں در میں آپ کا پس آئیے میں
 آپ کو مقدم ہو کر آئے ہوں۔ ہر جہ ضرورت پیش آئے۔

حضرت! اس وقت جب کہ میں رنج و غم سے ایک کاغذ پر توجہ کرتا
 رہا ہوں۔ کہ اسلام آباد میں سب سے بہت بڑا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ
 پنجاب میں حیات تازہ تھک رہا ہے۔ آپ کی مدد نال ہوئی۔ توڑی ہوئی

طاقت بھی اپنے اس مقصد کے حصول سے ہمیں نزدیک سے لگی جس کا ہم
اعمال کر چکے ہیں۔

مسلم ایک روز بروز ہمیشہ از ہمیشہ ترقی کر رہی ہے۔ اس وقت تک
سلاوی شریعت کے نعوبوں کے اندر وہاں کے مسلمان بس میں لڑتے رہے
ہیں۔ حالانکہ یہی وہ مملکت ہے جس کو پاکستان کے قیام سے باقی سب کی
نسبت زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ مگر اب یہ تنازعات ختم ہو گئے ہیں اور صورت
حالات بدتر گئی ہے یعنی اب اسلامی بنو ب کی قدم جماعتیں ایک ہی جہت کے
مسلم ایک کے جھنڈے کے نیچے کھڑی کے ساتھ جمع ہو گئی ہیں اور وہ سب کے
سہ پہر سے اتفاق سے ہم خیال اور ہم زبان ہیں۔

حضرات! میں بہت خوش ہوں کہ اب بنو ب کے تمام مسلمان مسلم
یہ کے معین و مددگار ہیں۔ مجھے ہاں دیہات کی عزت اور اخلاص دیکھ کر بہت
بے وقار سے میں نے دورانِ عمر میں جب ریلوے اسٹیشنوں پر بنو ب کے
دیہاتی مسلمانوں کے گروہ دیکھے تو مجھے ان کی عزت نے جھڑپوں کی۔ میرے
خیال میں حکومت پاکستان کا سب سے چہ کام یہ ہو گا کہ ان لوگوں کا معیار
زندگی بلند کرے اور ان کو لطفِ حیات سے شاد کام ہونے کے لئے سامان
بم پہنچائے۔

حضرات! میں اب ختم کلام کے وقت میں امر کی ضرورت نہ تھی۔ یہ
کے ساتھ پیش کرتا ہوں کہ ہم مسلمانوں کو اب بھی اتحاد پیدا کرنا اور کامل طور پر
منظم ہونا چاہیے۔ پانچ سال پہلے کہ ہم برقی کاڑھا رہے تھے کسی شخص اور

کسی جو امت کے نزدیک ہم قابل اعتناء نہ تھے۔ ہماری پرواہ کسی کو نہ تھی۔
 کونگریس کا دعویٰ تھا اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک خاص حد تک یہ دعویٰ
 سچ تھا کہ ملک میں صرف دو پارٹیاں ہیں۔ یعنی خود کانگریس اور حکومت برصغیر
 مگر اب تین پارٹیاں ہیں وہ تیسری پارٹی مسلم لیگ ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ
 اب ہر مسلمان ایک تنظیم یافتہ قوم کی حیثیت رکھتا ہے اور کسی کو اس پر براہ
 نہیں کہ ہمیں نظر انداز کر دے۔ اب مسلم لیگ اس ملک کے اندر ایک بین الا
 ستمد طاقت ہے۔ مسلم لیگ اسلامین ہند کے ایک گروہ کو کانگریس کے
 فرغے سے مخصوص دلا چکی ہے اور ایک اور گروہ کو برہمنوں کی دفتر پر حکومت
 کے چمچ سے چھڑا لائی ہے اور پھر اس سے ان کو اور باقی سب مسلمانوں کو ایک
 ہی بوتل ذرا پر جمع کر دیا ہے۔ الغرض بنی تنظیم کردہ تنظیم ہاں تھی۔ تنظیم
 تنظیم۔

قال عفا

کراته و جویپ شهر بس که خزان ای دل بیهوده
کوشت و فریاد

یہ پراس کا انفرنس ۲ تمہارے لئے کو تو ار کے من مسر جن کی د
 کاہتی دہی پر منقہ ہوئی۔ اس میں تقریباً تمام انگریز اور لکی چینی
 اور ہندوستانی تاجر نہ شریک تھے۔

حضرت! ابتدائی حکومت کی نسبت کا گیس نے جو وہ لبات پیش کر
 رکھے ہیں ان سے متعلق مسئلہ ایک کے فقہ کاہ کی دست کرتے ہوئے ہیں
 آپ کو یقین دہتا ہوں کہ اگر ہم اسے ساتھ لے لیں تو خالصت کر لی جائے تو
 میں منتقل کیے جانے والے احتیارات پر کوئی باندھی جائے نہیں کر دوں گا۔
 مگر اس کے لئے قطعاً شرط یہ ہے کہ تمام جو عین متفق ہو کر سہولتوں کے
 حق خود رادیت کی ضمانت دیں اور وعدہ کریں کہ سہولتوں کی رائے عامہ سے
 فیصلہ کی تمہیں کی جائے گی۔ اس پر عمل کر کے سہولتوں کو تقسیم
 کر دیا جائے گا۔ اگر اس شرط سے گریز کیا گیا اور ابتدائی حکومت موجودہ آئین
 کے دائرہ سے باہر ان اصولوں پر مرتب کی گئی جن کے لئے جس ہم ملحق ہیں

میں اصرار کیا جو رہا ہے تو یہ سمجھ لیجئے کہ ہماری مثال اس مکتبی کی مانند
 ہوگی جو خورد گرد کر مکتبی کے جوئے میں چھنس جائے۔ اور یہ اس لئے کہ
 ان بدنامی حکومتوں جو وہ آئین کے دائرے سے باہر مرتب کی گئی تو اس
 صورت میں بنیادی تبدیلیاں لازماً موجود ہوں گی۔ ورنہ ایک بار دفعہ
 موئے کے بعد ان بدنامیوں کا بعد جنگ کا عدم کرنا دشوار ہوگا۔

اس قسم کے کہ ہمیں یہ برادر نہیں ہے کہ جنگ کے فلاحی
 حالت کے زیر اثر نہ تو ایسی وضاحت درمیان آئے گی حکومت تراسیب دینے ہر
 باوجود جو اسے تو سلطان کے مل باستان کے سر سر خلافت ہوئے اس سے
 نقصان پہنچے۔

ایک سال کے کار مسٹر چرچ کی تازہ تقریر کے متعلق ہمیں کیا رائے ہے۔
 مسٹر چرچ نے مسٹر چرچ کو یہ بیان بالکل درست ہے۔ کائنات میں
 کچھ نہیں ہے۔

ہم میں وہی تحریک کے متعلق میں اس سے پہلے اپنے خیالات کا اظہار
 کر چکا ہوں۔ ہر تحریک کی تازہ تقریر کے میں کوئی قرار دینا نہیں۔
 میں یہ تازہ تقریر کے متعلق کوئی چیز نہیں کہ یہ ایک ایک شخص کے لئے
 کے ملک نہیں ہے۔ یہ ایک ملک کے لئے ہے۔ یہ ایک ملک کے لئے ہے۔
 یہ ایک ملک کے لئے ہے۔ یہ ایک ملک کے لئے ہے۔ یہ ایک ملک کے لئے ہے۔
 یہ ایک ملک کے لئے ہے۔ یہ ایک ملک کے لئے ہے۔ یہ ایک ملک کے لئے ہے۔
 یہ ایک ملک کے لئے ہے۔ یہ ایک ملک کے لئے ہے۔ یہ ایک ملک کے لئے ہے۔

ہے کہ حیب حالات مجبور کرتے ہیں تو بڑے بڑے فتنہ پرداز اور غیر محدود
 حصے رہنے والے بھی معذرت پسند بن جاتے ہیں۔

ایک نامہ نگار مسلمانوں کے مطالبہ میں کوئی ترمیم ہو سکتی ہے؟
 مسٹر جناح۔ اگر کوئی شخص دوپہر میں مولہ آتے کا مطالبہ کرے تو
 اس میں جھجکا ہو سکتی ہے۔ لیکن مسد لیک نے کبھی ایسا مطالبہ نہیں کیا ہے
 کوئی معقول آدمی نامعقول بتا سکے۔ مسد لیک ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں
 کی آزادی چاہتی ہے۔ ہندوؤں کے پاس ہندوستان کا تین چوتھائی حصہ
 موجود ہے۔ اور یہ ہندو وہی ہیں جو باقی شہر پر قبضہ کرنے کے لئے سو بارک
 کر رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کو اس سے بھی محروم کر دیں۔

کوئی قوم حق خود ارادیت کے مسئلہ میں دب کر سمجھوتہ نہیں کر سکتی۔
 یہ ہر قوم کا پیدائشی حق ہے اور اس سے تکار کرنا اس قوم کی ہستی سے منکر
 ہونا ہے۔

امریکی نامہ نگار۔ کیا آپ ان لوگوں کے ساتھ ابتدائی حکومت قائم کرنے
 کے لئے آمادہ ہو گئے جو آپ کے ساتھ شراک عمل کرنا چاہتے ہیں؟
 مسٹر جناح۔ کیا میں یہ مطلب نہیں کر میرے اعتبار میں ہے کہ
 ملے اور گائے بے بدلتی تمام شہر جناح سے جب چاہوں واسطے لیں اور
 پہنچ جائیں اور ان میں حکومت بنانے لگائیں؟ سوال یہ ہے کہ قومی
 حکومت کیسے بنے گی اور اسے کون بنائے گا؟ کہو کہ بڑے بڑے ہندوؤں
 کے ہواہر ایک پارٹی کو کھینچا نظر انداز کر دیا۔ کچھ دنوں اخیر ہندوؤں نے

لکھا تھا کہ ایک کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتی جس میں کانگریس کو نظر انداز کر دیا جائے۔

میں اس بیان سے ہرگز متفق نہیں ہوں۔ نیز ان حالات اور دفعات کو دیکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ برطانیہ اس روش پر قائم رہے کہ ایک طرف کانگریس کے مطالبات کو قبول قبول کر لیا جائے اور دوسری جانب یہ کہا جائے کہ جب تک کانگریس سے سمجھوتہ نہ ہو گا کچھ بھی نہیں ہو سکے گا۔ میں یہاں یہ کہتا ہوں کہ اس روش پر سخت معترض ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ برطانیہ اس پارٹی کے ساتھ چاہتا ہے جس کا مدد نہ سمجھوتہ پر نا قبول قبول ہے۔

ایک نامہ نگار۔ مملوٹ ابتدائی حکومت کے متعلق اپنے نظریے کی وضاحت کیجئے۔

مسٹر جناح۔ ابتدائی حکومت سے مراد وہ حکومت ہے جو دوران بنائے ہوئے خاص مقصد سے قائم کی جاتی ہے۔ میں اس سے کسی جرئت کو خارج نہیں کرتا۔ جب تک کہ وہ خود کو خارج نہ کرے میں اس بحث میں نہیں پڑتا۔ ہر قدر جماعت حکومت سے خارج رہے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر قوم کو اپنا چاہتے ہیں تو اس امر کی وہ مستحق ہیں کہ ہر جماعت اور طبقے سے امداد اور تعاون حاصل کریں۔ جب تک کوئی شخص یا جماعت ان کو ان کو نہ مانگے۔

مسٹر ایک ضلعی۔ یہ برخود نہیں۔ مگر ایسے حالات میں جب کہ

لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ ملکی حکومت میں ان کی رائے کو کچھ دخل نہیں یا ہم سب
جوشی سے مکمل اور مخلصانہ امداد نہیں دے سکے۔

گزشتہ تین برس میں حکومت برطانیہ کی جوردش رسی، ہم
اس کی خود کتنی ہی مذمت کر رہے۔ بہر حال ہم پر یہ مثل صادق آتی ہے
کہ غریبوزہ قدمی پر گرسے تو غریبوزہ کا نقصان اور پھری غریبوزہ سے پر گرسے
تو بھی غریبوزہ کا نقصان۔ فرض کیجئے کہ تخی اور غصہ کی بنا پر کل میں مدد
کردوں کہ حکومت کو تنگ کر دو اور اس کے ساتھ ممالک تیسروں کو رد تو جتنی
پریشانی پیدا ہوگی۔

یہ مزدوروں اور ملک کا سوال نہیں۔ مزدورستان میں ہر گز کمی نہ
آدنی آپ کہ یہ بتا سکتے ہیں کہ مسلمان پر بھی سوک زیادہ دوسرے رتے ہیں
نیں منہ داس ہر کس ملک میں گناہ ہوتا ہے۔ یہ مزاج کی افتادوں میں ہوتی
تو بس کا نتیجہ ہے ہیں۔ تہ سمن پہ ہر دین پڑتے ہیں۔

انگریز نامہ نگار۔ کہ میں یہ بات در شرف میں کہنے سے گریز کرتا ہوں۔

بھی شہر پر ہوتا ہے

سٹریمٹ میں لوگوں کی محک خورد بینہ و بیان نہیں کیا جا سکتا
جو کہ یہ سونے کی بات ہے۔ پر کہا کہ اس سے اس کا جواب ضرور دے گا۔
نیک فوج سے سونے کی بات نہیں کیوں کہ یہ سونے کی فوج ہے، انصاف کی فوج
میں اتنا شہ۔ اگر سونے کی فوج کی ایک سرزد کی تو وہ فوج کے ایک
بڑے طبقے پر شہر انداز ہوگی۔ مگر یہ سرزد میں کچھ جان چلائے گا۔ اور

کو آزادی نہیں مل سکتی۔ اس لئے جیب بک کا نگر میں اس روش پر
 قائم ہے، ہندو مسلم سمجھوتے کے لئے گفت و شنید گنج لیش کدوں سے؟
 لیکن اس کے باوجود ہندوؤں کی جانب سے اپیلیں شیعہ کی جاتی ہیں
 کہ مسلم لیگ کانگریس سے مل کر ہندوستان کے سیاسی تعطل کو دور
 کرنے کی تدبیر کرے۔

قائد اعظم

کے قریب جو یہ نہ ملوا تھے یہیں مسلمانوں کی علیحدگی سے
میں ہرگز ہرگز نہ لڑتا تھا۔

کا طریقہ غیر معمولی اور کسی قدر بے تکا ہے۔

دو تندرست شخص روپیہ دینے سے پہلے قنوطری بیت ناز برداریوں کے
خوابوں ہوتے ہیں۔ گزشتہ چھ سالوں میں ہم نے مسدول سے مالی امداد کی
کوئی پل نہیں کی۔ اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ بغیر سرمایہ کے ہم اس جدوجہد
کو کس طرح جاری رکھ رہے۔

میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ مسلم لیگ غیر معمولی ترقی کر کے ایک وسیع ادارہ
ہوئی ہے۔ اب ایک یا دو شخص کی مالی امداد سے کام نہیں چل سکتا۔
اسی وجہ سے ہم نے براہیل کی مٹی، خدا کے فضل سے اس کا بہت بڑا دست
نیز قلم سوار آپ کو سن کر حیرت میں مبتلا رہا ہے یہ سب کچھ کتنی دور
بیسویں ہونے میں۔ غریب مسلمانوں کو روپیہ دینا ان کے لئے
مستحق ہے۔ وہ پروردگار کے فضل سے اب بھی ایک وسیع ادارہ بن چکا
ہوگا کہ جب دنیا کی کتنی باتیں ہوں گی ان کے لئے۔ ان کے لئے
کہ تم بہت غریب میں رہ رہے ہو۔ اس سے پہلے ان کی مدد کرتے رہے۔
وہ اس سے شکوہ نہ کر سکتے ہیں۔ ان کے لئے اس سے پہلے
میں چھوٹی چھوٹی رقموں سے کچھ بچاؤ کر رہا تھا۔

میں سے یہ بھی کہتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اس سے پہلے
بندہ نے اس کے لئے کتنی باتیں کیں ہیں۔ ان کے لئے
کہ جس کا نام اس سے پہلے تھا۔ اس میں پڑتے تھے۔ ان کے لئے
تھے کہ باقی کچھ مسلم لیگ پر ایمان لائی شہادت بہت سے ہاتھوں میں لکھوا دیا

ہے درمیان عوام کا گھر میں سے ہاتھ میں مسلمانوں نے کانگریس سے بالکل
عیسویہ رہ کر بلا شک و شبہ یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسلم لیگ کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔
اب یہ حقیقت مسلم ہو گئی ہے کہ مسلم عوام کا گھر میں ایک مذہب نہیں ہیں بلکہ
مسلم قوم کی رشتہ داری کی بھی ضرورت نہیں رہی ہیں۔ ہر سال پچاس پچاس کروڑوں
اور آپ کو یہ سی تغیرات سے تیار کر دیتے ہوں۔ اب میں گزشتہ چند برس کے
واقعہ تحریر کیا، بعد میں بصرہ کر دیں گا۔

مستندہ میں قانون حکومت ہند منظور ہوا۔ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں
شعبہ میں سے اختلاف کیا لیکن مسلمانوں کا اختلاف اس کے ذاتی جزو کی جانب
تھا وہ اس کے صوبائی جزو کو رد پر عمل لائے اور اس سے مستغنیہ ہونے کے لئے
تیار تھے۔ مگر اس کے بہت سے خلاف حال قبل اعتراض تھے۔

اس کے برخلاف کانگریس نے ہر قسم کے رد کیا تھا کہ وہ اس قانون سے
کد سنو اور نہ کہ ایلی۔ کانگریس کے نماندہ بنگلہ تھری منیجروں کے ہوتے
جب اس قانون کا غماز ہوا، صوبائی انتخاب ہوئے تو کانگریس میں اس میں شریک
ہوئی۔ انھوں نے متعدد صوبوں میں اس طرح عمل سے اصل کر کے کریم ستر گز
کو ہندی حکومت کوئی بہ عزت سمجھتے تھے کہ میں کہیں اصل کر کے نہیں لے سے
جے کانگریس میں نہ ہوں کہ وہ پارلیمانی نظام خود سے نکل کر وجود میں آگئی ہے۔

میں نے یہ مسلم ہندوؤں کی جسدِ جان تھا۔ جیسا کہ اس دور میں
جزو کا خلق ہے مسلم ہندوؤں کا گھر میں سے تمام دھرم قبول کیا تھا۔ وہ مذہب
چپ سوتلی تھی، دیکھ کر اسے خاموش و سکت ہو گئے تھے، اور کانگریسی نے مسلمان

انتہائی بچ و بچل کا تھا کہ یہ ورد قیامی ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔
 خوش و شگرت سے کہا کہ اگر نعمت کو نگہداشت ہوگی تو بندہ تن کی
 آزاری سے کیا بچے گا یہ اندوہان کو خود یا کہ وہ بڑا شیعہ غفلت کو بخیر نہ پرہیز
 میں نے جہاں ۱۱۱ میں نے محسوس ہوا میں شرکت کے لئے چلے گئے۔
 وہاں سے وہاں سے میں نے نہیں دیکھا یہ سنا ہے۔

میں نے شرکت یوں محسوس ہوا کہ پہلے صاف دروازے سے دھڑک
 رہا تھا میں نے فریاد کرتے ہوئے اس کے ساتھ ہی کمر سے دو بار
 غائب ہو گیا۔ اس وقت کا انداز یہی تھا کہ اس کے ذریعہ جو اس کے یہی ان کے ساتھ
 سے شہید ہو گیا تھا۔ مگر وہ نہ ہو سکا۔ یہ وہاں غیبت کر رہا تھا کہ وہاں سے
 وہاں سے نہیں بگاڑ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی کمر سے دو بار
 کہ ان کے ساتھ ہی کمر سے دو بار یہ وہاں سے نہ ہو سکا۔
 کیا یہ وہاں سے نہ ہو سکا۔ وہاں سے دو بار یہ وہاں سے نہ ہو سکا۔
 میں نے اس کا تیرا قدم کیا کہ میں نے اس کے ساتھ ہی کمر سے دو بار
 یہ وہاں سے نہ ہو سکا۔ اس کے ساتھ ہی کمر سے دو بار یہ وہاں سے نہ ہو سکا۔
 خدمت میں نہ جاتا تھا۔

مگر وہاں سے نہ ہو سکا۔ اس کے ساتھ ہی کمر سے دو بار یہ وہاں سے نہ ہو سکا۔
 مسوخت ہو گیا کہ میں نے اس کے ساتھ ہی کمر سے دو بار یہ وہاں سے نہ ہو سکا۔
 اس کے ساتھ ہی کمر سے دو بار یہ وہاں سے نہ ہو سکا۔
 اس کے ساتھ ہی کمر سے دو بار یہ وہاں سے نہ ہو سکا۔

تھا! چنانچہ اس مہم کو خیر باد کہہ دیا گیا (تمتہ)
 ۱۔ سٹیلنگھم میں اسٹیفورڈ ڈاکریس ہندوستان آئے قدرتی طور پر ہندو
 حکومت اپنے مفاد کی خاطر اس امر کی خواہشمند تھی کہ ہندوستان کی دونوں بڑی
 جماعتوں میں ہم آہنگی پیدا کر دے تاکہ انھیں مل جل کر ایک ہی مقصد پر
 تعاون سے حاصل ہو سکے۔ چنانچہ سر سٹیفورڈ ڈاکریس نے کئی بیوروں سے ایک
 تجویز کی پیشکش کی جس میں یہاں متفقہ طور پر بتا دیا کہ اس تجویز کا یہ مقصد تھا۔

۱۔ ہمیں وہاں تک جانا کہ ہندوستان کے ہندو قومیت پرستوں
 کو کسی بھی شکل کی حکومت تو دلچسپی نہ لے گی۔ چنانچہ ہندو قومیت پرستوں کا
 نہایت اصرار تھا کہ ہندو قومیت پرستوں میں موجود ہے۔

۲۔ ہندوستان کو اس کی حق حاصل ہے۔ چنانچہ اگر انہیں چاہیے تو ہندو
 قومیت پرستوں سے بھی یہ ہو سکتا ہے۔

۳۔ ہندو قومیت پرستوں کو ہندو قومیت پرستوں کی قومیت پرستوں کے خلاف
 نائنوں کی تعداد دس فیصد ہی ہوگی۔

۴۔ ہندو قومیت پرستوں کو ہندو قومیت پرستوں میں بھی ہندو قومیت پرستوں
 تھیں یہ مرکزی مجلس ایک مخصوص مجلس کی طرح متحد ہندوستان ہندو قومیت پرستوں
 ہندو قومیت پرستوں میں ہندو قومیت پرستوں کی ہندو قومیت پرستوں ہندو قومیت پرستوں
 بھی ہندو قومیت پرستوں میں ہندو قومیت پرستوں کی ہندو قومیت پرستوں ہندو قومیت پرستوں
 بھی ہندو قومیت پرستوں میں ہندو قومیت پرستوں کی ہندو قومیت پرستوں ہندو قومیت پرستوں
 ہندو قومیت پرستوں میں ہندو قومیت پرستوں کی ہندو قومیت پرستوں ہندو قومیت پرستوں

ہو سکتے ہیں۔ نہیں بچرے تاکہ بنا پر انہوں نے اس تجویز میں خفیہ طریقہ
کا اضافہ کیا۔ چنانچہ اس میں یہ بھی درج تھا۔

۴۔ ایک تو اس بات کی طعن یہ ہے کہ مذکورہ سان کا دستور مرتب

کوبہ قریب سو سو نفوس قریب ساڑھے اس کو زلزلہ کی تباہی کے لئے

نہایت ہی زیادہ۔ یہ بھی کہاں کو اس میں شرکت نہ شرکت اختیار ہو

۔ نہ مذکورہ کی ایک تھوڑی سی شے یہی سماعت سے جو دستور

کیوں نہ ہو قریب سو سو نفوس نہیں ہندوؤں کا پناہ تھا۔ لیکن اس

مذکورہ کی شے تو کسی کی تھی۔ اس کو خفیہ بھیج دی گیا تھا۔ یہ سارے طریقہ

ہم سے مذکورہ ایک چابی مونی۔ مانی کی شے نہ باب و باں کے سوتلی خیر

میں مسکن خیر میں ہیں۔ یہ بھیج دی گئی تھی کہ اس وقت نہایت سے ہیں۔

اس میں خفیہ بھیج دی گئی تھی۔ اس تھوڑی سی شے کے دستور کے

خلاف کر کے بھیج دی گئی تھی۔ یہ بھیج دی گئی تھی کہ اس وقت سے دستور کے

کی یہ بھیج دی گئی تھی کہ اس وقت سے دستور کے

یہ بھیج دی گئی تھی کہ اس وقت سے دستور کے

یہ بھیج دی گئی تھی کہ اس وقت سے دستور کے

یہ بھیج دی گئی تھی کہ اس وقت سے دستور کے

یہ بھیج دی گئی تھی کہ اس وقت سے دستور کے

یہ بھیج دی گئی تھی کہ اس وقت سے دستور کے

یہ بھیج دی گئی تھی کہ اس وقت سے دستور کے

کے جو نر فہار کھا یا سہو و نفس اشک ٹوٹی تھ۔ اس میں مسکندوں کے حق خود
ازدیت کو بھی تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہم نے اس قبول کرنے سے انکار کر دیا۔
یہودی مسٹر گاندھی نے ان کی دیرینہ دوستیوں کو مسترد کر دیا۔ انہوں نے سوچا کہ یہ ایک دفعہ
عید گاہ کے لوگوں کو ہمارے لئے تسلیم کر لیا تو چہرہ پر اسے نہ تھا کہ کو بھی تسلیم کرنا پڑے۔
اس میں پاکستان کی بنیادی بنیاد پر ہے۔ اس تصور کو براگندہ اور مستند کہ
نہیں کہ یہ مسٹر گاندھی نے "ہندوستان کا نر فہار" کا نعرہ لگایا۔

اس شے قدم میں کسی جہالت کا مشورہ شامل نہیں ہے۔ نر فہار میں اس
سے جو نہ رہا۔ یہاں تک کہ مسٹر گاندھی نے اسے خیر سوزج نہیں مانا کہ اس
خصوصیت میں انہوں نے بہت سی باتیں بیان کیں۔ لیکن تمام کے ساتھ میں خود
سب سے زیادہ واضح ہیں۔

انہوں نے ایک "مہمانوں کی فریق کا دیمک" پر دربار میں کر دیا کہ
انٹیکہ بریل دی ہندوستان سے چھ نوجوانوں کو ہندو مسلم اتحاد میں رہا۔
کاٹھولیس کی شفی کر سنے کے معنی سمجھوں تو ان کے کہنے کے ہیں۔ اس پر ہندو
کہ حکومت نے کاٹھولیس کے سامنے اس کے کہنے سے اٹھ کر دیا کہ اس کو تم سے
کوئی اگست تھی۔ اس سے نہ ہی کیا جو اس کے منہ سے چلا تھا۔ بعض اوقات یہ
بھی تو ہوتا ہے کہ ان دعا دیہوں کو جو ایک دوسرے سے بہت قریب نہیں کرتے
ایک ہی عرصہ اور ایک ہی راستے پر چلنا پڑتا ہے۔

میں اس نے بھی نہیں تھا کہ اس مسکندوں کو چاہیے کہ یہ بات تو مسٹر گاندھی
بہت ہی غلط فہمی ہے کہ وہ کاٹھولیس سے بڑے نہیں ہیں۔ ان کے ہر ایک

مسلموں سے قریبی کر لینے کے بجائے دور رکھنا، اس کے چھین و داب تو اس سے
 بھی استفادے سے کر رہے ہیں کہ موطہ کو اپنے ہاتھ میں لیں اور ان کی مار کریں۔
 ان کا غریبوں اور ہندوؤں سے ہر پھٹا ہوا کہ تم نے انگریزوں سے کہا تھا کہ
 وہ ہندوستان چھوڑ دیں پھر اب یہ یوں کہتے ہیں کہ وہ تم سے معاہدہ کو اپنے ہاتھ
 میں ہلے میں؟ ان سے تم اس امر پر عاقبت کی توقع رکھتے ہو؟ کیا تم چاہتے ہو
 کہ اس مسئلہ کوئی مرضی کے خلاف غیر ملکی حکومتیں اس ملک میں مداخلت
 نافذ کریں؟

اگر ہندوؤں کے دل میں بھروسہ کرے گا ذرا بھی شہر ہوتا خود ہندوؤں
 کا یہ اختیار نہ دیتے۔

اس سے بر خلاف ہر ایک تیرہ طریقہ کار، حلقہ بندی سے واقف ہیں کہ اگر اس
 ایک ہندوؤں کی حالت سے اور منجملہ دیگر ماعتوں کے ایک ہے۔
 بالکل درست ہے کہ اگر اس ہندوؤں کی کثرت کی خاطر نہیں ہے، بل
 درست ہے کہ اس میں یہ یونین ہو کر کہ اس میں اس سلسلہ کا دوران ہوتا
 ہے اس کا جو کام اس کے موافق نہیں ہے، حکومت اس کا جواب دیتی ہے
 اس کی جگہ یہ ہے کہ اگر اس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ سمجھ کر
 ہوسکتے ہیں کہ اس کا موقع تھا اور ناممکن ہے، دفاع کے لئے اس ملک کے
 دور ۲ کوئی کرنے کے سلسلہ میں حکومت نے تمام دوسری جماعتوں کو یکساں
 قرار دیا ہے۔

یہ کسی دیندار آدمی سے کہتا ہوں کہ کیا تجویر پاکستان جس میں

مذہبوں و مسلمانوں کی زاری و منہمک ہوا کہ جس کی دوسری تین ہونے ہندوؤں
کو در ایک جوتانی مسلمانوں کو ملے۔ یہی تین بنیادیں ہیں۔ یہ تین بنیادیں
کہ تو ہم، چچہ ہندو سید کی طرح رہیں اور غصہ نہ ہو پر یہ تین کہیں
منطقوں میں ہماری اقدیمتوں کی مخالفت کر رہے اور ہم اپنے منہمکوں میں
تہا رہی اقدیمتوں کی مخالفت کریں گے۔ ان کے تین

اگرچہ یہ سب باتیں محمول حکومت مسلمانوں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کر
 میں در مسلمانوں کے حق فیصلہ کا حق ہے مگر یہ اس قدری نسبت میں ہے کہ
 جو یہ باتیں کہ وہ محمول حکومت کا مسلمانوں کے حق خود ارادیت کے
 حوالہ سے ہے۔

جواب میں مجھے بہت سی ہندوؤں سے سننے کا اتفاق ہو سچا ہوا
نہ وہ اپنی مجھ سے ملنے آئے تھے۔ میں نے غیر سیس ریشمنی سے رسائی کی
تھا۔ نہ ہندوؤں کی خدمت کیلئے کتنے عرصہ گزارا اور ہندوستان کے سرحد پر پہنچا
نے حکومت کی تھی؟

یہ کتاب اپنی کیفیت ہے۔ تقریباً ایک ہزار سال سے ہندوؤں سے لگ
لگائی قبل ذکر شدہ حکومت میں کی ہے۔ ہمارے جو بزرگ ہندو مت پر ترقی
ہندوستان کو دیکھ رہے ہیں۔ جس کو اپنی حکومت کو علم کر سکتے ہیں۔ میں
میں سے پہلے کی کہ وہ حریں نہ سناں کیاں ایسا علم تو مناسب ہے وہ ہندو
سے سنا سہ ملک کو تہی ہندو مت ہے۔

میں کہیں مٹوں یہ نہیں جوتھانی ہے۔ اور میری ایک جوتھانی نہ مدد نہ کرے

مجھے اپنی اسلامی تاریخ کی روشنی میں اپنی روایات، اپنی اقدار اور اپنی زندگی
برقرار رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے دو۔ اور تم بھی اپنے منقولوں میں ہی کہو
نعمتِ کچھین کو اس طرح ہم امن کے ساتھ مر بسر کریں۔

سین بدیخی سے سند قیادت کا مطلع نظر سے نہ مسکن، اس کے ساتھ
بھگت، جو میں اور یک نامی اقلیت کی طرح ان کے زیر افسوس میں، ہم سوہنہ
نہیں رہیں گے۔ ہماری عام مسلم آرٹھری کی جو میرا اسی بیاد پرستہ ملک
کے مسکن، ان میں تعریفوں کے سے ایک قدم میں، ان کے تحسین، دینی رہا ہیں
دوسرے روشنی سے کواقلیت نہیں ہا جاتا۔ اس لئے یہاں کسی رعایت، بھگو
یہ تعلقات کہ سول ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ مسکنوں کے پیش قدمی تر
خود راہیت، سول ہے کہ اس ذیل بر غظم میں بہتہ والی ایک قوم جو ملت
کی حیثیت سے ان معنوں میں جہاں وہ اکثریت میں ہیں اپنی میر ستہ نہیں
نہیں ہیں، ہم اس حقیقت نفس، ہماری پرکون مصداقت نہیں کر سکتے۔ ہر کو
تردینہ، جو ہر میں اس کے لئے ہوا۔ اگر تم مجھ سے ایک اقلیت و شیب سے غم
کر کے نہ ہو، تو حقیقت میں ہو سکتا۔ ہم ایک قوم میں تو ہر اپنے سبب ہا حیدر
ہم کو ہا جانیے۔

نہیں ہوتے ہیں، یہ مسکن، عہدہ کے بعد، وہ جو عمل سے پہلے ہوتے
تو ہیں، اس کے لئے اس کے لئے جو ہر میں ہوتے ہیں، وہ ہیں کوئی قدر
نہیں ہو، ہر اس کے لئے اس کے لئے وہ ہیں کوئی قدر نہیں
ہو، ہر اس کے لئے اس کے لئے وہ ہیں کوئی قدر نہیں
ہو، ہر اس کے لئے اس کے لئے وہ ہیں کوئی قدر نہیں

ہمیں ہندوستان کو دفع سے بڑا تعلق نہ رہے کیونکہ ہم نے ہرگز اس
 اہل و عیال نہیں ہیں، امریکی جہاز اور انڈین پوسٹ ہندوستان کو جاسکتے ہیں
 لیکن میرے ہوتے ہیں سب سے سارے، یہ امریکی حالتوں کے طریقوں سے بھی
 زیادہ متاثر ہو گئے۔

ہرگز مسلم ہندوستان کسی عارضی حکومت میں قیام نہ کر سکتا ہے
 نہیں کیونکہ وہی نسبت سے ضروری حقہ یا غرضتیں ہرگز اس سے تجاوز نہ کر سکتی
 ہیں اور ہرگز اس کے اندازہ کرتے رہتے ہیں۔ ایک طرف راجہ دیناں اور سارنوں
 کے بار بھیتیں ہیں اور دوسری طرف بیرونی ممالک سے آمد نہیں ہوتی ہے۔
 جنس شنی میں یہ چوتھے میں کہ فرض کیے بغیر تیرے اندازہ کر کے ختم
 نہ ہو جائیں اور اس اندازہ میں کہ مطالبات سیم کرنے تو ہمارا کیا مشورہ؟
 اس کا جواب یہ ہے کہ اگر برطانوی حکومت اس قومی عہدہ کو قرار دے اور انہیں نیچے
 دیکھیں کہ ان کے رحم و کرم پر ڈال دے تو یہ یقین نہیں کہ اگر نہ متحد
 اور حق رہے تو چھ دنوں کے بعد بھی ہمارے پاس نہیں بٹا سکتے غرضتیں اب
 اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ یہی حکومت نہ کر سکتی۔

چین و سرکاری قدر و طاقت بھی کوئی ایسا نہ ہو کہ ہندوستان کو
 جس میں مسلم قدر کو قربان کیا گیا ہو لیکن اگر متحدہ ہندوستان کو ہمارے عملی
 کاروبار سے نہیں تو یہ دھڑا ایک حقیر بڑ بھی ثابت ہو گا۔
 ان غیر ملکی سرمایہ داروں کے ہوتے ہیں کہ ان کے ہاتھ میں ہندوستان کی
 راج و چارہ جارح ہو گا، ہر ملک کے عہدہ نگاروں میں رہنے والے ہیں کہ انہیں

س کو مغفوت و مظلّم بنا کر رکھ دیں گے (فک شگفت غریب) کیونکہ میں محنت و سہم
 کر سہا ہمارے لئے انتہائی اندوہ انگ سنگین نتائج کا موجب ہو گا۔ اور اس فاسقانہ
 قدم سے ذیلی بر اعظم کے دس کروڑ مسلمانوں کا مستقبل تیرہ دنار میں چلے گا اور
 ان کی آزادی پر خط قسح کھینچ جائے گا۔

استاد، اتحاد اور عظیم کو اپنا اصول بنانے کی میں نے زشتہ مرتبہ پہل
 کی تھی۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو۔ اور اپنی متاع عزیز اس پیش پانڈت
 اسلامی کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو اب اور اسی وقت اس کا ہمد کرو، اور کام
 کا آغاز کرو۔ ورنہ کسے ہی جو دھرم لیگ کو منظم کر دو۔ یہی تمہارے آخری موقع
 ہیں اور یہی تمہارے آخری اقدامی اسلحہ بھی ہیں جو تم بنا سکتے ہو۔ غرض
 مسلمانہ تان میں ایک حیرت انگیز تبدیلی ہو گئی ہے۔ اگر تم میں بے فہمی،
 بے تاملان، بندہ خدمت اور مل جل کر کام کرنے کی صفات پیدا ہو جائیں تو
 اس رہنمائی کی طاقت نہیں دبا سکتی (فک شکاف غریب)

قائد اعظم

کی تقریر جو آپ نے اعلیٰ اندیا مسلم لیگ کو سنل کے بعد من منعقد دہلی میں
۱۰ نومبر ۱۹۳۱ء کو ارشاد فرمائی۔

معزز حضرت، اپنی اس کے اجازت کے بعد آج ہم پھر وہاں جمع ہوئے ہیں۔
اس وقت سے اب تک ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں بہت سے واقعات ہو
چکے ہیں۔ میں انچھٹے غور سے اس بار میں سوچتا ہوں کہ ہندوستان
ہندوستان کے یہی صورت پر۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان تمام واقعات کو جو
ہندوستان میں ہوئے انکو دیکھتے رہے ہوں گے۔

ہندوستان کی منظر جماعت جس کا قمر کام ہمارا ہے۔ جس میں ہم نے متعلق
نہایت ہی زیادہ مرکہ چین، تبت، اور دوسرے ملک میں مسلمانوں کے متعلق
نقطہ بھی پیدا نہ ہو، اپنے بزرگیند میں مدد رہی۔ باشندگان مرکہ ہمارے
متعلق بہت کم معلومات گئے ہیں۔ رسم یک کے متعلق غلط خیالات پیدا نہ ہو
سے غور پر پیمہ امر ہے۔ یا تو ہمارے مقصد سمجھ ہی نہیں سکتے۔ غلط
بیان کیا جاتا ہے۔ یا ہم ہمیں ہندوستان میں برہمنی حکومت کا بحوث و
آزادی و خود مختاری کے درمیان حائل ہو سکتا ہے یا جاتا ہے۔

جو لوگ ہندوستان میں جوتے تھے واقعات اور ان کے اسباب پر صحیح طور سے غور کر رہے ہیں، ان کے نزدیک ہمارے تعلق یہ لازم ہے کہ ہم آزادی میں صدرا دیشہ ہو گئے ہیں، نہ صرف شرمناک بلکہ سرسبز دروغ شہہ۔ اس زمانہ میں پراپیٹڈ کے یہودیہ طریقے زندگی ہم لوگوں کو توں غلتہ بھی میں بند کرتے ہیں۔ مسلم لیگ کی پوزیشن قرار داری میں وسیع کردہ حق ی تھی۔ اس میں کیا شک و شبہ ہے کہ اس میں ایک قوم ہیں۔ در شمال مغرب اور شرقی صوبے میں جہاں دیو دیو باش رکھتے ہیں ان کی تعداد درست کر دے کہ نہیں۔ تمدن و فنون میں خود مختار ریاستیں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور سی سیٹائین و ہونڈر تسلیم نہیں کرتے کہ جو ہندوستان میں مرکزی جمہوری حکومت پر مبنی ہو۔ ہندوستان کبھی ایک نہ تھا۔ ایک قوم نہ تھا اور ایک ملک نہ تھا۔ وہ اس برس کی ایک طاقت نہ تھی ہندو شیعری حکومت نہیں۔

یہ ایک جدید و بڑا عظیم ہے جس میں مختلف قوم و قومیں آپس میں تاریخ تیار ہے کہ کبھی کسی ایک طاقت نے پورے ملک پر حکومت نہیں کی اور اس زمانہ میں بھی جب کہ برطانیہ آئینی طور سے اس پر حکمران ہے، یہ ہندوستان برطانوی نہیں۔ ہندوستان کی انتظامی وحدت برطانیہ کی پیدا کردہ ہے۔ یہاں پر حکومت جو ۱۵۰ یا ۶۰ سال سے یہاں قائم ہے، عوام کی نظروں کے سامنے نہیں یہ ایک جمہوری نظام ہے جسے عمل نظام پر مدگرد ہے (تاریخ)۔ یہ نئی سنگینوں کی حمایت حاصل ہے عوام میں اتناں رہا ووں میں یہاں سے غور پیدا ہو چکا ہے۔ ہم اپنی آزادی کے لیے میں ہمارے سرزمین

کے خود مالک بننا چاہتے اور برف نوزی اقتدار کو خیر باد کہنا چاہتے ہیں تاہم
ہماری تجویز پاکستان ہندوستان کی آزادی اور خود مختاری کا دہ چھ سہا۔ ایر
زور تالیاں، ہماری تجویز کا مطلب وضع ہے، درمیں نہیں جو نہ کہ اس کے
متعلق کس وجہ سے غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ ہم ہندوستان کا تین چوتھائی ہندو
کو دیتا چاہتے ہیں جو غالباً دس اسیسین کے برابر باقی تمام ملک سے بڑھے۔
اور اس کی آبادی ۲۵ کروڑ ہے۔

ہم نے اپنی تجویز میں واضح کر دیا ہے کہ ہم اپنے علاقوں میں آزادی اور
خود مختاری سے رہو اور ہم اپنے علاقوں میں اپنی حکومت کریں۔ ایسا معبود
ہوتا ہے کہ ہندو و دیگر رہن یہ ہے کہ تین چوتھائی تو پہلے ہی نہ
قبضہ میں ہے۔ اب باقی اٹھ سے مسلمانوں کو کیونکر فوج کیا جا سکتا ہے۔ یہ
ہے ان کا منصوبہ۔ یہ ہے ان کی مخفی غرض جو مختلف تجویز کے پتے پر
اب تک ہمارے سامنے آتی رہی ہے۔ ان کی ہر تجویز میں کہہ رہے
— قومی حکومت۔ لیکن کس کی قومی حکومت؟ ہندوؤں کی توڑ حکومت
— اکثریت کی حکومت جو خمس و پنج آئین کے رو برو جو بددہ ہو۔

یہ آج کل کے خدشات ہیں اور ان سب کی غرض و نیت یہ ہے کہ
مسلمانوں کو قلمبست کی حیثیت سے جھک جائے اندھنہ راج تسلیم کر لینا چاہیے نہ
یہی بات ہے جسے مسلمان برسر تسلیم نہیں کریں گے ورنہ اس

ہم پرانے زمانے میں زندگیاں بسر نہیں کر رہے۔ آج موت و حیات
کی شمس بھر ہی ہے۔ ہندوستان کی سرحدوں کو شدید خطرات کا سامنا ہے۔

تقدیقِ خور سے بر ذی ہوش ہندوستانی اس اقدام میں مسرت محسوس کر چکا کہ
تمام دہاکل سے حمد آندول کی مزاحمت کی جائے۔ ہمارے امر کی دوست امریکہ
جاسکتے ہیں اور بلذی دوست، نگہبان جاسکتے ہیں لیکن میں کہاں جاؤں؟
اس سے دوسروں کی نسبت اس سرزمین کے تحفظ سے مجھے زیادہ اہمیت ہے۔
اسی وجہ سے ہم نے انگریزوں اور دوسری پٹیوں سے کہنا تھا کہ سید ہول کا
حق خود بدیت نسیم کر لو و سید خوں کی رائے، سید جو سید لہ کرے مان لو۔
سید سید لہ کی رائے، مہمندو تن کو تقسیم کرنے کے حق میں اور حمد گانہ
سید یہ ستوں کا مطالبہ کرے تو تمام پٹیوں کو فنا مندی سے اس مطالبہ پر
عمل کر ہوئے کہ بعد کر پٹی پٹی ہے۔ اگر ہمیں بخیرہ اور ہندو مندہ طریقہ اس
بات کا عقیدہ دلایا جائے تو ہم نہ سرنہ یہ کہ بتد کی حکومت کے قیام میں مشغول
پیدا نہیں کریں گے بلکہ مدوی حقوق کی بنیاد، قیامت کی بنیاد ہے۔
اس امر کی پوری کوشش کریں گے کہ تمام ہندوستانی تختیارات و منی حکومت
کو مستقل کر دیا جائے۔

اب تک ہندوستانیوں نے ہمارے مطالبات پر بھی قسم کھائی
جو بدلیے ہیں۔ ابھی وہ کسی غیر ملکی طاقت سے پناہ کرتے ہیں کبھی کسی سے۔
لیکن یہ وہی تو مسے ہیں کرنے کا فیائدہ؟ کیا وہ غیر ملکی طاقت سے پناہ
برائے ہمیں کہ وہ حکومت چھوڑے گی؟

اس سبب ہم حکومت و مصلحہ دو تہی پارٹیاں ہندو و مسلمان
میں مادیہ شیعہ نہیں کر قیامتوں کے حقوق غرضہ زکروں سے ہیں گے

اتفاق نہ ہو تو یہ بھی مرتب کی جائے گی اس میں قبضوں کے حقوق
درمندانہ طور پر رکھے جائیں گے۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ نندوں کے صاحب فائدہ توں میں ایک تباہی
یہ ہو رہی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ جموں میں گئے ہیں۔ دستوں
کی طرح بیٹھ کر اپنے اپنے حصے بات بات دلی سے پیش کر دینے پر نہیں
اور یہ دیکھنا چاہیے کہ ہر ایک کا نقصان کیا ہو گئے۔ ہمیں امید کرنی چاہیے
کہ بریاء جذبہ برادری کے رائے گا۔ لیکن اس اثنا میں ہم کوئی قدم نہیں کر سکتے
جس تک برطانوی حکومت کے ساتھ رویہ کا حلقہ ہے ہم کو اس کی
قدرت کی حمایت نہیں کر سکتے نہ صرف اس وجہ سے کہ اس کو روئے نہ ہو
میں میں جو مذہب بلکہ اس روئے سے بھی کہ اس نے بڑے بڑے بے جا
نوسہ کھائے ایک ایسی تحریک شروع کی۔ یہاں جو سب سے زیادہ سبب ہے
غریبوں کے تلافی ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہندو ایک حقیقت ہیں کہ
ان کو کشتی کے در اس پالیسی کو قبول کرنا چاہیے۔

برہمن کی روش بھی عجیب و غریب ہے۔ یہ کہہ رہا ہے کہ ہندو
بے معنی و ناقابل قبول مطالبہ پیش کر رہے ہیں۔ اس سے بڑی کمزوری
غزالی ہے۔ اور اس کو یہ کہہ رہا ہے کہ ہندو ایک حقیقت ہیں کہ
یہ سخت غمی ہے۔ لیکن کوئی غلط کر سکتا ہے۔ وقت گزرتا جا رہا ہے۔
ہندو اس میں غور نہیں۔ ہمارے میدان ہے۔ جب تک ہمارے ہاں نہیں
برطانوی حکومت جو سب سے بڑی غمی کر سکتی ہے وہ وہاں رہتی رہتی رہتی

کی یا لمیسی کا اختیار کرنا ہے۔

میں کہتا ہوں، ٹھٹھوار کچھ کر دو۔ سو فیصد ہی نہیں، نوے فیصد ہی۔
 نوے فیصد ہی نہیں تو سستی تو سستی ہی۔ بہر حال کچھ کر دو۔ برطانیہ جس
 قدر جبر اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے گا اتنا ہی بہتر ہو گا۔ بہتر یہی ہے کہ
 مسلم مطالبات کو فوراً تسلیم کر لیا جائے۔ جو ہندوؤں کے لئے بھی منصفانہ
 ہیں اور مسلمانوں کے واسطے ایسی۔ مسلم مطالبات کو منظور کر کے برطانیہ نہ
 صرف ہندوستان بکس رہی دنیا پر واضح کر سکتا ہے۔ وہ ہندوستان کو
 جلد سے جلد آزادی دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ہم نے عزیزی جرمائوں کے متعلق ایک قرارداد منظور کی ہے۔ مجھے
 بتایا یا ہے کہ عزیزی جو وہ نئے سماج پر بھی گئے سے حال تک حکومت ہند
 و حکومت برصغیر نے تسلیم کر لیا ہے کہ مسلمانوں میں تحریک سے الگ تھلک
 رہے ہیں اس موقع پر مل فوڈ کو مبارکباد دیتے ہوئے یہ انہوں نے مسلمانوں
 کی ہدایت پر عمل کیا۔ ادواب اس میں ہی شک و شبہ کی بجائے باقی نہیں رہے
 مسلمان کہ اگر میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی پالیسی اور پروگرام میں
 کرتے۔

ہم جانتے ہیں کہ حکومت ہند کی انتظامی مشینیں درجہ کیچڑ رہ گئی ہیں۔
 بہر حال میں اس میں کمیٹ فرم سے وزیروں و حکومت ہند وہ جو رہا ہے تو
 کہ وہ میں معاملہ میں پوری قیادت سے کام لیں۔ رہا فی جبرائیل معاملہ
 سے متعلق رہے جو آپس جو لیکھ کن ہیں۔ یہ مسئلہ اور کتنا زیادہ

چاہئے۔

کشمیر سے زخمی شدہ اطلاعات بہت خفنگ ہیں۔ ایک قرارداد کشمیر کے تعلق میں ہے۔ جہاں تک قزاقوں کا تعلق ہے حکومت سے اب تک کوئی مقصد نہیں کرنا چاہتا۔ کچھ قیدی ہیں کہ حکومت اس امر کا خیر رکھے تاکہ یہ سلسلہ قسطنطنیہ میں بطور پر طے ہو جائے۔

مسلمانوں میں سلسلہ حج کے متعلق بھی بڑی تشویش پھیل چکی ہے۔ حکومت سے متعلقہ چوچا لیا ہے کہ حج کا راستہ کھلیوں میں نہیں رہا جاتا۔ یہاں چاکلیٹی کے نمبر بن موجد ہیں جو تفصیلات بین کریں گے۔ دوسرے مسلمانوں کا کہنا ہے۔ مجلس عامہ نے کل اس مسئلہ پر غور و خوض کیا ہے اور اسے ایک ذمہ داری کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ مجلس عامہ سرکشی کے مقصد کا تشدد کرے گی۔

جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے گزشتہ برس کے جلسوں کے بعد اب تک مسلم لیگ نے ہندوستان بھر میں بہت ترقی کی ہے جو نہ ایک چوبیس فیصد کمیٹی قائم کی ہے جس نے وہاں میں ۱۴۰۰ کمیٹی کی مسافت طے کی۔ اس کا مقصد مسلمانوں کو تنظیم کرنا تھا کسی ساز و بہت نہ آئی کے تھے نہیں اس خیال سے کہ شاید میں کوئی بڑا کام کر سکتا ہوں بیرونی عناصر میں مقصد ہر روزی کریں۔ مسلمانوں سے بڑھ کر کہا گیا ہے کہ زندگی بھر جان و مال اور آزادی و حفاظت کے لئے نظم ہو جائیں ورنہ اس کا یہ مقصد بڑھ کر کہ مسلمان غیر مسلموں کو کوئی مدد نہ دیں۔

ہماری بیچ سارہ سیکر ختم ہو چکی۔ اس کے لئے مسلمانوں سے روپیہ
 کی درخواست نہیں کی گئی تھی۔ آپ اس امر سے متفق ہوں گے کہ بیچ سارہ
 سکیم کامیاب رہی۔ آج ہزاروں اور کھوں نہیں کہ وڈوں مسلمان سلم
 بک کے جھنڈے تلے جمع ہو چکے ہیں۔ میں نے ان غیر ملکی نامہ نگاروں
 اور انگریزوں سے جو ہندوستان کے مختلف حصوں میں گشت کر چکے ہیں،
 سنا ہے کہ ہم جہاں سنے مسلمانوں کو مسلم لیگ کا نام پرایا۔ آپ نے مسلم لیگ
 کو اس طرح منظم کیا ہے کہ اسکی تاریخ ہندوستان میں نہیں مل سکتی۔ اب آپ
 صاف رسد ہمارے سامنے ہے اور یہ راستہ نا اعلیٰ یا متہ مسلموں کے
 لئے بھی صاف کیا جا رہا ہے۔ ہمارا مقصد احیاءِ دین و تمدن ہے اور
 ہمیں اس کے حصول کے متعلق ذرا بھی شک و شبہ نہیں۔ ہم آہستہ آہستہ
 حقیقہ کے ساتھ سزاں نفیوں کی جانب بڑھ رہے ہیں۔

اس بڑے اور سے کو چلانے کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ وہ
 میں اس کے لئے پیل کر چکا ہوں۔ میں نے اس کے لئے اعلان کیا تھا کہ
 معنی حضرات براہ راست میرے نام روپیہ بھیجیں۔ کٹر لوگوں کے لئے
 مشکل تھا لیکن اس کے باوجود چار لاکھ روپیہ جو چاہئے ہے۔ حالانکہ اس
 زور نہیں دیا اور نہ کسی کو ترغیب دی گئی۔

ہم نے ایک اعلیٰ درجہ کا انگریزی اخبار بھی جاری کر دیا ہے۔
 ابھی عمر میں چند ہفتوں سے زیادہ نہیں۔ ابھی اس کی وہ شن نہیں ہے۔
 جو ہم دینے پڑتے ہیں، پھر بھی ان اخباروں سے مقدّم تر ہے۔ جو

پچیس۔یس سے جاری ہیں۔ کچھ وقت گزرنے پر یہی اخبار ہندوستان
 کے بہت سے ممتاز اخباروں سے بڑھ جائے گا۔ اس کے مصارف کو
 مسیم لیگ فنڈ سے کچھ تعلق نہیں۔ یہ صرف دو یا تین افراد کی کوششوں
 کا ثمرہ ہے۔

یہ اخبار دائمی وقت ہے۔

(پُر زور تالیفیں)

قائد اعظم

کی تقریر جو آپ نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن میں کی۔ بدھ سہ
۲۲ جنوری ۱۹۴۷ء کو ارشاد فرمائی۔

۱۔ جو بدوہ تعل کو رد کر کے اختیار مسرگاندھی وریکٹری
 زعم ۲۔ ہے۔ اگر۔ نہ کہ کوئی حقیقی خواہش انہیں ہے تو ہمار
 مرد برکاتی ہو سکتا ہے۔ یہ کہ ہے کہ میں بحیثیت صدر مسلم لیگ
 کے رہا ہوں۔ کو پہلے یہ نور احمد ٹری قادیان کو جیل سے رہائی دوز
 ۳۔ اس سبب اور قدر افزا ہر جگہ اردو گاہ۔ لیکن دیکھیں یہ ہے کہ ملک
 جو نہ مانا گیا ہے۔

۴۔ ٹریس دور دست و دور درازی ہند سے تعلق سے گزشتہ
 ۵۔ بہت بڑا ہوا ہے۔ مسرگاندھی نے ۱۹۴۷ میں یہ بتایا
 ۶۔ یہ کہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہے کہ
 ۷۔ یہ کہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہے کہ
 ۸۔ یہ کہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہے کہ

فرقہ دارانہ سمجھوتہ کے بعد دوران جنگ میں اگر کسی
آغا کر دیا جائے تو یہ خانہ جنگی کی شکل اختیار کرے گا۔
کو: خوب دینے کے سوا فہم ہوگا۔

الغرض مسٹر گاندھی نے اس پر زور دیا تھا کہ ہندو
آزادی کبھی نہیں مل سکتی کیا اب مسٹر گاندھی کا گنہ یہ ہے کہ وہ
سے کسی جمہوریت کے بغیر ہی وہ آزادی حاصل کر لیں گے۔
گاندھی کے قول کے مطابق خود کشی کے مترادف ہے۔

صحیح ہے کہ ہندو تعداد میں ایک چوتھائی ہیں لیکن سرحد و
گرن کو کام نہیں چھوڑ سکتے اس پر غور میں ہندو ایک مافوق قومی ہیں۔
کوئی دوسرا یہ طرز عمل بالکل صاف ہے۔ مسٹر گاندھی اور کانگریس
کہ وہ ہندوئی حکومت کو جیتنے کے لئے کافی ہیں تاکہ حکومت ہندو
مسلمانوں کے بہترین و درمیان غارت و پامال کر دے۔ مسلمان
مذہب کے لئے کا قصور ہوئے ہیں کہ درجہ نہیں ہے۔

ہندو مذہب کا خلیفہ گاندھی کی مشقی ہے۔ ہندو کو پادری کے
کوشش میں رہتی رہتے ہیں۔ ہندو مذہب کی آزادی و خود مختاری
چاہتوں کو آپ کے ساتھ مل کر دے گا آپ غور کریں تو آپ کے ہندو
کریں گے۔

معتد فتنے مسلمانوں کو تھا۔ نظر انداز کر کے حکومت کو نظر نہ
سے دھمکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کچھ یقین ہے کہ ہندو مذہب

حکومت سے گو ان کی مینہ حکمت علم پر نہیں ہے۔ لیکن وہ چاہتے ہیں
 ہیں کہ گھر تو ملک میں رہیں۔ وہ سرحدوں کو فری آنے والے ہیں۔
 آج کل کی حالت میں یہ سب ممکن نہیں ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت

کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت

کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت

کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت
 کے اہل میں سے وہ رہیں۔ تو یہ سب ممکن ہے۔ لیکن اگر حکومت

ہندو اور مسلم دونوں قوم کے ذرائع سے وہ جانتا تھا کہ دونوں اقوام پر
ایسے حکومت کرنی ہے۔ اس کی اپنی ایک مخصوص مطلق العنان حکومت تھی۔
اور یہ کوئی طرز حکومت ہی نہیں ہے۔ یہ کسی بنیادی اصول پر مبنی نہیں ہے۔
کبھی تو وہ ہندوؤں کی دھڑائی کرتا اور کبھی مسلمانوں کی۔ فوجی اور غیر فوجی
ظلم و ستم کے لئے مختلف قوموں سے وہ اپنے وزراء کو نامزد کرتا تھا۔
جس کا کوئی تناسب یا قاعدہ مقرر نہ تھا۔ اگر کسی حکومت کو ہندوؤں نے
کبھی نئی حکومت نہیں سمجھا اور اس میں ملایاقت اور ہم آہنگی پیدا کرنے
کی جی کوشش نہیں کی۔ ملک میں اگر کبھی ہندوؤں یا مسلمانوں نے
کوئی فتویش برپا کی تو وہ سبھی ہندو یا مسلمان وزیر کے ذریعہ سے فرو
کرنا۔ پس سبھی قسم کی حکومت کو وہ اسٹراپیجری اس ملک میں نافذ کرنا چاہتے
ہیں۔

نقدہ ہندوستان سے جتنی بھی ہیں کہ اس میں عوام کی کوئی آزادی نہ تھی
صرف حکمران اپنی شاہانہ چالوں سے خود کو بڑے سے حکومت کرتے رہیں گے۔
یہی طرز حکومت اس وقت ہندوستان میں نافذ ہے۔ وزیر بڑی چاہتے
ہیں۔ اس سلسلہ کو دور دراز کیا جائے۔
وہ سبھی کے لئے۔ وہ بار بار پری کے بدن زمانہ نوٹن کا ایک نقش
موجود ہے اس میں ہندو، مسلمان پارسی، سکھ سبھی ہیں اور ان کو دوسرے
سے اپنی کار جرنی کے لئے نامزد کیا ہے۔

ادھر سٹراپیجری تاریخ ہند پر تحقیقی کام کرنے میں مصروف تھے وہ نقد

ہندوستان کو یقین کر رہے تھے اور ادھر لارڈ الٹھنگو وائسرائے ہند نے یہاں
سات سال گزارنے کے بعد دفعتاً انکشاف کیا کہ ہندوستان ایک جغرافیہ و ملت
ہے۔ کوئی سمجھدار آدمی اس سے کس نتیجہ پر پہنچے گا۔ پھر اس پر ستر ادیب کہ ہند
مہا سمجھ اکھنڈ ہندوستان کی قرارداد کا پیور کو برطانیہ قدامت پرستوں کی خدمت
میں سال نو کے تحفہ کے طور پر پیش کرتی ہے۔ ان حالات میں آپ ہی بتائیے
کہ میں اس بینہ تعطل کو کس طرح ختم کر سکتا ہوں۔ اگست سے اب تک کانٹرس
کے طرز عمل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ہر چیز کے بہت سے کانٹریس جن میں
تھے تاہم سب کے سب توجہ میں نہیں تھے ہندو پر اس توجہ میں نہیں تھے۔
تو اس ذہنی تبدیلی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ دوران کے پیش نظر
کوئی تبدیلی بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ کانٹریس کے اس موفقت کو
سنت سے حمایت کی جائے جو اگست کی قرارداد سے پیدا ہوا ہے اور
ہندوستان بھانے بس نہائی جو حاتم انداز میں توثیق کی ہے۔
کہ سیمینٹ طبع، شوہر کی ہوئی جماعت موجود ہیں نہ ہندو فہم و دے
کی ایک ایسی نئی روح جو جماعت جس کے پاس موجودہ تعطل کو ختم کرنے کی
کوئی تجویز ہو، یہ کوئی بیجا صاحب الزائے ہے جو نہی قدر و قیمت دلاست
جو در کوئی پس تجویز پیش کرنے کا عجز جو جس سے یہ غلط ہو جائے کہ اب
ذہنی تبدیلی ہو چکی ہے۔ در گفت و شنید کے ذریعہ اسلامی ہند اور
مسلم ایک سے سمجھوتہ کرنے کی تہا پیدا ہو چکی ہے،
اب اگر آپ سائے موقوف کا بخیر یہ کہ آپ کو معلوم ہو کہ موجود

تھقل کو دور کرتے کیا اختیار مسٹر اندھی اور کانگریس کے مانتھوں میں ہے۔
 وہ ذہنی تبدیلی کے ذریعے اشارے سے نہ کیا کر سکتے ہیں۔
 وہ انسانی رجحان پر جو کچھ سبب منسوب کیا گیا تھا، نقص قدر انسانی بہرہ جیب
 پر ہوتا ہے۔ جیسے جیسے وہی کامیاب ہے وہی اختیار نہیں ہے۔ پھر میں یہاں سے دور
 ہوں۔ خیر، ان کے مافوق؟

سب سے پہلے ان کے دل میں جو کچھ ہے، اس کو وہ بھی سمجھ سکتے ہیں۔
 یہ سب سے پہلے ان کے دل میں اس کی معافی اور صحت میں ہے۔
 یہ سب سے پہلے ان کے دل میں اس کی معافی اور صحت میں ہے۔
 یہ سب سے پہلے ان کے دل میں اس کی معافی اور صحت میں ہے۔

1913

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

حضرات! میں مسلم طلباء کو بدایت کروں گا کہ وہ سیاسیات کا نہایت ہی غور سے
 مطالعہ کریں۔ سیاست تہذیبی تعلیم کا ایک حصہ ہے جس میں ہمیں متنبہ رہنا چاہیے۔
 کہ تہذیبی سیاسی بیداری و رجحان کے راستے میں چند شخصیات کی اور حکومت
 کی طرف سے روکاؤٹ پیدا کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ مجھے یقین ہے کہ تہذیبی
 شعور و رازانہ فکر کو کوشش ملک کے اندر ایک غلاب برپا کر سکتی ہے۔ آپ
 اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔ آپ اپنی مفتوں اور روکاؤٹوں کے وہ نہیں رہیں
 جو بیٹے۔ مجاہدوں کی طرح اپنے عزم و استقلال کے ہتھوڑے سے ہتھیار
 کو یزید و یزید رد۔ تمہاری بیعتیں جاری رہیں۔ آگے بڑھو۔ نتیجہ و
 نفرت تمہارے قدم چومنے کے لئے بیتاب ہے۔

آپ کے پاس میں ہرگز نہیں کر سکتا۔ دل شہرت حاصل ہوئی کہ آپ
 اپنی جماعت کے اندر تمام طبقوں کے درمیان اتحاد و تعاون و یقین کا حس
 رکھتے ہیں۔ صرف آپ ہی کو اپنے عہد کے کام کی روش کے خلاف نہایت

نہیں بلکہ اس قسم کی شکایات دوسرے مقامات کے لوگوں کو بھی ہیں۔ ہر صوبہ میں عوام
حکام کے رویہ سے نالاں ہیں۔ اگر آپ منظم اور متحد ہو کر اپنی شکایات اور
مطالبات کو پیش کریں گے تو یقیناً بہتر نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔ اور حکومت آپ
کے مطالبات سننے پر مجبور ہو سکتی ہے۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ بلوچستان کروٹ لے رہا ہے۔ بلوچستان کی نیم سیاسی
اور فوجی حکومت کے نظم و نسق کو بدلنے کے لئے عوام میں بیداری کی لہر اوجھڑ
دھڑکی اٹھ رہی ہے۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو یقین
دلاتا ہوں کہ آپ کی بیداری، آپ کی جدوجہد، آپ کی یکجہتی اور عزم و استقلال
سے اس صوبہ کے نظام میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ اس کے لئے یہ ضروری
ہے کہ آپ اپنی جدوجہد آزادی میں صبر و استقلال کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑنے
نہ دیں خواہ حالات کتنے ہی اشتعال انگیز کھول نہ ہوں۔

میں بہت ہی خوش ہوا ہوں کہ آپ ہندوستان کے سیاسی معاملات سے
دہری پوری دلچسپی اور دل رکھتے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آئندہ قریب
ہندوستان کی سیاست کا ایک نہایت اہم مرحلہ ہو گئے۔ یہ وقت بہت بڑی مہم
کا ہے۔ یہ آخری اور فیصلہ کن آزمائش ہے۔ ان انتخابات سے بہت سی گتھیاں
و بستہ ہیں جن کے نتائج کے بدلے ہو جائیں گی۔ ان انتخابات ہی سے ہمیں بتانا
ہوگا کہ مسلمان پاکستان چاہتے ہیں۔ یا کانگریس کے اکھنڈ ہندوستان کے حامی ہیں۔
ہمارے بزرگ مدد لیے یہ بھی ہے کہ انتخابات آزادانہ چھوٹے چاہئیں اور کسی قسم کا
سرکاری دباؤ یا اثر و متحمل نہ کیا جائے۔ ہم کانگریس کے مقابلے میں نمایاں کمزورتی

سے کامیاب و کامران ہو گئے۔ کانگریس کے ساتھ چند مسلمان ہیں۔ وہ گنتی کے مسلمان
 ہیں۔ کانگریس ان کے ذریعہ ملت اسلامیہ کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کر رہی
 ہے۔ کانگریس کے پاس دولت ہے۔ کانگریس کے پاس مضبوط و درلخت قوتیں ہیں۔
 لیکن ہم اسے ساتھ خدا ہے۔ اللہ ہم پر غوثی مافوقی قوتوں کے مقابلہ میں کامیاب
 ہو گئے۔ غرور ہائے تکبر!

پنجاب میں ایک طاقت خفیہ طور پر ہے۔ خلاف کوشاں ہے۔ مجھے یکنے میں
 کوئی شک نہیں کہ پنجاب کا گورنر سٹرنگھنسٹی یونیٹسٹ پارٹی کی حمایت میں سسرانہ
 کوشش دینے کی پوری کوشش کریگا۔ انکی طرف سے ہر وہ کارروائی کی جائے گی جس سے
 مسلم لیگ کو کام بنایا جاسکے۔ میں یہ انگ دہاں اعلان کرتا ہوں کہ لوگڑی کی
 پروردہ یونیٹسٹ پارٹی کی طاقت کو پنجاب میں توڑ کر رکھ دیں گے ورنہ اس نے
 فتح و فخر کا یہ ہم اڑتی ہوئی مافوقی قوتوں کے گرد اس سے جبریلکی الغریب تکبیر
 پڑے گی جو ہر ملل ہندوستان پروردہ ہیں اس امر کا اعتراف کیا ہے۔
 ”سٹرنگھنسٹی کانگریس تحریک کے مسلمان باطل ملک غائب ہے۔ یہیں خوش مول
 اہول حقیقت کا اعتراف کر لیا ہے۔ مسلمانوں نے سٹرنگھنسٹی سے لیکر سٹرنگھنسٹی تک سڑی
 کی جدوجہد میں نمایاں فتویٰ۔ قند نہدی صیبتیں چھبیں۔ گویوں کا ناس نہ بنے۔ عرق
 وہ پھر ہنس کی سڑا میں پائیں۔ لیکن آج میں فخر کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ مسلمان
 کی ہر ذلت کے مقابلے میں مسلمان سٹرنگھنسٹی کی تحریک سے بالکل ایک ہے۔ ورنہ
 سترتابت کر دے کہ مسلمان لیگ ان کی نمائندہ طاقت ہے۔ پروردہ ہیں۔

قائد اعظم

ی قدر جو آپ نے جیسے پیشواریں میں رہ کر میراث کو
برقرار فرمائی۔

معزز حضرات! سب سے پہلی بات جو آتے ہی مجھے آپ سے کہنی ہے
 وہ یہ ہے کہ آپ انتہی بات میں مسد یک کو ووٹ دیں۔ یہاں مسلمانوں کی کو
 نشستیں ہیں در اس کے لئے ایک صدر سے زیادہ درخواستیں آچکی ہیں۔
 بورڈ کی ولین کو سشش ہی ہوگی کہ میٹر سے ہتر امیدوار منتخب کئے جائیں۔
 مسلمانوں سے یہ امید نہیں ہونی چاہیے کہ وہ غلامی کے لئے پن خون
 بہائیں گے۔ جب تک میں زندہ ہوں ہندوؤں کا غلام بننے کے لئے مسلمانوں
 ہ ایک قطر خون بھی ضائع نہ ہونے دوں گا۔

حضرات! یہ فیصلہ کرنا سید کا سوتا ہے کہ اس کے پیر دس وقت
 چنے ہوئے پیر چوٹ کاٹنے کے قابل نہیں گئے۔ ایک چھ جوش اس وقت
 تک مد نہیں کرتے جب تک اسے فتح کا یقین نہ ہو۔ یہ کہ زکمت سے عزت مند انہ
 شکست کا یقین نہ در ہونے پر بیٹھے ہیں اس میں یقین نہیں کہتے کہ چپے کو روکا
 کو وہاں کھانے اور جیل جانے پر آمادہ ہوں در اس کے بعد جیل سے

نذرت معصوم انداز میں یہ اعلان کر دیں کہ اس معاملے میں میرا کوئی ہاتھ
نہیں۔ اور جیل سے باہر آؤں تو لوگوں کی قربانیوں کا کریڈٹ حاصل کرنے
کی کوشش کروں۔

۱۹۲۱ء
کہنا بھی سراسر غلط ہے کہ مسلمانوں نے قربانیاں نہیں کیں۔ ۱۹۲۱ء
کی جدوجہد میں مسلمان پیش پیش تھے۔ ۱۹۲۱ء میں اسی صوبہ کے مسلمانوں
نے اپنی زندگیاں قربان کی تھیں۔ لیکن اس کے برعکس ہندوؤں نے صوبہ
سرح میں اصلاحات کے فائدے کی مخالفت کی۔

میں نو سال کے بعد پوریا ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلم لیگ
پٹھانوں میں بہت ہردلعزیز ہو چکی ہے۔ یہاں مسلمان کانگریس کی ریشہ
دہانیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ اب اس سازش سے نجات حاصل ہو چکی ہے۔
مسلمان ایک خدا پرست اور ایک رسول میں یقین رکھتے ہیں۔ مسلم
لیگ کی کوشش ہے کہ ان کو ایک شیج پر ایک جھنڈے تلے جمع کیا
جائے۔ یہ جھنڈا پاکستان کا جھنڈا ہے۔

ہمارا کوئی دوست نہیں ہے۔ ہمیں نہ گمریزی پر بھروسہ ہے۔ نہ
ہندو شیج پر۔ ہم دو خواتین کے خلاف اعلان جنگ کریں گے خود وہ آپس
میں متحد کیوں نہ ہو جائیں۔

کانگریس کے لیڈر جو ہریانویہ میں آئے وہ یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان
خدا پرستوں کے گھروں میں بقیں رکھتے ہیں۔ شہر کانگریس میں مارڈوں
کے ساتھ گھسٹے ہوئے نظر آئے۔ ہندو مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔

تھے۔ لیکن اس قسم کا پوشیدہ باب مافیہ نہیں ہو سکتا۔ یہ تمہ
 کا غرض ہے۔ کنگرہ کا قیام تیسرا ہے۔ یہ تو قریب ہے۔ اور جب
 وہاں سے دیکھا کہ وہاں کے لوگ سب سے زیادہ دیوانہ ہیں۔ یہ
 یہ شہر ہے۔ تاکہ وہ اس کے یہ عین کے لیے کہ صورت بھی ایک کے
 خود ہے۔ یہ کنگرہ کا قیام ہے۔ یہ کنگرہ ہے۔

جہاں یہ دیار پھر ایک کردار کا ہے۔ جو کنگرہ کو اپنے
 کے لیے مسکن ہے۔ پورے کی طرف سے ملک میں ایک ہی ہے۔ یہ
 ہے۔ اس کے لیے کہ وہاں کے لوگ سب سے زیادہ دیوانہ ہیں۔ یہ
 جو دریا اعظم۔ یہ دریا ہے۔ یہ دریا ہے۔ یہ دریا ہے۔

پہلے دریا ہے۔

قائد اعظم

آپ نے ہمیں ہمہ آف ہر بین بھائی کے لئے
۱۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو رشاد فرمائی۔

حضرات! آپ نے ایک لاکھ تیس ہزار روپے کی قبلی پیش کر کے مسلم
لیگ در پاکستان کے حق میں کاہل اعتقاد کا اظہار فرمایا ہے۔ آپ کس جس
کو دیکھ کر میں قلبی مسرت کا اظہار کرتا ہوں۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے پچھلے دنوں آسمان اور بنگال میں بیت زور شور
سے تقریریں کی ہیں حقیقت میں یہ تنگ مزاج پنڈت کوئی نئی چیز سمجھنے کی
اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ مرکزی اسمبلی کے انتخابات نے ان لوگوں کو رونگٹہ
کڑ دیا ہے۔ اگر صوبائی انتخابات آزدہ حوال میں ہوئے تو مسلم لیگ کو ہر صوبہ
میں کامیابی حاصل ہوگی۔

نیشنلسٹ مسلم لیگ و علم ہے کہ نہیں صوبائی انتخابات میری جی ڈان
کا ٹنڈر کاغذ پڑھو۔ وہ مسلم لیگ سے درگروں اور میوں کو متعلق کرتے
کی کوشش کریں۔ در س طرح ملک بھر میں فسادات کریں گے۔ بین میں سمجھو
سے پہلے کر دہا کر وہ صوبائی انتخابات کے سلسلہ میں جی سی ختم کاغذ بہ کریں

جس کا غہر نہوں نے مرکزی اسمبلی کے انتخابات کے دوران میں کیا۔
 مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں ہم نے پی جی جیٹک اپنی منزل طے کر لی ہے۔
 کانگریس نے نہایت بزدلی کا ثبوت دیا ہے۔ اسے دیانتداری کیساتھ کانگریس ٹکٹ
 پر کسی مسلمان کو کھڑا کرنا جرات نہیں ہوئی۔ کانگریس نے یہ راہ فرار کیوں اختیار
 کی، اسے خوب معلوم تھا کہ نوٹسہ تقدیر میں ان کیلئے وہی کافی ٹکھی ہوئی ہے جو
 اس کے نام نہادوں پرست ہندوؤں کے حلقہ میں آئی۔ وہ اب اندک کی جگہ پر پہنچا۔
 مسلمان جو پہلے ہیں کہ وہ پاکستان اور صرف پاکستان چاہتے ہیں۔ مسلم نوٹسہ قری
 فیصد ہے مسلمان دنیا پر حقیقت دانستہ کیلئے ہیں۔ صدی ہندو میں جو چکا ہے۔
 پنڈت نہرو اپنی تقریر میں فرماتے ہیں کہ کانگریس کے انتخابی مشورہ میں
 ہندوستان کے مستقبل کا وضع خاکہ پیش کر دیا گیا ہے۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے
 ہیں کہ پنڈت نہرو ہندوستان میں کس قسم کا ائین، فذکرنا چاہتے ہیں۔ آج وہ
 آزادی کے ہمراہ اپنے پیچھے ہیں۔ کیا سرزمین ہندوستان میں مسلمان بھی ایسا
 موجود ہے جو اس بزرگ فکر کی آزادی و خود مختاری کا حامی نہیں؟ ہمارے پیش نظر
 مسلمانوں پر جب کہ کانگریس حکومت کا تسلط ہو گا تو ان کیسے سونپنا چاہتی ہے؟
 ہم چوری طرح جانتے ہیں کہ کانگریس نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کو بہ چھینے ہیں۔ یہاں
 کانگریس ہندو کانگریس کی حکومت چاہتے ہیں۔

پنڈت نہرو نے ایک بیت میں کہا ہے کہ کانگریس نے مسلم لیگ سے
 مصداقت رکھنے والی روش کی۔ لیکن اسکی کوششیں وہاں بے اثر رہیں گی۔ میں کہتا
 ہوں کہ کانگریس خوب دنیا کی دنیا میں رہنما رہتی ہے وہی ہے اور اس طرح مسلمانوں

کو فریب میں مبتلا کرنا چاہتی ہے۔ تو میں فکر کیا کہ کیا ہو گا کہ اگر اس کی کوششیں
 ناکام ہوں گی ہیں تو نہایت ہی اچھا ہوا ہے۔ جیتک کانگریس خوابے میں کراؤ
 میں میلی اسے آزادی کی جدوجہد میں اپنا قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ کئی دن پہلے
 قوم پرست مسلمان واقعی دیندار ہیں تو انہیں مسلم لیگ کی دشمن باتوں
 کی پناہ چھوڑ دینی چاہیے۔ وہ مسلم لیگ کی قومی تنظیم میں شریک ہوں۔ مگر رہائی
 کریں۔ اگر میں مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام سے اختلاف ہے تو میں مسلم
 لیگ میں آکر اپنی پالیسی اور پروگرام کی تشکیل کرنی چاہیے۔ یہ وہ چھوٹا سا
 جماعت تھا کہ میں اپنی پالیسی اور پروگرام مسلمانوں کے سامنے پیش کریں۔ یہ
 خود کشی کی پالیسی ترک کر دیں۔ اگر مسلمان ان کے پروگرام سے متفق ہوں گے۔
 اور انہیں یقین ہو گیا کہ مسلم لیگ کی پالیسی نقصان دہ ہے تو وہ ان کی تائید
 پر آمادہ ہو جائیں گے۔

مسلم لیگ صرف مسلمانوں کے طبقہ امر پر مشتمل نہیں ہے بلکہ مسلم لیگ
 کی پشت پناہی عوام الناس کر رہے ہیں۔ مسلم لیگ مسلمانوں کی قومی بیداری
 دہ کو فانی کر رہے جسے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ ہم پاکستان
 طرف توجہ دے رہے ہیں۔ چلے جائیں گے۔

قائد اعظم

کا تقریر و خطاب سب سے قیمتی ہیں جو ہمیں انور علی شاہ نے
اپنے قریبی

میں شروع ہی سے پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی سرگرمیوں میں
 گہری دلچسپی متاثر ہوں۔ آپ نے مسلم لیگ کے لئے جو گزشتہ خدمات انجام
 دی ہیں اور پاکستان کو مسلم عوام کو بچانے کے لئے جو قربانیاں پیش کی ہیں۔
 میرے پاس ان کی تحریف و ستائش کے لئے الفاظ نہیں۔ میرے پاس میڈیا
 وکٹوریہ کرس۔ مرتبہ نہیں جو تمہیں دسے سکوں تمہارا انجام یہ ہے کہ تم نے
 اپنے قومی منصب العین۔ پاکستان۔ کی خاطر اپنی قلت کی مصلحت اور
 بے غنیمت خدمت کی ہے۔

میں یہاں اس لئے نہیں آیا کہ مختلف حلقہ ہائے نقاب میں جاؤں
 یہ کہ من ممکن ہے۔ میں پنجاب میں آئے ہوں کہ دیکھوں اس محاذ جنگ کی
 کیا حالت ہے۔ آپ کی مشکلات کا جائزہ لوں۔ آپ کے سامنے کوئی منظر ہفت
 کا شب بے ڈر و در دیکھوں میں کس طرح آپ کی عملی امداد کر سکتا ہوں۔
 آپ کے لیڈروں و مسلم عوام سے ہفتاتوں کے بعد میں اس نتیجہ پر

پنج بول کہ پنجاب میں ایک انقلاب آرہا ہے۔ پنجاب کی سب سے تازگی میں آج
 تک ایسے واقعات کبھی بھی دیکھنے میں نہیں آئے تھے۔ جنرل یل
 وگ پاکستان کا نام لینے سے ڈرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب مارچ ۱۹۴۷ء
 میں آپ اس شہر لاہور میں پاکستان کا غرض منعقد کرنا چاہتے تھے تو آپ
 کے راز دھوکا رہے تھے۔ اور روہیں پرمردہ تھیں۔ یہ راز کا ہیمنہ تھا۔ میں
 ہونو طلب کرتے ہیں کہ باقی "march on" — بڑے چلو۔ اور
 آپ بڑھتے چلے گئے۔ پنجابی عوام اپنے لئے جو خطرات محسوس کر رہے تھے۔
 بن کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب دیہاتی بھی اس نوکری سے فائدہ نہیں
 جس نے آج تک پنجاب کو اپنے بچہ استبداد میں بڑی طرح جکڑے رکھا۔ آپ
 نے عوام کو آزادی خیال و تقریر سے روشناس کرایا۔

اب پاکستان کوئی ستم نہیں۔ بلکہ اب پچھلے پاکستان کی اہمیت کو سمجھ گیا
 ہے۔ میرے پاس ایک پتہ دستخط حاصل کرنے کیلئے آیا۔ میں نے اس سے پوچھا۔
 "تم میرے دستخط کیوں حاصل کرنا چاہتے ہو؟" نے کہا کیونکہ آپ مسلم لیگ کے
 صدر قسطنطنیہ قادیان میں نے کہا۔ پھر کیا ہوا۔ وہ بولا۔ آپ ہمیں پاکستان
 لے کے دیئے۔ میں نے پوچھا پاکستان کیا ہے۔ اس نے کہا اسے انداز میں جواب
 دیا۔ "میرا مرنوکا جہاں ہم چین اور خوشحالی سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آج ان نئے
 بچوں کو پاکستان سمجھ میں آگیا ہے۔ مرنوکا جہاں نروا بھی تک پاکستان کو نہیں سمجھ سکے۔
 مجھے یاد ہے کہ آپ کے راستہ میں ہیشمار مشقتات کاٹ کر کھینچ رہی ہیں۔ انتخابات
 میں سرکاری فسران کی طرف سے اندھا دہندہ جھینک اور جبراً نہ بدخلت بری

ہے۔ پنجاب کے گولے گولے اس مراخت کے خد فعدائے احتجاج مند کی جہری
 ہے۔ اجرت میں کالم کے کالم یہ کئے ہیں گورنر کے پاس پیش رو فعدائے
 کئے لیکن سرکاری شینری کے کل پرزوں نے اس شرمناک طریقہ کو ترک نہ
 کیا جس کا مقصد ہندوستان میں اسدنی مفد کو سر اسر نو سال پہنچانے کے سو
 بجھ نہیں حقیقت میں یہ "خضر گلشنی یکسر" ہے۔ جو ایک کے خلاف ہیں
 عمل ہے۔

میں نے حال ہی میں دیکھے تھے بدقت کے دوران میں اس تہہ
 حال ہے۔ ایک۔ لیکن ہم اسے ہر قسم کے احتجاج و راجہ رست کی تہہ پر اپنت
 ڈال رہے ہیں۔ کیا یہ قوت ہماری دل شکنی کا موجب ہو جائے؟ نہیں اس تہہ پر
 جو ملہ پست نہیں ہوگا۔ لیکن بے ہوشی کی سازشوں کا فوری متدرب
 کر سکے۔ لیکن یوم مکافات آئے ہیں اور مجرم قہقہہ و افسانے کہ کہتی تھیں
 یہ نہیں سچ سچیں گے۔ افسانے و رست نہایت سخت ہوئی۔

پنجاب میں ہمارے دشمن یوپیٹ پٹی۔ بات کہ چکا ہے۔ یوپیٹ
 دینی خفیہ سائنس لے رہی ہے۔ خفیہ تو بعض گھنسی کا ایک دن پھیلتا ہے
 تو جو بے ہوش تو کر رہی ہے لڑ رہے ہیں۔ ہر ایک نڈر بنی ہوئی وہ ہندو
 یا مسلمان، سکھ ہو یا عیسائی مسلم ایک ہاں شکر گرا رہے ہیں۔ وہ پنجاب میں
 کر رہی ہے قلعہ و مسما کر رہی ہے۔ وہ وقت زور نہیں جب اس نڈر میں
 نوکر رہی کا بالکل خاتمہ کر دیا جائے گا۔

مسندوں کی دوسری دشمن جو وقت کٹ رہا نیشیل کا گھر ہے۔ جو یہ ہیں

پنجاب پر اوٹشل مسلم لیگ صرف دو برس سے عملی طور پر میدان میں آئی ہے۔
جس کے بعد نے بد بخت یونیٹ پارٹی سے علیحدگی اختیار کی تھی۔ اس سے پہلے ہمارے
کیمپ میں خدرا اور کوڑنگ تھے۔ جو ایک کوڑنگا کام بنانے کے لئے ہرنگن سہی کرتے
رہے۔ آپ کے میڈرول نے مسلسل کام کیا۔ اس دوران میں انہیں ہر طرف سے
مشکلات کا ہی سامنا کرنا پڑا۔ ہر طرف دشمن تھے۔ دوست کوئی بھی نہ تھا۔ آپ کے
میڈرول نے تقدیر کو اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں اور انہیں حیران کن کامیابی
بھی حاصل ہوئی۔

ہم ہندوؤں سے حصولِ پاکستان کے لئے التجائیں کر رہے وہ نہ ہی کوڑنگ
ہیں وہ تو خود غلام ہیں۔ ہم پاکستان انگریزوں کے ہاتھوں سے تعینات چاہتے ہیں
جو بڑے اقتدار میں۔ پاکستان صرف مسلمانوں کی آزادی نہیں، یہ تمام برعظیم مسلمان
کی آزادی کا ضامن ہوگا۔ ہندو تمام ہندوستان پر حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہے
ہیں۔ وہ بڑے ہندو "بھارت" اور "کھنڈ ہندوستان" کے خواب فصول دیکھ
رہے ہیں۔ ہم ہندو امپریلسٹ راج سے کامل نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جب تک
تک آزادی کا تحقق ہے وہ پاکستان کے بغیر بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

قائد اعظم

کی تقریر جو آپ نے زارہند فوج کے مسئلہ پر مرکزی مجلسینو اسمبلی
میں ۱۲ فروری ۱۹۴۷ء کو ارشاد فرمائی۔

یوں کہے سنا سنہ یہ مسئلہ ہمیشہ سے کہ آزاد ہند فوج
 کے سامنے حکومت ہند کی بالیسی کیا ہے انہیں کوئی اپنی بات
 منہ سے نکالت نہیں پاتا۔ جو حالات کو زیادہ ابتر کرنے کی
 موجب ہو۔ مہمیں ہی اس کے میں یہ مقدمات۔ چاہے کہ حکومت نے
 شدید فطری کا رکھنا کیا، مقدمات کے بعد حکومت نے سنہ سزوں میں تخفیف
 دی و سیروں کو دسری صبح ہی رہا کر دیا۔ اس کی آخر وجہ کیا تھی؟ تم
 نے یہ تو کہا کہ فی بعض اس سے کہ جیسا کہ مسٹر پیرسن نے کہا ہے اس
 سے یہ ہی مذمت کے لئے فضا بڑھ رہا ہو جس سے آزاد ہند فوج کے
 سران کے غلامت مقدمات چاہئے پر ملک جہ میں زبردستی احتجاج ہو،
 بلکہ خودت کے ساتھ پھر ہو گئے۔ اس حالت نے تم پر خوف طاری کر دیا کہ
 تم نے یہ جو رت، مہ سز کی معافی کا اعلان کر دیا۔ میں یہ ہرگز نہیں مانتا کہ
 نے آزاد ہند فوج نے جن ضرور کو رہا کر کے رکھ لی کی، بلکہ میں صرف یہ کہ

ہوتا ہوں کہ تم نے ان کے خلاف مقدمہ چلا کر سہ سے سے خدائی ہوئی
 کر۔ اب تم اپنے آپ کو ایک مصنوعی خنزیر زائین میں دیکھ رہے ہو۔
 اپنی پالیسی تبدیل کرنا چاہتے ہو۔ مجھے بخوبی علم ہے کہ تم کیا کر رہے
 ہو۔ تم رشید کو قربانی کا پہلا بکرا بنانا چاہتے ہو۔ لیکن یہ سلسلہ ہمیں تم
 نہیں بھڑکا تمہیں جینا اور لوگ بھی مشق ستم دینے کو مل جائیں گے۔
 تھوڑے خد فقل اور اعانت قتل کے الزامات تھے۔ لیکن رشید
 کے خد شدید زخمی کرنے کا الزام ہے۔ ان دونوں الزامات سے
 کون سا الزام زیادہ شدید ہے؟۔ تھوڑا تو دراصل کے سبھی رہا کر
 دے گئے۔ اب رشید کو تبدیل کر دو پالیسی کا شکار کیوں بنایا گیا؟
 مسٹر جین۔ پالیسی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔
 مسٹر جناح۔ تم نے یقینی طور پر اپنی پالیسی تبدیل کی ہے۔ میں
 نہیں پوچھ رہا ہوں کہ یہ کتنی سخت کرتا ہوں۔ سبقت پالیسی پر ہی گامزن
 ہو۔ زہند فوج کے تمام فسران کو بدچوٹ و چرا رہا کر دو۔
 میں نے رشید کے مقدمہ کے تمام ریکارڈ کا مواظف کیا ہے۔ رشید پر
 شہداء جو الزام یاد کیا ہے میں قعد اس سے اتفاق نہیں۔ میں نے
 نئی زندگی کے کسی سال قانون کے پیشہ میں صرفت کئے ہیں۔ ورنہ
 یہ دعویٰ ہے کہ رشید کے مقدمہ کے تمام ریکارڈ کا مواظف کرنا
 تو اب بھی باطل اسی نتیجہ پر پہنچیں گے جس پر میں پہنچا ہوں۔ رشید پر
 یہ الزام ہے کہ رشید نے اپنے آپ کو بھڑکا کر دیا۔

شاہنواز اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں اہمیت کا زیادہ اثر ملے
 نہیں کیا جاسکتا۔ حکومت کو یہ نہیں چاہیے کہ وہ کسی واحد شخص کو سر
 کے لئے منتخب کرے۔ اسے تمام لوگوں کو رہا کر دینا چاہیے۔

پاکستان میں میری فوج دیانت دار، وفادار اور قابلِ ہمت دہوں
 اور اگر میری فوج کا کوئی سپاہی ان اصولوں پر پورا نہیں اترے گا تو اس کا
 حشر وہی ہوگا جو "ولیم جانسن" کا ہوا۔

قائد اعظم
کے قریب جو بہت سے بندگانِ اسماعیلی کی کوششیں تھیں
میں ۱۹۴۷ء میں شریعت کی اصلاح فرمائی

ہمیں بہت ساری باتیں یاد آتی ہیں
 وہاں سے یاد آتی ہیں کہ وہاں سے یاد آتی ہیں
 وہاں سے یاد آتی ہیں کہ وہاں سے یاد آتی ہیں
 وہاں سے یاد آتی ہیں کہ وہاں سے یاد آتی ہیں
 وہاں سے یاد آتی ہیں کہ وہاں سے یاد آتی ہیں
 وہاں سے یاد آتی ہیں کہ وہاں سے یاد آتی ہیں
 وہاں سے یاد آتی ہیں کہ وہاں سے یاد آتی ہیں
 وہاں سے یاد آتی ہیں کہ وہاں سے یاد آتی ہیں

خدا تعالیٰ ہمیں نصرت فرمائے

سندھ میں سوائے قلعہ مکران کے جسے میر تقی میر نے
 شاعرانہ انداز میں بیان کیا ہے وہاں سے یاد آتی ہیں

ہے کہی و رضی حکومت کا یقین جی سبب نہیں دے گا۔ جس تک
مدنی ہزار کا خلق ہے وہ کھتا ہندوستان کو قبول کرنے کا دستور
تک میں کر سکتا۔ اگر مسلمانوں کی خواہشات کے خلاف ہم یہ کوئی نفع
ہو نہ پائیں تو ہم ہر ذرا نفع سے اس کا مقابلہ کریں گے۔ ہم یہ قرآن
کریں گے لیکن کوئی ایسی سکیم قابل قبول نہ ہوگی جو ہماری مذہبی
کے بغیر تیار کی جا سکے۔

اس نے غیر سرکاری حیثیت میں دہلی ہندوستان سے حوالہ لیا۔
اس نے جدھر بھی طریقہ رہا وہ سب اس وقت رقی شن سے باہر
کی نہ رہت میں آئے۔ گو اس نے چیت کے تعقیب اس سے ہوا
نہیں بنا سنا کہ ہندوستان کے کافی سارے علاقے سے متعلق محنت
میں پڑھا ہے۔ اس نے اس کے حوالہ میں تبادلہ ہمارا ہوا
ہے۔ اس کا تعلق ہے ہندوستان کے مذہبی حکام اور اس کی
حال خود کشی کے سبب میں ہندو کوئی سمجھوتہ کرے۔ برکادہ ہیں۔
ہو و ہندوستان، سنو۔ اس نے اس کے حوالہ میں ہندو
مذہب پر دقت کی ہے۔ اس نے اس کے حوالہ میں ہندو
کوئی ماہ قسیدہ نہیں کیا۔ اس نے اس کے حوالہ میں ہندو
پرست کرنے کے لیے اس کے حوالہ میں ہندو
اس میں ہر شے سبب اس کے لیے اس کے حوالہ میں ہندو
نہ ہونے کے لیے اس کے لیے اس کے حوالہ میں ہندو۔

اب کنواشن نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آئندہ قدم کیا اٹھایا جائے۔
 مسلم عوام کے نمائندوں کی حیثیت سے آپ کے کندھول پر بیت
 بڑی ذمہ داری کا بار ہے۔ ہم نے واضح الفاظ میں اپنے عوام کے
 سامنے یہ بتانا ہے کہ ہم کس اصول کے علم بردار ہیں۔ اس میں شک
 نہیں کہ آپ کا فیصلہ پاکستان کے حق میں ہوگا۔ ہم اس سے
 ہر ممکن جدوجہد کریں گے۔ اگر ضروری ہو تو ہم اس کے لئے مرنے کو
 بھی تیار ہوں گے۔ یہ امر طے شدہ ہے کہ ہمیں پاکستان حاصل کرنا ہوگا۔
 نہیں تو ہم مٹ کر رہ جائیں گے۔

اب میں نے عائشہ کانگریس کے تانبہ بیانات آپ سے سامنے پیش
 کرتے ہوں۔ مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کے جواب میں سردار پٹیل
 فرماتے ہیں۔

”مسلم لیڈ کو مطمئن کرنے کے لئے کانگریس اس پر
 آمادہ ہے کہ صوبوں کی نئے سرے سے حد بندی ہو اور
 ان صوبوں کو مکمل آزادی حاصل ہو جائے جہاں مسلمان
 بھاری اکثریت میں جیتے ہیں۔ سین مرکز کا ایک اور مضبوط
 ہونا لازمی شرط ہے۔ کیونکہ یہ تمام ہندوستان کے دفاع
 کے لئے اشد ضروری ہے۔ کانگریس دو قوموں کے نظریے
 کی کبھی حق نہیں توگی۔ اور نہ ہی وہ مذہب کی بنا پر قومیت کا
 وجود تصور کرنے پر تیار ہوگی۔“

پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا ہے :-

”ہندوستان کے مسئلہ کا صحیح حل یہ ہے کہ ہندوستان کی آزادی بعد از جلد تسلیم کی جائے۔ اور ہندوستانیوں کو اپنے اختلافات ختم کرنے کے لئے انہیں اپنے ہی حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اور کوئی بیرونی مداخلت گوارا نہ کی جائے۔ تیسرے مذاق کی موجودگی میں اختلافات کا صحیح جائزہ لینا ہمیشہ مشکل ہوتا ہے۔ جو بھی ہندوستانیوں کو یہ یقین ہو جائے کہ ہندوستان ایک آزاد و جدت کے طور پر آزادی کی منزل تک پہنچنے والے ہیں تو تمام اختلافات اور دشمنی کا بیج اور ختم ہو جائے گا۔ ہندوستان کی آزادی سیدہ سنک جائے تو کس بعد ہندوستان میں ایک خاص دستور نافذ ہوگا۔ جیسے کہ مل اختیار ہو جائے گا۔“

حضرت :

اگر آپ اس تمام قوموں کا تجزیہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان جو بقیہ ہے وہ یہ ہے کہ بقیہ کے سب سے پہلے برطانوی حکومت ہندوستان کو آزادی عطا کر دے۔ اور مرکز میں انگریزوں کے مرنے کے بعد بقیہ ایک قومی حکومت قائم ہو جس میں ہندوستان کے فوجی دستہ بھی شامل ہوں۔ اور اس کی تیسری کمانڈر کے لئے کرنا ہے بعد وہ حیدر علی ہو جائے۔ اور اس ہندوستان میں شامل

اقتدار اور اختیارات حاصل کر لینے کے بعد ایک مجلس دستور ساز بریلی
جو آزاد و خود مختار ہوگی اور اس پر اعظم کے چالیس ریفرنڈم
کی قسمت کا فیصلہ کرے گی۔ بنیاد نہ دیکھتے ہیں کہ مختلف قوموں اور
غٹھ سر کو اس مجلس دستور ساز نے فیصلے کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کرنا
ہوگا۔

[illegible]

دہلی کے لوگوں کے لئے خود بخود ہونے لگا تو جس میں
 نے جو کچھ تھا اس کی ایزی تو اس کے دماغ میں ہو گئی
 دہلی کے لوگوں کے لئے خود بخود ہونے لگا تو جس میں
 دہلی کے لوگوں کے لئے خود بخود ہونے لگا تو جس میں
 دہلی کے لوگوں کے لئے خود بخود ہونے لگا تو جس میں

نہیں ابھائیں گے۔ اگر بڑا نہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں اور
 دوسری اقلیتوں کے لاکھوں عوام کو خیالی امیدوں اور منڈیوں،
 کامرس اور تجارت کی خاطر بیچنے کا ارادہ رکھتا ہے تو بڑا نہ کی تاریخ
 میں یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہوگا۔ اور یہ کوشش کبھی بھی کامیاب
 نہیں ہوگی۔

خدا ہمارے ساتھ ہے۔ کیونکہ ہمارا مطالبہ بالکل جائز اور مناسبت
 ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں حصول پاکستان سے باز نہیں رکھ سکتی۔
 صرف اتحاد کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم فتوحات بر فوجت
 حاصل کر کے جیتے جائیں گے۔ اور بالآخر پاکستان قائم کر سکیں گے۔
 ہوں گے۔

عظما قائد

کی فتاویٰ تحریر جواب سے اس انداز میں لکھ کر کونسل کے بعد سرمنقذ ہوئے ہیں
۲۷ جولائی ۱۹۴۷ء کو ارشاد فرمایا

نواتین و سرائے، حاضریہ تین ماہ کی خدمت و شہید کے دوران میں
 وزیرستان سے وزیر اعلیٰ مشن کی روانگی کے بعد جو وقتات ہوئے
 ہیں ان کی رفاہی میں میں نے نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ برطانوی حکومت کے
 قوانین و اقدار پر نظر نہیں کیا جاسکتا۔ صرف ایک شہر سے کے اندر نہ رہیں
 جو سرحد کے اندر سے اپنی قوموں و افراد کے بدلے کے وزیر اعلیٰ مشن
 کے لیے جو خوش رشتہ کی انتہا کو شہش کرتا رہا، جو کہ رفاہی
 کے لیے اس کی شکل و صورت میں ہوا ہے۔

یہ سب احساسات یہ ہیں کہ اگر ایک شخص کے ساتھ کیا جائے کہ
 وہ ایک بچی کو بے رحمی سے مارے۔ دیکھیں یہ تو کتنے بے رحمی
 کے ہیں، جو وزیر اعلیٰ مشن کے لیے ہوا ہے، اگر آپ اس کی صورت
 کو دیکھیں تو یہ شہید کے لیے ہے، یہ شہید کے لیے ہے، اس لیے کہ
 یہ وزیر اعلیٰ مشن کے لیے ہے، یہ شہید کے لیے ہے، یہ شہید کے لیے ہے۔

روٹی پکانی ہے۔ کانگریس کی دھمکی کا خلاصہ یہ ہے کہ جہد و جہد شروع
 رہی ہو سکتی۔ دربارِ اعلیٰ کے لوگوں کو سوجھ بوجھ سے گاہ۔ مجھے یہ غرض
 بھی کہ لیجئے کہ مسلمہ ایک نئے سببِ خیزِ عمل اور اہداف کا عالم ہے
 پاکستان وزارتِ مشن کانگریس کے تاریخ پر نظر کرتا رہا۔

میں بتاؤں کہ کانگریس نے آئینی مراعات میں بھیڑی چھوٹی چیزیں
 برائوں اور حجتِ باریوں سے جند و ستان کے باشندوں کو جن میں
 بہت علی ذات کے ہندوؤں کی ہے، شدید ترین نقصان پہنچا ہے
 کانگریس کے دل میں مسلمانوں کے متعلق انتہائی انایت موجود ہے
 مگر یہ بہت دھڑکی کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ وہیں مکمل طور پر ہی
 نکل جاتا ہے۔ حکومتِ مذکورہ ہو گئی ہے۔ اور ہندوستان کی ترقی چاہیے
 اس لیے بہت سی ہے۔

کانگریس نے اس وجہ میں مبتلا ہو کر نہیں جیتے ہیں کہ
 دستور ساز اسمبلی کو خود مختار و آزاد بنائیں گے۔ اور کہ
 یہاں دستور ساز اسمبلی ہے جس کے داعی و اسرارے ہیں وہ جس
 انداز پر کر رہے ہیں اس کے خلاف حکومت ہے۔ کیونکہ یہ نہ تو ہندو
 کے مفاد نہ ہندو کے اور خود مختار بنائیں گے۔

پندرہ فیروز اپنے بیان میں کہہ چکے ہیں کہ کانگریس سرکاری طور پر
 کے فیروز پر گرفت کی پابندی نہیں ہے۔ اور وہ سب بڑی کے فیروز
 برحق ہے۔ اور جو دستور ساز اسمبلی کے فیروز کے لئے بنائے ہیں۔

مسلم لیگ کے نقطہ نگاہ سے اس سکیم کا اہم حصہ بی ورسٹی گروپ کی
حلقہ بندی ہے اور یہ وہی حصہ ہے جس کی تردید کانگریس کا نظریہ
ہے۔

دستور ساز اسمبلی کے مجموعی ڈھانچے میں کانگریس کو اکثریت حاصل
ہے۔ اور وہ اسی گھمنڈ میں یہ توقع کئے بیٹھے ہیں کہ وہ ہر وہ فیصلہ
کر لیا کریں گے جو اس اکثریت کے حسبِ فتنہ ہو۔ اس کے علاوہ
کانگریس ایسا طرزِ عمل اختیار کرے گی جس کی دستور ساز اسمبلی پر اثر
ہو۔ اور جو اس مجلس کے حقوق اور اختیارات کی رو سے ناجائز ہو۔
قصہ مختصر یہ کہ کانگریس کی پوزیشن کا خلاصہ یہ ہے کہ :-
”ہم کسی بات کے پابند نہیں ہیں۔ ہم اپنا گویا مقصود
میں حاصل کرنے دستور ساز اسمبلی میں جا رہے ہیں۔ اور ہم پیش
خود ہشل کے مطابق من، من، مارروئی کرتے رہیں گے۔ اور
ہم سے پاس اسکی ریل میں وہ نہایت کم۔ ان جن کا حد
ہم دنیا کے سامنے کر چکے ہیں۔“

حضرت! کانگریس کے اس طرزِ عمل نے ایک ایسی صورت حال
پیدا کر دی ہے جس کی وجہ سے لیگ کو نسل کے اجلاس کو حسبِ کب
بہتر ضروری ہو گیا ہے۔ ابھی چھپہ دونوں رڈ پوائنٹ، ریل پوائنٹ
کے یونٹ مرا میں اعلان کر چکے ہیں کہ ہندوستانی مارٹین ان شرن
سے بہتر نہیں جاسکتیں جن پر سمجھوتہ ہو چکا ہے۔ کیونکہ نہ ماری رڈ

کے بڑے ٹیٹھ نہ ہوگا۔ آپ جانتے ہوں گے کہ اس معصومانہ وقت
کے دورہ اور کوئی شرط موجود نہیں ہے جو کانگریس کو اسمبلی میں خلافت
توں کا ردائی کرنے سے روک سکے۔ مشن کو اس کا عملہ تھا بلکہ
نہیں اس سے گاہ کر دیا گیا تھا کہ کانگریس نے دستور ساز اسمبلی کو
تفہات کے ساتھ منظور کیا ہے اور سکیم کے بعض بنیادی اصولوں پر
کانگریس نے اپنی تائید کو دی کر دیا ہے۔

میں درخواست کر رہا ہوں کہ اپنے بیان میں اس امر کی وضاحت کر چکے
ہیں۔ ہوان امریکی حکومت سے پہلے برطانوی حکومت ان امور واقعہ سے
دلف تھی۔ اس کے باوجود پارلیمنٹ لارنس نے اقبالیہ کی محسوم
مستحق پذیرفت کر لی ہے۔ کیا اس طریق کار سے ذرا رقی شن کی
جو ساز سے بین مینے یہاں گزار چکا ہے کوئی ذمہ داری نہیں ہوئی ہے؟
پنڈت نہرو نے بولائی کو دہلی کے جلسہ عام میں اعلان کر چکے ہیں کہ آئندہ ہم
دستور ساز اسمبلی میں اصلاح و ترمیم نہ کر سکتے تو اسے ہم ختم کر دیں گے۔
جب جنرل اخبارات نے پنڈت جی کے اس نکتہ کو حذبائی قرار دیا تو پند
جی نے پوری ذمہ داری کے ساتھ انہیں دہرایا۔ آپ نے اعلان کر دیا کہ
کانگریس دستور ساز اسمبلی کو اپنی مرضی کے مطابق چلا سکے گی اور اگر نہ ہو
تو اسے فنڈ کے گھاٹ اتار دے گی۔

میں محسوس کر رہا ہوں کہ ہم نے تمام جنت کر دیا ہے۔ اب ہمارے
دوسروں کے لئے کسی غیر کی جانب دیکھنا عبث ہے۔ کوئی ایسی حالت

نہیں جس سے ہمیں انصاف کی توقع ہو سکے۔ اب اگر کوئی ٹر ہو گا ہے
 تو وہ قسٹ اسلامید ہے۔ مجھے ہر وہ سبب ہے کہ اسلامیان ہندوستان پریشان
 نہیں ہوں گے۔ میں براخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ مسلم لیگ نے ساری
 مذاکرات کے دوران میں عزت، شہن کی طرح اپنا پارٹ اور اپنا کام ہند
 سوال کی بنا پر بات چیت کرتے رہے، ہم رعایت پر رعایت دیتے رہے
 گئے۔ اس لئے نہیں کہ ہم قصبر تھے بلکہ اس لئے کہ ہماری تہائی قومیں
 یہ تھی کہ وہی یہی مفاہمت ہو جائے جو نہ صرف ہندوؤں اور مسلمانوں کے
 لئے بلکہ اس برعظمت میں بسنے والی ہر ایک قوم کے لئے آزادی کا قبلہ
 ہوئے۔ اگر کسی طرح کی طرح کوئی رہی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ کسی نہ
 کسی طرح مسلم لیگ کو زیر کر دیا جائے۔

نبوری حکومت کے معاملہ میں وزیر قیسن اپنے قریب پہنچا تھا۔
 مشن راج غلوت جو پہلے سپر۔ در اس کا جھگڑا کر گیا جبکہ وہ غریب ہے
 کھوٹا، تیاروں پر نہ کی سبب کہ جن کے استعمال سے سی۔ مہاشات
 کو شرم و خجالت کا احساس ہو گا۔ میں کا غمزدہ دل۔ سے پتھن ہوں۔ کیا تم
 س اتنی بلی جرات و غیریت نہیں کہ تم ہر ایک سوچے سمجھے تجویز کو قبول
 نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ ہر سے سوال وہ غلبہ نہیں کے غرور ہے
 جو موت کی رات کو کاٹیں وہ سنگ کیٹھی سے حویل لیں اور قیاس ہا
 ہوں مگر کی تجویز کو ستر دیا تھا۔ ۲۵ جون کو ملایا جی ن تک کر رہی
 جیسے وہی تو آبادی میں ہوا ہے۔ درگاہی جی کو ہند سے بیزاریا۔ کر

میں پھر وہاں نہ ہو سکا۔ کمرس حدیب واپس پہنچے دربارِ نبویؐ تک نہ رہا۔
 وہ ہر جہاں پہلے گئے تھے وہاں گیا۔ جو کمرس میں سب سے زیادہ فوج
 جمعیت تھی۔ انہوں نے ایک ایسا منصوبہ کیا جس میں کمرس کو ترعیب دینی
 و نہ توحیل اسیر و تجویز کو منظور رکھا۔ مشن کے عین وہاں کہ بیوی صوفی
 کے لیے کو ترک کر دیا جائیگا۔ اب پھر یہ حالت پیدا ہو گئی کہ جس طرح ڈوبنے
 والے انسان تنگے کا مہاراجہ سے یا کرتا ہے۔ اسی طرح مشن سے یہ کہن
 ترانہ روئے کہ ہم شیعہ طبعی کہانی کا منہ میں دیکھا۔ — — — — —
 اور انی شیعہ ارکانِ عزت و عظمت اور سیر کٹر سے نفرت یہ شیعہ
 تہذیب اور میں عاید کرتا ہوں کہ وہ سرسے میں ہو گئے جو اب تک عرب
 میں قسم کے نام انور سے حقیقت کا عدل و انصاف ہو گیا ہے۔
 کہ سید ہندو مت کو علی پاکستان در سرت پائے ان سے حبیبانہ انداز میں
 یہ فائدہ ملی ہو گا کی ریتے رہیں گے کہ ہم سارے ہندوستان کے لئے فائدہ
 ہیں۔ — — — — — حبیب کا کمرس مسعودی میں تھی۔ پھر ایک نہ شیعہ ہندو مت
 خدائی رتی پہنچا گی۔ اور ایسے مسعودی جو سید فاضل کوئی نہ ہو گی۔ نہیں
 تھے۔ و تاہم وہ خلاق کا کوئی حساس نہیں جو ان خبر کو پورا دیکھتا ہے
 و اس پر یقین ہے۔ و پھر یہاں اور عہد مند کے لیے ہے۔ — — — — —
 — — — — — حقیقت سے ہماری ہے کہ مسعودی کی — — — — —
 — — — — — یہ تب تک کوئی سمجھوتہ یا کوئی — — — — —
 — — — — — نہیں دیکھ سکتے۔

کانگریس کا یہ دعویٰ اطل ہے کہ وہ سارے ہندوستان کی نمائندہ
 ہے۔ دستور ساز اسمبلی کی ۹ مسابقتی سطوں میں سے کانگریس صرف تین
 حاصل کر سکی۔ اسی طرح کانگریسی امیدوار یونی کے صوبائی الیکشن میں
 تین صوبوں کی طرف سے غلط ہوئے اور اسے ہر جگہ شکستیں مار کر پڑا دیا گیا۔
 گاندھی جی فرماتے ہیں کانگریس سارے ہندوستان کی ٹرسٹی ہے۔

یہ ایک مضطرب، کمزور، بے جودہ طلب کر رہے ہیں۔ اس سے پیشہ ہم
 ایک ٹرسٹی کا کافی تجربہ کر چکے ہیں۔ جو ڈیڑھ سو سال سے یہاں موجود ہے۔
 ہم کانگریس کو ٹرسٹی نہیں بنانا چاہتے۔ ہم باغ ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کی
 وہ ٹرسٹی ملکیت سلائیہ ہے۔ گاندھی جی ہر جنوں کے خود ساختہ ٹرسٹی ہیں
 کی وہ دنیا نداری کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہر جنوں کو ان پر عہدہ ہے؛
 چم کر ڈرہ سبکین نامتہ ہر جنوں میں مبتلا ہیں۔ گاندھی جی نے ان کے
 لئے کیا کیا ہے؟ انھوں نے سٹیہ رو کر رہے ہیں اور جیل جارت ہے۔ ذرا رتی
 مشن نے کانگریسی دہوی کو خوش رکھنے کے لئے ہر جنوں کے ساتھ بھی
 غداری کی ہے۔

کی قربانی بھی دے دی۔ ایک نے جناح کو نہ ٹھہرے تین صغیرات
مکزی لوہین کی جھول میں دسے دیکھ۔ اور ایسا کر سنے میں سے
کسی غلطی کا رکاب نہیں کیا۔ ایک نے اپنی جانب سے یہ
رہے کر اعلیٰ تہذیب اور بلند سیاسی فراست کا ثبوت دیا۔

بہاوی خود پیش صرف یہ تھی کہ ہندوستان کے حالات
تھے اترنے ہوئے پائیں کہ یہاں خود ہندی اور غلطی کی ثبوت
جائے۔ ہم ہرگز نہیں جانتے تھے کہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں
ہم نے دوسرے بڑے فریق سے پُر امن و امن کی فہمی
جانب سے یہ قربانی پیش کی کہ تین شعبہ مرکز کے جوئے کر رہے۔
اور اس طرح ایک محدود پاکستان قبول کر لیا۔ یہیں صدر ایک
س دادی اور مصاحفہ روش کے جواب سے ضرور و تکبر نے نہیں
کہ مغرب سے دیا گیا۔ میں پوچھتا ہوں کہ جب کہ میں کی خدمت
سے ایسے متاثر نہ رہتا ہوں دیکھتے ہیں کیا ہو تو یہ رہنمائی
اور دیانت دارانہ رویہ اختیار کیا ہمارے لیے ہی فہم قرار دیا
کیا ہے؟ کیا مغرب کی طرف سے سمجھوتہ کی جھولی سا اثر رکھتا
ہوگا۔

آج اعلیٰ ہند کی تاریخ میں پہلی دفعہ مسلمان ہند کے
دلوں میں کہ لکھیں اور برقیہ گے عزم تہذیب کے خلاف نہایت
پانی پیتی ہے۔ ہمیں اب یہ احساس ہو رہا ہے کہ یہ صورت حال

مدنی ہند کے لئے ایک نیک فال بہت وگنی بھیجیں کہ بہت
 تلخ تجربہ حاصل ہوا ہے اور بہرہ کی ۔ سندیں ایسا تلخ سبب ہیں
 آج تک کبھی نہیں ملا تھا ۔ اب سمجھو کہ سنہ وئی انجائش ہوتی
 نہیں رہی ۔ لہذا
 کر کے بڑھیں ۔

حضرت ابراہیمؑ پانچویں بارش وزیر ہند کے دربار میں
 تشریف لے کر گئے ہوئے تھے کہ دربار میں حکومت میں
 نامزدگیوں کی جگہ دارین اسٹیشن کے سوسے پہنچے ۔ پھر
 تھی ذمہ دار پوریشن کا کام ہو رہا تھا وزیر ہند کے
 سہ پیش نظر میں تھا ۔ تھوڑے عرصے ہی کے بعد
 دربار میں حاصل ہے ۔ آج جب کہ ان کی ضرورت ہو
 ان کی مدد میں غوام کی تفریق کا کام ہے ۔ وزیر ہند
 کوئی مدد کر سکتے ہیں ۔ ہم کسی صورت میں یہ کوئی
 نہ ہو ۔ سب کو ان کی رعایت کے لئے اس کی ضرورت
 کو نامزد کرے ۔ برطانوی حکومت نے جان بوجھ کر
 : : جیسے خاندان سے کیا برائیاں نے ان کو چھوڑ دیا
 برائیاں ۔ ہی طرح کی دوسرے گھریلو کو بھی
 بذات دربار ہی کہے جس میں بھائی کی کئی ۔

بس بنی کہی کو زنجار کی نامزدگی برداشت نہیں کر سکن۔
 ہندوستان میں بڑا خودی شن کہ زمین مارا ہو گئے تھے۔
 زمین شن نے پھر ایمان میں جو بیان دئے ان میں کسی دینداری
 سے باہر کام نہ لیا گیا۔
 اگر نہ امن کہ متدشی ہو تو ہم بھی جنگ کے خواہاں نہیں
 پائے جہیں گئے۔
 بساں اگر تم جنگ کے لئے بے قرار ہو تو ہم اسے بھی بلاہے
 و پیش قبروں کریں گے۔

قائد اعظم

کی تقریر جواب ہے جو مولوی محمد علی کی سچی سچ لہ جو ملی کی تقریب پر
۱۰ نومبر ۱۹۴۷ء کو ارتد فرمائی۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ذریعہ لکھنؤ میں میرزا محمد آکبر صاحب
 ان کے رفقاء سے دور رہیں عظیم نظر جو ملے، مستعدان و مجرب
 مراد کا عملی مفاد ہرگز کیا ہے۔ میں اس پر ان کے فائدے میں بوجہ
 عقیدت پیش کرتا ہوں۔

مسلم دنیا سے جامعہ ملیہ اسلامیہ کو بار بار سے کمر میں خفیہ تہذیبی
 کیونکہ دیا ہے کہ جامعہ ان کے تعلیمی و دینی سبب جامعہ کے ہر فرد
 کو ان بنیادوں سے آرا دو کر دے کہ ہر فرد کو دنیا کی تعلیم کی
 دے کہ جامعہ کو یہ ہر مکتبہ ہوگی۔ نہ صرف یہ کہ تعلیم دے کہ تعلیم ہوگا
 رہے گا۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ ہر قسم کی تعلیمی و دینی سبب جامعہ کے ہر فرد
 تعلیم سبب سے تعلیمی و دینی سبب جامعہ کے ہر فرد
 تعلیم سبب سے تعلیمی و دینی سبب جامعہ کے ہر فرد

یہاں قابلِ تقلید ہے۔ تمیز ہے دوسرے مودبہ اس نوعیت کے
نہیں دارے قلم کر میں گئے۔

پہلے جس ادارے کی تعمیر کی ہے وہ اپنی نوعیت کا اجداد
سلسلہ میں یہ امر خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے۔ یہ تنظیم
شروع سے صحیح قسم کی تعلیم دیتی کرتا ہے۔ مجھے انتہائی مسرت ہے کہ
اس ادارہ کا ختم ہو گیا ہے۔ درج مسلمان اپنے بچوں کو تعلیم
کی ضرورت سمجھنے کے لئے آپ کے روبرو ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی
آپ پر اس حقیقت کا انکشاف کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معنی میں جو مدد
اس کے متعلق قوم و خواص سب میں تقویٰ غلط فہمیاں موجود ہیں۔
ان غلط فہمیوں کے ازالہ میں کچھ وقت ضرورت ہوگا۔ اس عمل کے
اسباب کا وہ طریقہ بہ ہے کہ آپ اپنے طریق عمل سے ثابت کریں کہ
فیوڈاں مال مندوں اور وقت مندوں پر ملتی نہیں ہیں۔

میں سے اس بات سلسلہ میں بندہ مودبہ تھا۔ تاہم اس سلسلہ
میں شے حوالہ نہیں کہ قریب اسلامیہ بنریہ میں غلامیاری
انہی بڑے بچے ہیں کہ بہت کم لوگوں کو احساس ہے۔ وہ بہت
غیر سے وہ ہیں جو ملت اسلامیہ کی اس جہل الشان نشانہ کو
مجھے سمجھنے میں بہت مشکل تعلیم کی اہمیت کا احساس ہو رہا ہے
تعمیم کے غیر کوئی قوم ہر وقت در رفعت حاصل نہیں کرتی مجھے
بہت ہے کہ جو مدد تعلیم اسلامیہ فرزند اسلام کی بھائی بہن حضرات

(تعلیم) کو بدرجہ اتم پور کر سکے گا اور انشاء اللہ ملتِ اسلامیہ فقر کے رتھ
 اعلان کر سکے گی کہ وہ تعلیم کے میدان میں کسی بڑی سے بڑی ترقی یافتہ
 قوم سے پیچھے نہیں۔

قائد اعظم

کی تقریر جو آپ نے پرس کاغز میں منعقد کمرہ میں
۲۵ نومبر ۱۹۴۷ء کو رٹا دفرائی

سوال :- ہندوستان میں زمین کیسے تقسیم کی جاسکتی ہے ؟
 قائد اعظم :- ہندوستان کے مختلف حصوں میں جو لوگ قسطنطنیہ
 میں ان کے میں نظر میں رہتے اسے یہ سب سے مرکزی دھارے میں مراکو
 قیصر ہوں کے تبادلہ کے سوال کی طرف توجہ دینا چاہیے۔ صرف یہی
 صورت میں ان علاقوں میں وہ چیزیں ہوں گے جو ان کے مشاغل و
 ختم یہاں تک کہ یہاں بہت بڑی شہر تھیں جنہوں نے بڑی ترقی
 حاصل کی ہے۔

دوسرے سوچ سے جسے میں نے دیکھا ہے کہ
 ملک کا یہ نئی ترقی چاہیے تاکہ اسے فائدہ ہو۔ جنہوں نے جنہوں میں
 نہیں ہیں ان علاقوں میں۔ یہاں وہ حالت ہیں جس میں
 وہ محفوظیت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ اسے یہ حالت میں انہیں
 کوئی مفید وجہ بڑھ نہیں دے۔ یہی سب سمجھو جو میں نے کہا ہے۔

جماعتوں کے لئے قابل قبول ہو۔

سوال : پطرت نہرو کے نام وائسرائے کے خط میں اس مرزا کو کیا ہے
کہ عارضی حکومت میں مسلم لیگ اسی صورت میں شریک رہ سکتی ہے کہ وہ
وزارتی مشن کی طرف الیحد و مفاہمت کی سیکم قبول کرے۔

قائد اعظم : میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ انگریزوں نے وزارتیں کس
وزارتی اسے اس بیان کو کبھی تسلیم نہیں کیا جس کی مراد نہ مفاہمت و مصلحتی ہے
نہ وزارت میں کسی۔ ہندو جو یہاں نہرو نے سٹرگوپی ناتھ کو
جو نہ لکھی جس کا حوالہ میر نے وائسرائے کے ہاں اپنے خط میں دیا ہے
میں نہیں ہوا ہے بھی اس امر و صورت میں یہ سٹرگوپی نہرو نے
نارتھ ٹریش کہہ میں۔ یہ مراد ہے کہ ہندو کو جو کہتے ہیں
میں اس نے وائسرائے کے کسی مجدد پر نہیں کوئی وعدہ نہیں کیا ہے
صرف یہ کہ ان کو یہ مسلم لیگ کی تہذیبی و معاشرتی فہم پر
کرے وہ کہ تحقیق کوئی ایسا وعدہ نہیں جو نہ مفاہمت و مصلحتی ہے
کہ تہذیبی و معاشرتی صورت کیلئے سٹرگوپی ناتھ سے وعدہ کیا ہے
وہ سہ وہی بنا کارپوریشن کے ہاں ہندو فہم کی دولت اور
میں جو ملتی ہے تہذیب و دو فہم بڑی ہندو فہم کی دولت ہے
میں اس کو نہ مفاہمت کے ہاں تہذیبی و معاشرتی فہم کی
یہی بات کہ میں نے ہندو فہم کی تہذیب و معاشرتی فہم کی
کہ ان میں وہ چیز ہے ہندو فہم کی تہذیب و معاشرتی فہم کی

منظور کرنے کے حق میں غیر مبہم اعلان کر دے۔

سوال :- دستور ساز اسمبلی کے بارے میں مسلم لیگ کا رویہ کیا ہوگا۔
 قائد اعظم :- میں جبران ہوں کہ موجودہ حالات میں دستور ساز اسمبلی کا اعلان
 بلانے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ خصوصاً اس وقت جبکہ ملک کے مختلف حصوں میں
 وسیع پیمانہ پر قتل عام جاری ہے۔ دستور ساز اسمبلی کا انعقاد سراسر حماقت ہے۔
 مجھے افسوس ہے کہ کانگریسی لیڈروں نے کانگریس کے اجلاس میں آگ کو نر
 ہوا دینے کی انتہائی کوشش کی ہے۔ جہاں تک مسلم لیگ کے خلاف پنڈت نہرو کی حالیہ
 اشتعال انگیزوں اور بے بنیاد الزامات کا تعلق ہے۔ میں انکے متعلق صرف یہ کہہ سکتا
 ہوں کہ ان میں صداقت کا شرم بھر بھی موجود نہیں۔ پنڈت نہرو نے موجودہ عہدہ سنبھالنے
 وقت دو حلف اٹھائے تھے جنہیں پہلا شاہ انگلستان سے وفاداری کا حلف تھا جب
 انہوں نے ہمیں شاہی پارٹی کا کام دیا اور ہمیں امپیریلٹ برطانوی حکومت کا مؤید بنایا تو
 انکا مقصد سامعین سے سائنس حاصل کر لینے کا تھا۔ یہ الزامات حقیقت سے
 بالکل بعید ہیں۔ دوسرے ایک عام فہم و فراست کا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ انہوں نے
 گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن کی حیثیت میں موجودہ عہدے کا حلف اٹھایا تھا۔
 اس امر کی بار بار وضاحت بھی ہو چکی ہے۔ وائسرائے نے ۲ ستمبر کے نشری اعلان میں
 بھی یہی کہا تھا کہ انہوں نے ۱۹۱۹ء کے آئین کے ماتحت عارضی حکومت قائم کی
 ہے۔ اور یہی آئین اب بھی جاری ہے۔ وائسرائے نے یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ وہ
 رنڈمرہ کے انتظام حکومت میں ایگزیکٹو کونسل کے ارکان کو زیادہ سے زیادہ آزادی
 دیں گے۔ اب اس حکومت کو کا مینہ کہہ دینے سے اس حکومت کو آئینی طور پر کا مینہ

ہرگز نہیں بنایا جاسکتا۔ نہ ہی اسے داہم کی قوت سے حقیقی کامیابی کے اختیارات
تفویض کئے جاسکتے ہیں۔

یہ بالکل واضح امر ہے کہ ایگزیکٹو کونسل کے ارکان کا انتخاب مختلف قوموں کے تباہ
آبادی کی اساس پر ہوا ہے۔ جہاں تک روزمرہ کے نظم و نسق کا تعلق ہے یہ ۱۹۱۹ء کے
گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی شرائط کے ماتحت ہی کام کر سکتی ہے۔ ہر فرد کے
انتظام حکومت میں حوام کی بہتری کے لئے ایگزیکٹو کونسل کے یہ محدود اختیارات
ہی برائے کار لائے جاسکتے ہیں۔ اب پنڈت نہرو کی خیال آرائیاں ملاحظہ کیجئے۔ وہ
تمام خدائی سے شرم رخ کی طرح آنکھیں بند رکھنا چاہتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ
۱۹۱۹ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کا وجود ہی نہیں۔ اپنے تخیلات کی دنیا میں
وہ ایگزیکٹو کونسل کو صحیح معنوں میں ایسی قومی حکومت تصور کرتے ہیں جو حوام اور
رائے دہندگان کے سامنے جواب دہ ہو۔ وہ ہر شخص سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ انہی کی
طرح سوچے۔ اگر پنڈت جی آسمان کی بجائے زمین پر اتر آئیں اور ٹھنڈے دل
سے سوچنے کی زحمت کو ادا فرمائیں، تو انہیں معلوم ہوگا کہ وہ نہ تو وزیر اعظم ہیں
اور نہ ہی کوئی نہروانی حکومت معرض وجود میں آئی ہوئی ہے۔ وہ صرف کامن ویلتھ
اور امور خارجہ کے شعبہ کے رکن ہیں۔

جب تک پنڈت نہرو اور کانگریس یہ خیال کرتی رہے گی کہ ہارنی حکومت میں
انہیں جو اختیارات حاصل ہیں ان سے وہ اپنی اکثریت یا سازشوں سے ملالہ پاکستان
کو تار پٹ کر سکتے ہیں۔ یا آہستہ آہستہ ایسی کارروائی کر سکتے ہیں جو آئندہ آئین
کے بارے میں سمجھوتہ پر ہمارے حق میں ناموافق اثر ڈالنے کا باعث ہو۔ اس

وقت تک مسلم لیگ ہر ایسی کوشش کا مقابلہ مروانہ دار کرے گی اور اس طرح مستقبل کے متعلق مجھوتہ ہونا بھی دشوار اور امر محال ہو جائیگا۔ پنڈت نہرو اور کانگریس مسلم لیگ کے نمائندوں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ محکوموں کی حیثیت میں انکے احکام پر عمل پیرا ہوں۔ لیکن ہم پنڈت نہرو یا کانگریس کے تابع فرمان نہیں ہو سکتے۔ جب تک کانگریس کی پالیسی یہ رہے گی کہ وہ فارسی حکومت میں اور حکومت کے باہر مطالبہ پاکستان کو تار پٹ کرے گی اور جب تک کانگریس مسلم لیگ کی مساویہ حیثیت تسلیم نہیں کرے گی۔ ہمارے لئے کانگریس کا مقابلہ کرنے سے احتراز مشکل ہوگا۔ کیونکہ ہم کانگریس کے ماتحت پوزیشن ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔

سوال :- وائسرائے نے بھی اپنی سرکاری خط و کتابت میں ایگزیکٹو کونسل کو کابینہ کے نام سے موسوم کیا ہے ؟

قائد اعظم - وائسرائے پر بہت زبردیا گیا تھا۔ پنڈت نہرو لفظ "کابینہ" کے استعمال سے عصبانیت رکھتے تھے۔ وائسرائے نے بھی یہ خیال کیا کہ اگر پنڈت نہرو صرف اس لفظ سے مطمئن ہو جائیں تو انہیں اس کے استعمال پر معترض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں معمولی دماغوں کو ہی خوش کر سکتی ہیں۔ آپ ایک گدھے کو باغی کا نام دے کر باغی نہیں بنا سکتے۔

مسلم لیگ اقلیتوں کے حقوق کو بدستور محفوظ رکھنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ ضروری ہے کہ ہم متحد ہو جائیں۔ اور ایسے حالات پیدا کر سکیں جن میں عوام کی فلاح و بہبود کا خیال رکھا جاسکے۔

ذخیره کتب بن محمد احمد ترازى